پاک و ہند میں زبان زدِ عوام و خواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

5

مفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ

حضرت مولانا نور البشر صاحب

استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق

پاک وہند میں زبان زدِ عوام وخواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

حصہ پنجم

تحقیق

مُفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقاریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

استاذ حدیث حضرت مولانا نور البشر صاحب مدظلہم

مکتبہ عمر فاروق

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

تالیف .... مفتی طارق امیر خان صاحب

اشاعتِ اوّل .... مارچ 2021ء

تعداد 1100

طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

021-34604566 Cell: 0334-3432345

ای میل .... maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جاسکے۔ جزاکم اللہ

دار الاشاعت، اردو بازار کراچی

اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی

ادارۃ الأنور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ

کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور

مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

مکتبہ غزنوی، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ فاروق اعظم، پشاور

مکتبہ بیت العلم، پشاور

فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر

فہرست روایات

روایت⑥	روایت: ”من صلى الفجر في جماعة، وخرج من المسجد فمر بعشرين نفسا فسلم عليهم، ثم مات في ذلك اليوم غفر له“. جو شخص نمازِ فجر جماعت کے ساتھ پڑھ لے، اور مسجد سے باہر جائے اور بیس افراد پر گزرتے ہوئے اُنھیں سلام کرے، پھر اگر یہ شخص اسی دن مر گیا تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔	۷۸
روایت⑦	روایت: ایک مرتبہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چار دن بھوک کی حالت میں گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی بارگاہ میں خوب گڑ گڑائے، اللہ تعالی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعے وافر مقدار میں کھانا اور دیگر اشیاء بھجوائیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی: یا اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔	۸۱
روایت⑧	روایت: ”هلك المسوفون“. ٹالنے والے ہلاک ہو گئے۔	۹۵
روایت⑨	روایت: ”جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی“۔	۱۰۰
روایت⑩	روایت: جس میں عاشورہ (دس محرم) کو مختلف انبیاء علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حواء علیہا السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت داوٗد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آنے والے بڑے بڑے واقعات کا ذکر ہے، نیز عاشورہ کے دن مختلف اعمال جیسے: غسل، سرمہ، یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنا، مریض کی عیادت کرنا، افطار پر بڑے بڑے اجر و ثواب کا ذکر ہے۔	۱۴۰

روایت⑪	حکایت: ابو معلق تاجر صحابی رضی اللہ عنہ کا ڈاکو سے حفاظت کی نماز میں ایک خاص دعا کرنا، اور فرشتہ کا اس ڈاکو کو نیزہ سے قتل کرنا۔	۱۹۲
روایت⑫	روایت:" إن لله ملكا لو قيل له: التقم السموات والأرضين السبع بلقمة واحدة، لفعل، تسبيحه: سبحانك حيث كنت". بے شک اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہے، اگر اس سے کہا جائے: ساتوں آسمان و زمین ایک ہی لقمہ میں نگل لو، تو وہ ایسا کرلے گا، اس کی تسبیح یہ ہے: تو پاک ہے جہاں کہیں بھی ہے۔	۲۱۱
روایت⑬	روایت: " إنما خلقت الخلق ليربحوا علي، ولم أخلقهم لأربح عليهم". میں نے مخلوقات کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے نفع حاصل کریں، اور میں نے ان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ میں ان سے نفع حاصل کروں۔	۲۱۹
روایت⑭	روایت: یعفور نامی دراز گوش (گدھے) کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہونا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یعفور کو بطور قاصد صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھروں کی طرف بھیجنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یعفور کا اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں کنویں میں گرا کر جان دے دینا۔	۲۲۳
روایت⑮	روایت:"من شرب الماء على الريق انتقصت قوته". جو شخص نہار منہ پانی پیئے گا اس کی طاقت کم ہو جائے گی۔	۲۵۰
روایت⑯	روایت:"جو شخص اپنی عورت کی بداخلاقی پر صبر کرے گا تو اللہ تعالی اس کو وہ اجر دیں گے جو حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی بیماری پر صبر کرنے پر دیا گیا تھا، اور جو عورت اپنے	۲۷۵

	شوہر کی بد اخلاقی پر صبر کرے تو اللہ تعالی اس کو فرعون کی بیوی آسیہ علیہا السلام کے ثواب کے مثل عطاء کریں گے"۔	
روایت⑰	روایت: "جس شخص نے بھی کسی اجنبی عورت کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھا، تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ ڈالا جائے گا"۔	۲۷۸
روایت⑱	روایت: موت کے وقت نماز کا اہتمام کرنے والے سے فرشتہ کا قریب ہونا، شیطان کا دور ہونا اور اسے ملک الموت کا کلمہ کی تلقین کرنا۔	۲۸۴
روایت⑲	روایت: ستر ہزار فرشتوں کی طاقت رکھنے والا فرشتہ اپنی انتہائی پرواز کے بعد بھی باری تعالی کے عرش تک نہیں پہنچ سکا۔	۲۹۵
روایت⑳	روایت: "الكريم إذا قدر عفا". کریم جب قابو پالیتا ہے تو معاف کر دیتا ہے۔	۲۹۹
روایت㉑	روایت: اذان سن کر: "مرحبا بالقائلين عدلا مرحبا بالصلاة وأهلا". پڑھنے پر بیس لاکھ نیکیاں، بیس لاکھ گناہ معاف اور بیس لاکھ درجات بلند۔	۳۰۷
روایت㉒	روایت: "گانا سننے والوں کو آخرت میں روحانیین یعنی اہل جنت کے قراء کو سننے کی اجازت نہیں ہوگی"۔	۳۱۶
روایت㉓	روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ چھڑانے کے فوراً بعد یہ کلمات کہنا: الله أكبر كبيرا، والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة و أصيلا.	۳۲۲

روایت⑥	روایت: "بچوں کے منہ پر لگی ہوئی غذا دھو لیا کرو، کیونکہ شیطان ہمیشہ بچی ہوئی غذا کو سونگھتا ہے"۔	۳۵۷
روایت⑦	روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی عمر میں سے صرف ایک گھڑی باقی رہنے کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو اس وقت حصولِ علم میں مشغول ہونے کا فرمانا۔	۳۵۹
روایت⑧	روایت: "جو شخص بارش کے نزول کے وقت یہ درود پڑھتا ہے، تو اللہ عزوجل اسے بارش کے ہر قطرے کے بدلے نیکی عطا فرماتا ہے: اللّٰهم صل وسلم على سيدنا ومولانا محمد وعلى آل سيدنا ومولانا محمد بعدد قطرات الأمطار"۔	۳۶۱
روایت⑨	روایت: "جنازے کی آخری صف افضل ہے"۔	۳۶۲
روایت⑩	روایت: جو شخص حضرات شیخین کا دفاع کرے گا تو یہ حضرات اپنی نیکیوں میں سے چوتھائی حصہ نیکی کا اسے دیں گے۔	۳۶۷
روایت⑪	روایت: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں بیٹھے اپنی جوتی مرمت کرنے لگ گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم مرمت کرلیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جوتی نہیں بنارہا، بلکہ بت توڑ رہا ہوں، تاکہ قیامت تک آنے والے زمانہ میں کوئی پیشہ کے لحاظ سے ذلیل نہ سمجھے۔	۳۷۴
روایت⑫	روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمزم کے کنویں میں لعاب دہن ڈال کر فرمانا کہ امت اس سے برکت حاصل کرے۔	۳۷۵

روایت (۲۱)	روایت: روز قیامت اسلام کا حسین صورت میں آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنا: اللہ تعالی آپ کو عزتوں سے مالا مال کرے جیسا کہ آپ نے دنیا میں مجھے (یعنی اسلام کو) عزت بخشی۔	۳۹۸
روایت (۲۲)	روایت: "المرء مخبوء تحت لسانه". انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے۔	۴۰۰
روایت (۲۳)	روایت: "جو عورت گائے یا بھینس کا دودھ بسم اللہ پڑھ کر دوھے تو وہ جانور اس کو دعائیں دیتا ہے"۔	۴۰۶
روایت (۲۴)	روایت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا کہ بارش ہوئی اور آپ کے بابرکت کپڑے نہ بھیگے۔	۴۰۷
روایت (۲۵)	روایت: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اذان میں لفظ حَیَّ کو عاجزی سے ہَیَّ پڑھنا، اور منافقین کا اس پر اعتراض کرنا اور یہ مطالبہ کرنا کہ کوئی فصیح مؤذن لے آئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ میں منافقین سے فرمانا کہ اللہ تعالی کے نزدیک بلال کا ہَیَّ شور و غل کے سینکڑوں حَیَّ اور حَیَّ سے بہتر ہے۔	۴۱۱
روایت (۲۶)	روایت: "ریاکاری کے ساتھ تسبیح کرنا کوڑی کا سبزہ ہے"۔	۴۱۳
روایت (۲۷)	روایت: "عجلوا الطاعات قبل الفوت". عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو۔	۴۱۴
روایت (۲۸)	روایت: "جس نے اپنے بھائی کے حق کی وجہ سے افطار کیا اس کے لئے ایک ہزار روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے"۔	۴۱۷
روایت (۲۹)	روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص کو مسجد میں سویا ہوا دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمانا: اے علی! اسے جگا دو، تاکہ	۴۱۹

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد!

اللہ جل جلالہ کا عظیم فضل ہوا کہ اس نے بندہ اور میرے ساتھیوں کو کتاب ”غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ“ کے حصہ پنجم کی تالیف کی توفیق بخشی۔

یہ حصہ حسبِ سابق ان تمام اصول وضوابط پر برقرار ہے، جو پہلے چار حصوں میں تھے، اس مجموعہ میں سابقہ ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ایک جماعت شریک رہی ہے، خصوصاً مولوی سلیم صاحب اور مولوی حمزہ صاحب کے تعاون کا میں انتہائی مشکور ہوں۔

طارق امیر خان
(03423210056)
متخصص فی علوم الحدیث
جامعہ فاروقیہ کراچی

فصل اول (مفصل نوع)

روایت نمبر ①

روایت: جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے اعضاء کو پُرسکون رکھے، اور یہود کی طرح نہ ہلے، اس لئے کہ نماز میں اعضاء کا پُرسکون ہونا نماز کے کامل ہونے کا جزو ہے۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "نوادر الأصول"[۱] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا إبراهيم بن عبد الحميد الحُلْوَانِي، قال: حدثنا محمد بن المبارك الصنعاني، قال: حدثنا معاوية بن يحيى أبومطيع، قال: حدثنا الحكم بن عبد الله، وهو الأَيْلِي، عن القاسم بن محمد، عن أسماء بنت أبي بكر، عن أم رومان والدة عائشة رضي الله عنها، قالت: رآني أبو بكر الصديق رضي الله عنه أتميل في صلاتي، فزجرني زجرة كدت أنصرف من صلاتي، ثم قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا قام أحدكم في الصلاة فليسكن أطرافه لا يتميل تميل اليهود، فإن سكون الأطراف في الصلاة من تمام الصلاة".

---

[۱] نوادر الأصول في أحاديث الرسول: ٥/٤، رقم: ٨٢٢، ت: توفيق محمود تكله، دار النوادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز میں ہلتے ہوئے دیکھا، تو مجھے ایسے ڈانٹا قریب تھا کہ میں نماز توڑ دوں، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے اعضاء کو پُر سکون رکھے، اور یہود کی طرح نہ ہلے، اس لئے کہ نماز میں اعضاء کا پُر سکون ہونا نماز کے کامل ہونے کا جزو ہے۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل"[1] میں، حافظ ابو شیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۶۹ھ) نے "ذكر الأقران"[2] میں، حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية"[3] میں، حافظ ابو القاسم اسماعیل بن محمد اصبہانی الملقب قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۵ھ) نے "الترغيب والترهيب"[4] میں، قاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحاديث الشيوخ الثقات"[5] میں اور

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٤٧٩/٢،رقم:٣٨٩،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[2] ذكر الأقران:ص:٥٦،رقم:١٦٦،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدنى،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] حلية الأولياء:٣٠٤/٩،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

[4] الترغيب والترهيب لقوام السنة:٤١٧/٢،رقم:١٩٠١،١٩٠٢،ت:أيمن بن صالح بن شعبان،دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[5] أحاديث الشيوخ الثقات:٥١٢/٢،رقم:٧٥،ت:الشريف حاتم بن عارف العونى،دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة .
واضح رہے کہ اس کتاب کی سند میں حکم بن عبد اللہ کے بعد سند میں بڑی تبدیلی ہے، ملاحظہ ہو:"أخبرنا أبو القاسم الخفاف، قراءة عليه وأنا أسمع، في ذي الحجة من سنة ثمان وأربعين وأربعمائة، قال: أخبرنا أبو الحسين محمد بن المظفر بن موسى الحافظ، قال: حدثنا أبو علي الحسين بن محمد بن توبة بن أسيد بن سعيد بن كثير بن

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی حکم بن عبد اللہ بن سعد ایلی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ حافظ ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق میں حکم بن عبد اللہ کے بجائے علی بن عبد اللہ لکھا ہے، یہ بظاہر تصحیف ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں زیر بحث روایت اور اس کے علاوہ دیگر روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وبهذا الإسناد أيضا حدثناه هنبل غير ما ذكرت أكثر من خمسة عشر حديثا، كلها مع ما ذكرتها موضوعة، وما هو منها معروف بالمتن فهو باطل بهذا الإسناد، وما أمليت للحكم عن القاسم بن

عفير، قال: أخبرني عبيد الله بن سعيد بن كثير بن عفير، قال: حدثنا أبي، قال: حدثنا المغيرة بن الحسن، قال: حدثني الحكم بن عبد الله بن سعد الأيلي، عن عمر بن عبد الله بن عروة، عن عامر بن عبد الله بن الزبير، عن عبد الله بن الزبير، عن أمه أسماء بنت أبي بكر الصديق رضي الله عنه، أنه قال لها: ورآها تميل في صلاتها، قالت: فزجرني زجرة كدت أن أنصرف، ثم انصرفت، فقال: ألم تعلمي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا قام أحدكم في الصلاة، فليسكن أطرافه، ولا يتميل بجسده، كما تصنع يهود، فإن سكون الأطراف من الخشوع في الصلاة".

[1] تاريخ دمشق:٢٩٠/٥٩،رقم: ١٢٣٦٠،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ .

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:٤٨٣/٢،رقم:٣٨٩،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

محمد، والزهري، وغيرهم كلها [والمتن الروايات] غير ما ذكرته هاهنا، فكلها مما لا يتابعه الثقات عليه، وضعفه بين على حديثه".

اور اسی سند کے ساتھ،حنبل نے میری ذکر کرہ روایات کے علاوہ پندرہ سے زائد احادیث روایت کی ہیں، وہ سب کی سب میری ذکر کردہ روایات کے ساتھ من گھڑت ہیں، اور ان میں سے جو متن کے ساتھ معروف ہیں وہ اس سند کے ساتھ باطل ہیں، اور قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ، زہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے منقول حکم کی وہ روایات جس کو میں نے املاء کروایا ہے،وہ تمام تر روایات جن کو میں نے یہاں ذکر کیاہے اور جن کو ذکر نہیں کیاہے، ان سب میں ثقات نے حکم کی متابعت نہیں کی ہے، ان کا ضعف ان کی حدیث میں واضح ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "والحكم هذا أجمعوا على ترك حديثه". اوراس حکم کی حدیث کے ترک پر محدثین نے اجماع کیاہے۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ دمشق"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "غريب، وفيه: ثلاثة من الصحابة". یہ غریب ہے،اور اس میں تین صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

---

[1] ذخيرة الحفاظ:١/٣٤٤،رقم:٣٦٦،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

[2] تاريخ دمشق:٥٩/٢٩٠،رقم: ١٢٣٦٠،ت:عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "التیسیر"[۱] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "وإسناده ضعيف".

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ "التنویر"[۲] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "وإسناده ضعيف".

سند میں موجود راوی ابو عبد اللہ حکم بن عبد اللہ بن سعد بن عبد اللہ اَیلی (المتوفی مابین ۱۴۰ - ۱۵۰ھ[۳]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "والحكم الأيلي ليس بثقة"[۴]. حکم اَیلی ثقہ نہیں ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "ليس بشيء"[۵]. یہ لیس بشیء ہے۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان ضعيفا، ليس بشيء"[۶]. یہ

---

[۱] التيسير بشرح الجامع الصغير: ۱۱۹/۱، مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض.

[۲] التنوير: ۱٦۳/۲، رقم: ۷۷۸، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۲هـ.

[۳] امام بخاریؒ نے "التاريخ الصغير" میں موصوف کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۴۰ اور ۱۵۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ٥٤/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ).

[۴] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ۱۲٦/۱، رقم: ۷٥٤، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[۵] سؤالات ابن الجنيد: ص: ۱۰٤، رقم: ٤٤٤، ت: أحمد محمد نور سيف، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ.

[۶] سؤالات ابن أبي شيبة: ص: ۱۳٤، رقم: ۱۷۱، ت: موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

ضعیف، لیس بشیء ہے۔

حافظ احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ماسقط من أهل أيلة إلا الحكم بن عبد الله الأيلي"[1]. ایلہ والوں میں سے کوئی ساقط نہیں ہے، سوائے حکم بن عبد اللہ کے۔

حافظ احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "رأيت في كتابه عن يونس ستين حديثا كذبا"[2]. میں نے اس کی کتاب میں یونس کے انتساب سے ساٹھ جھوٹی احادیث دیکھی ہیں۔

حافظ ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن عمار موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب حدیث کی ایک جماعت جس میں حافظ ابن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ موجود ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"ليس يعرف بدمشق كذاب إلا رجلين، فإذا تركت هذين الرجلين، لم يبق من الكذابين بدمشق أحد، الحكم بن عبد الله الأيلي، ويزيد بن ربيعة بن يزيد"[3]. دمشق میں کذاب سے کوئی معروف نہیں ہے سوائے دو آدمیوں کے، اگر میں ان دونوں کو ترک کر دوں، تو دمشق میں جھوٹوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا، وہ دو آدمی حکم بن عبد اللہ اور یزید بن ربیعہ بن یزید ہیں۔

---

[1] الثقات لابن شاهين: ص: ١٢١، رقم: ٦٠٢، ت: صبحي السامرائي، الدار السلفية - الكويت الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] سؤالات أبي عبيد الآجري: ١٨٢/٢، رقم: ١٥٣٦، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] تاريخ دمشق: ١٩/١٥، ت: عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر - بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

علامہ وہب بن زمعہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ حافظ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "أنه ترك حديث الحكم"[1]. ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الحكم بن عبد الله الأيلي أحاديثه موضوعة"[2]. حکم بن عبد اللہ ایلی کی احادیث من گھڑت ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[3] فرماتے ہیں: "تركوه، كان ابن المبارك يوهنه، ونهى أحمد عن حديثه". محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس کو ضعیف قرار دیتے تھے، احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حدیث سے منع کیا ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الصغير"[4] میں فرماتے ہیں: "كان ابن المبارك يوهنه، نهى أحمد عن حديثه". ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس کو ضعیف قرار دیتے تھے، احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حدیث سے منع کیا ہے۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الصغير"[5] میں لکھتے ہیں: "كان ابن المبارك يضعفه". ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[6] میں فرماتے ہیں: "جاهل،

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤٧٨/٢، رقم: ٣٨٩، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

[2] تاريخ أبي زرعة الدمشقي: ص: ٢١٣، رقم: ١١٤٤، ت: خليل المنصور، دار الكتب - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] التاريخ الكبير: ٣٣٠/٢، رقم: ٢٦٩٥، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[4] التاريخ الصغير: ٩٩/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] الضعفاء الصغير: ص: ٣٥، رقم: ٧١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] أحوال الرجال: ص: ٢٥٩، رقم: ٢٧١، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوى، حديث أكادمي - فيصل آباد - باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

كذاب". یہ جاہل، کذاب ہے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[1] میں ہی فرماتے ہیں: "وأمر الحكم أوضح من ذاك عند أهل الحديث، حتى لقد حدثني من سمع ابن حنبل يقول: ألق حديث الحكم الأيلي، وإسحاق بن أبي فروة في الدجلة". اور اس سے محدثین کے ہاں حکم کا معاملہ واضح ہو جاتا ہے، حتی کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ حکم ایلی اور اسحاق بن ابی فروہ کی روایت کو دجلہ میں ڈال دو۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ "الكنى"[2] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث".

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يكتب حديثه"[3]. اس کی حدیث کو نہ لکھا جائے۔

حافظ یحیی بن حسان تِنِّیسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا تكتب حديث الحكم بن

---

[1] أحوال الرجال: ص: ۲۵۹، رقم: ۲۷۱، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوى، حديث أكادمي ۔ فيصل آباد ۔ باكستان، الطبعة الأولى ۱٤۱۱ھـ.

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "حدثني عبد الله بن يوسف، حدثني يحيى بن حمزة، حدثني الحكم بن عبد الله، سمع القاسم، عن جدته أم رومان، وأم رومان توفيت زمان النبي صلى الله عليه وسلم، وليست جدته، وإنما جدته: أسماء ابنة عميس، ولدت أباه بذي الحليفة، والنبي صلى الله عليه وسلم يريد مكة حجة الوداع، وأمر الحكم أوضح من ذاك عند أهل الحديث، حتى لقد حدثني من سمع ابن حنبل يقول: ألق حديث الحكم الأيلي، وإسحاق بن أبي فروة في الدجلة".

[2] الكنى والأسماء: ٤٨٩/١، رقم: ١٨٩٥، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقرى، الجامعة الإسلامية ۔ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤ھـ.

[3] سؤالات أبي عبيد الآجري: ١٨٢/٢، رقم: ١٥٣٦، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھـ.

عبد الله بن سعد الأيلي، فإنه متروك الحديث"[1]. حکم بن عبد اللہ بن سعد اَیُلِی کی حدیث مت لکھو، کیونکہ وہ متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "[ذاهب]، متروك الحديث، لا يكتب حديثه، كان يكذب"[2]. ذاہب، متروک الحدیث ہے، اس کی حدیث کو نہ لکھا جائے، یہ جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[3] میں فرماتے ہیں کہ حکم بن عبد اللہ بن سعد اَیُلِی کے بارے میں ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا، تو میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "ضعيف، لا يحدث عنه، ولم يقرأ علينا حديثه، وقال: اضربوا عليه". ضعیف ہے، ان سے حدیث بیان نہ کی جائے، (نیز حافظ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں) اور ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم پر اس کی حدیث نہیں پڑھی، اور فرمایا کہ اس کی حدیث کو اس پر دے مارو۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "وهو رجل متروك الحديث"[4]. حکم بن عبد اللہ متروک الحدیث ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[5] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث".

---

[1] الجرح والتعديل: ۱۲۱/۳، رقم: ۵۵۹، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[2] الجرح والتعديل: ۱۲۱/۳، رقم: ۵۵۹، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[3] الجرح والتعديل: ۱۲۱/۳، رقم: ۵۵۹، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[4] تاريخ أبي زرعة الدمشقي: ص: ۲۱۳، رقم: ۱۱٤٥، ت: خليل المنصور، دار الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين: ص: ۱٦٥، رقم: ۱۲۲، ت، محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

حافظ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "وأنا أبرأ من عهدته"[1]. میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں۔

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ "قبول الأخبار"[2] میں حکم بن عبد اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "ليس بثقة".

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[3] میں فرماتے ہیں: "والغالب على حديث الحكم الوهم". اور حکم کی حدیث میں وہم غالب ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں فرماتے ہیں: "ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، وكان ابن المبارك شديد الحمل عليه". وہ ثبت لوگوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے، اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس پر شدید حمل فرماتے تھے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[5] میں زیر بحث روایت اور اس کے علاوہ دیگر روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وبهذا الإسناد أيضا حدثناه هنبل غير ما ذكرت أكثر من خمسة عشر حديثا، كلها مع ما ذكرتها موضوعة، وما هو منها معروف بالمتن فهو باطل بهذا الإسناد،

---

[1] سنن الدار قطني: ١٤٤/٣، رقم: ٢٢٤٩، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] قبول الأخبار ومعرفة الرجال: ١٩٧/٢، رقم: ٣٠٤، ت: أبي عمرو الحسيني بن عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[3] الضعفاء الكبير: ٢٥٦/١ رقم: ٣١١، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] المجروحين: ٢٤٨/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[5] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤٨٣/٢، رقم: ٣٨٩، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

وما أمليت للحكم عن القاسم بن محمد، والزهري، وغيرهم كلها [والمتن الروايات] غير ما ذكرته هاهنا، فكلها مما لا يتابعه الثقات عليه، وضعفه بين على حديثه".

اور اسی سند کے ساتھ،حنبل نے میری ذکر کرہ روایات کے علاوہ پندرہ سے زائد احادیث روایت کی ہیں، وہ سب کی سب میری ذکر کردہ روایات کے ساتھ من گھڑت ہیں، اور ان میں سے جو متن کے ساتھ معروف ہیں وہ اس سند کے ساتھ باطل ہیں، اور قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ، زہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے منقول حکم کی وہ روایات جس کو میں نے املاء کروایا ہے،وہ تمام تر روایات جن کو میں نے یہاں ذکر کیا ہے اور جن کو ذکر نہیں کیا ہے، ان سب میں ثقات نے حکم کی متابعت نہیں کی ہے، اس کا ضعف اس کی حدیث پر واضح ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكون"[1] میں فرماتے ہیں: "متروك".

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[2] میں فرماتے ہیں: "ليس بشيء، تركه ابن المبارك، وقال علي بن المديني: ليس بشيء". لیس بشیء ہے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ترک کیا ہے، علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لیس بشیء ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ ہی "المسند المستخرج"[3] میں فرماتے

---

[1] الضعفاء والمتروكون: ۱۸۱،رقم: ۱٦۱،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الضعفاء لأبي نعيم: ٧٤،رقم: ٥٠،ت:فاروق حماده،مطبعة النجاح الجديده.

[3] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ٦٣/١،رقم: ٥٠،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

ہیں: ”تركوه، ضعفه ابن المبارك، وقال علي بن المديني: ليس بشيء“.
محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تضعیف کی ہے، اور علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لیس بشیء ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”السنن الکبری“[1] میں ایک روایت کے تحت حکم بن عبد اللہ کو ”متروك“ قرار دیا ہے۔

نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ہی ”الخلافیات“[2] میں فرماتے ہیں: ”الحکم بن عبد الله ضعیف جدا“. حکم بن عبد اللہ شدید ضعیف ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ”المتفق والمفترق“[3] میں فرماتے ہیں: ”وکان ضعیفا جدا“ وہ شدید ضعیف تھا۔

حافظ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الأحكام الوسطى“[4] میں حکم بن عبد اللہ کو ”متروك“ قرار دیا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ ”تذكرة الحفاظ“[5] میں ایک دوسری روایت کے تحت فرماتے ہیں: ”والحکم هذا یضع الحدیث“. اور یہ حکم حدیث گھڑتا ہے۔

---

[1] السنن الكبرى للبيهقي:٢٥٥/٣،رقم:٥٦١٧،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[2] الخلافيات بين الإمامين للبيهقي:٧٠/٢،رقم:١١٦٢،الروضة للنشر والتوزيع ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[3] المتفق والمفترق:٧٧٣/٢،رقم:٤٠٢،ت:محمد صادق آيدن الحامدى،دار القادري ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] الأحكام الوسطى:٢١/٢،ت:حمدي السلفي وصبحي السامرائي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة ١٤١٦هـ.

[5] تذكرة الحفاظ:ص:٥٩،رقم:١٢١،ت:حمدي بن عبد المجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

یہی کلام حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "معرفة التذكرة"[۱] میں بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ "الترغيب والترهيب"[۲] میں حکم بن عبد اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "متروك، متهم".

حافظ ابن خلفون رحمۃ اللہ علیہ نے "أسماء شيوخ الإمام مالك"[۳] میں چند راویوں کے نام ذکر کر کئے ہیں جن میں حکم بن عبد اللہ اَیْلِی کا نام بھی مذکور ہے، اس کے بعد فرمایا ہے: "وهؤلاء هم المتروكون".

حافظ ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "توضيح المشتبة"[۴] میں حکم بن عبد اللہ کو "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[۵] میں فرماتے ہیں: "متروك، متهم". یہ متروک، متہم ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے علاوہ ایک دوسری حدیث کے تحت حکم بن عبد اللہ کو "نتائج الأفكار"[۶] اور "التلخيص الحبير"[۷]

---

[۱] معرفة التذكرة: ص: ۱۰۱، رقم: ۱۱٦، ت: عماد الدين أحمد حيدر، مؤسسة الكتب الثقتفية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[۲] الترغيب والترهيب: ۳۸۲/۲، رقم: ۵، ت: إبراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[۳] أسماء شيوخ الإمام مالك بن أنس: ص: ۱۰۹، ت: محمد زينهم محمد عزب، مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر.

[۴] توضيح المشتبة: ۱۳۱/۱، ت: محمد نعيم العرقسوسي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

[۵] المغني في الضعفاء: ۲۷۱/۱، رقم: ١٦٥٧، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[٦] نتائج الأفكار: ٦٥/٤، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[۷] تلخيص الحبير: ٥٢١/١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ

میں "ضعيف جدا"، جبکہ "الدراية"[1] میں "واه جدا" اور "المطالب العالية"[2] میں "ضعيف بمرة" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں حکم بن عبد اللہ کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

روایت کا حکم

سند میں موجود راوی حکم بن عبد اللہ اَیْلِی کے بارے میں درج ذیل ائمہ حدیث نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں:

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحیی بن حسان تِنّیسی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن خلفون رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[1] الدراية في تخريج أحاديث الهداية: ٢٠٩/١،رقم: ٢٧١،ت:عبد الله هاشم اليماني،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] المطالب العالية: ١١٦/١٤،رقم: ٣٤٠٥،ت:أحمد بن محمد بن عبد الله بن حميد،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ٥٤/١،رقم: ٤٧،ت:عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

جیسے: لیس بشيء ہے، لیس بثقہ ہے، اس کی حدیث کو نہ لکھا جائے، حکم اَیُلِی کی احادیث من گھڑت ہیں، محدثین نے اس کو ترک کیا ہے، جاہل، کذاب ہے، متروک الحدیث ہے، اس کی حدیث اس پر دے مارو، ثبت لوگوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے، یہ حکم حدیث گھڑتا ہے، متہم ہے، شدید ضعیف ہے، ضعیف بمرہ، واہ جداً۔

نیز خاص اس تناظر میں کہ حکم بن عبد اللہ اَیُلِی اس روایت کے نقل میں متفرد بھی ہے یہ روایت کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، لہذا اسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
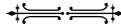
روایت نمبر②

روایت: ”أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلا يعبث بلحيته في الصلاة، فقال: لو خشع قلبه، لخشعت جوارحه“.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا، تو ضرور اس کے اعضاء پُر سکون رہتے۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے، حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے بیٹے حافظ ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معروف قول کے مطابق یہ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے، جو انہوں نے ایک شخص کو دوران نماز داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا، انتہی، اس لئے اسے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کرنا چاہئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

یہ روایت تین سندوں سے منقول ہے:

① روایت بطریق ابو داؤد سلیمان بن عمرو نَخَعِی ② روایت بطریق ابو جارود زیاد بن منذر کوفی ③ روایت بطریق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

① روایت بطریق ابو داؤد سلیمان بن عمرو نَخَعِی

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”نوادر الأصول“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] نوادر الأصول في أحاديث الرسول:٥٠٤/٥،رقم:١٣٠٥،وفيه أيضا:٨/٤،رقم:٨٢٤،ت:توفيق محمود تكله،دار النوادر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

”حدثنا صالح بن محمد، حدثنا سليمان بن عمرو، عن محمد بن عجلان، عن المَقْبُرِي، عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلا يعبث بلحيته في الصلاة، فقال: لو خشع قلبه، لخشعت جوارحه“.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا، تو ضرور اس کے اعضاء پُر سکون رہتے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ ”تخريج أحاديث الكشاف“[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: ”وسليمان بن عمرو هذا يشبه أن يكون هو أبو داود النَخَعِي، فإني لم أجد أحدا في هذه الطبقة غيره، وقد اتفقوا على ضعفه، قال ابن عدي: أجمعوا على أنه يضع الحديث“.

اور سلیمان بن عمرو لگتا ہے کہ یہ ابو داود نَخَعِی ہے، کیونکہ میں نے اس طبقہ میں اس کے علاوہ کسی کو (یعنی سلیمان بن عمرو کے نام سے) نہیں پایا، اس کے ضعف پر محدثین نے اتفاق کیا ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے اس پر اجماع کیا ہے کہ یہ شخص حدیث گھڑتا تھا۔

---

[1] تخريج أحاديث الكشاف:۴۰۰/۲،رقم:۸۲۸،ت:سلطان بن فهد،دار ابن خزيمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں یہ روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "أخرجه الترمذي الحكيم في النوادر من حديث أبي هريرة بسند ضعيف، إنه من قول سعيد بن المسيب، رواه ابن أبي شيبة في المصنف، وفيه رجل لم يسم".

اس کو حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "نوادر" میں ضعیف سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تخریج کیا ہے، بلاشبہ یہ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، جسے ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں نقل کیا ہے، اور اس کی سند میں (یعنی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں) ایک راوی کا نام مذکور نہیں ہے۔

نیز حافظ ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ ابن زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ "تکملة طرح التثريب"[2] میں یہ روایت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا هو المعروف في هذا أنه عن ابن المسيب، وفي إسناده من لم يسم، وقد رواه الحكيم الترمذي في نوادر الأصول مرفوعا من حديث أبي هريرة، وفيه سليمان بن عمرو مجمع على ضعفه".

اس کے بارے میں معروف یہ ہے کہ یہ ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اور اس کی سند میں ایک راوی کا نام ذکر نہیں ہے، حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو

---

[1] المغني عن حمل الأسفار: ١٧٨/١، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

[2] طرح التثريب: ٣٧٣/٢، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

"نوادر" میں ضعیف سند کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً نقل کیا ہے، اس سند میں سلیمان بن عمرو ہے، جس کے ضعف پر اجماع ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فیض القدیر"[1] میں حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے درج بالا کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

نیز علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "الفتح السماوي"[2] میں فرماتے ہیں: "أخرجه الحكيم الترمذي في نوادر الأصول بسند ضعيف من حديث أبي هريرة، وفيه: سليمان بن عمرو وهو أبو داود النَخَعِي، أحد من اتهم بوضع الحديث".

اس کو حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "نوادرالاصول" میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تخریج کیا ہے، اس کی سند میں سلیمان بن عمرو ہے، اور وہ ابوداود نَخَعِی ہے، یہ ان میں سے ایک ہے جنہیں حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا گیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الكافي الشاف"[3] میں یہ حدیث ذکر

---

[1] فيض القدير: ٥/٤٠٦، رقم: ٧٤٤٧، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال الزين العراقي في شرح الترمذي: وسليمان بن عمر وهو أبو داود النَخَعِي متفق على ضعفه، وإنما يعرف هذا عن ابن المسيب، وقال في المغني: سنده ضعيف، والمعروف: أنه من قول سعيد، ورواه ابن أبي شيبة في مصنفه، وفيه رجل لم يسم، وقال ولده: فيه سليمان بن عمرو مجمع على ضعفه، وقال الزيلعي: قال ابن عدي: أجمعوا على أنه يضع الحديث".

[2] الفتح السماوي: ٢/٨٥٤، رقم: ٧٣٢، ت: أحمد مجتبى السلفي، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] الكافي الشاف: ص: ١٩٤، رقم: ٧١٨، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

کرکے فرماتے ہیں: ”الحكيم الترمذي في النوادر في السادس والأربعين بعد المائة من حديث أبي هريرة، وفيه سليمان بن عمرو وهو أبوداود النَخَعِي، أحد من التهم بوضع الحديث“.

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”نوادر“ میں ایک سوچھیالیس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تخریج کیا ہے، اس کی سند میں سلیمان بن عمرو ہے اور وہ ابوداود نَخَعِی ہے، یہ ان میں سے ایک ہے جنہیں حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا گیا ہے۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ ”التنویر“[1] میں لکھتے ہیں: ”رمز المصنف لضعفه، لأن فيه سليمان بن عمرو النَخَعِي، قال العراقي في شرح الترمذي: سليمان بن عمرو هو أبو داود النَخَعِي، متفق على ضعفه، قال الزيلعي: أجمعوا على أنه يضع الحديث، والمعروف أنه من قول سعيد بن المسيب، ورواه ابن أبي شيبة، وفيه راو لم يسم“.

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ضعف کی علامت لگائی ہے، اس لئے کہ اس میں سلیمان بن عمرو نَخَعِی ہے، عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح ترمذی“ میں کہا ہے: سلیمان بن عمرو ابو داؤد نَخَعِی ہے، جو کہ متفق علیہ ضعیف ہے، زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ یہ حدیث گھڑتا ہے، اور اس روایت کے بارے میں معروف یہ ہے کہ یہ ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اور اسے ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور اس میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں ہے۔

---

[1] التنوير: ۱۵۱/۱، رقم: ۷۴۲۹، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۲هـ.

سند میں موجود راوی ابو داؤد سلیمان بن عمرو بن عبد اللہ بن وہب نَخَعِی فاسی عامری کوفی قاضی (المتوفی مابین ۱۹۰ - ۲۰۰ھ [۱]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو الولید طیالسی رحمۃ اللہ علیہ شریک سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "مالقينا من ابن عم لنا سليمان بن عمرو النَخَعِي من كثرة ما يكذب في الحديث" [۲]. ہمیں اپنے چچا کی اولاد میں سلیمان بن عمرو نَخَعِی جیسا کثرت سے حدیث میں جھوٹ بولنے والا نہ ملا۔

حافظ ابو الولید طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود سلیمان بن عمرو کو "كذاب" کہا ہے [۳]۔

امام اسحاق ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا أرى في الدنيا أكذب منه" [۴]. میں نے دنیا میں اس سے زیادہ جھوٹ بولنے والا نہیں دیکھا۔

---

[۱] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں موصوف کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۹۰ اور ۲۰۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ۲۴۴/۲ ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ).

[۲] الجرح والتعديل: ١٣٢/٤،رقم:٥٧٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[۳] سؤالات البرذعي:ص: ٢٤٠،رقم:٤٢٣،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[۴] لسان الميزان: ١٦٦/٤،رقم:٣٦٣٣،ت:عبدالفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

ان الفاظ کا سیاق "سؤالات البَرَذَعِی" میں ان الفاظ سے ہے: "حدثني مسلم بن الحجاج، قال: سمعت إسحاق بن راهوية، قال: أتيت أبا داود سليمان بن عمرو، فقلت في نفسي: لأسألنه عن شيء لا أعرف فيه من قول المتقدمين شيئا، فقلت له: يا أبا داود! ما عندك في التوقيت بين دمي المرأة في أقله وأكثره؟ فقال: أخبرنا أبو طوالة، عن أنس، ويحيى بن سعيد، عن سعيد بن المسيب، وفلان، عن فلان، عن معاذ بن جبل، قالوا: أقل الحيض ثلاث، وأكثره عشر، وما بين دمي المرأة خمسة عشر، فقلت في نفسي: اذهب، فليس في الدنيا أكذب منك.
حدثني أبو زرعة، حدثنا أبو علي القُهُستَاني، عن إسحاق بن راهوية، قال: جلست إلى سليمان بن عمرو، فقلت: ما تقول في الراهن والمرتهن، يختلفان؟ فقال: حدثنا عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر. وحدثنا أبو

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[1] **میں فرماتے ہیں:** "كان في النَخَع شيخان ضعيفان يضعان الحديث، ويفتعلان: أحدهما سليمان بن عمرو النَخَعِي، وهو ذاهب الحديث، متروك الحديث، كان كذابا، وامتنع من قراءة حديثه".

نَخَع میں دو شیوخ ضعیف ہیں، دونوں احادیث گھڑتے، تراشتے تھے: ان میں ایک تو سلیمان بن عمرو نَخَعِی ہے، یہ ذاہب الحدیث، متروک الحدیث ہے، یہ کذاب تھا، (عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد) ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ ان کی احادیث پڑھنے سے رک گئے تھے۔

حافظ ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان آية، وذكر عنه أشياء منكرة، وغلظ القول فيه جدا"[2]. **وہ آیت تھا، اس کے بعد ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو داؤد نَخَعِی کی منکر چیزیں نقل کیں، اور ان کے بارے میں بہت زیادہ سخت بات کہی۔**

حافظ ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "آفة من الآفات"[3].

حازم، عن سهل بن سعد، قالا: القول قول الراهن، فقلت: لا أدري في الدنيا أكذب من هذا" (سؤالات البرذعي:ص:۲٤۰،رقم:٤۲٥،٤۲٤،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ).

[1] الجرح والتعديل:۱۳۲/٤،رقم:٥٧٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[2] الجرح والتعديل:۱۳۲/٤،رقم:٥٧٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[3] سؤالات البرذعي لأبي زرعة:ص:۳۲۸،رقم:۱۳۲،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان من الدجالين"[1]. **یہ دجالوں میں سے تھا۔**

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وأبو داود النَخَعِي اسمه سليمان بن عمرو، كان رجل سوء، كذاب خبيث، قدري، ولم يكن ببغداد رجل إلا وهو خير من أبي داود النَخَعِي، كان يضع الحديث"[2]. **ابوداوٗد نَخَعِی اس کا نام سلیمان بن عمرو ہے، یہ ایک برا، کذاب اور خبیث آدمی تھا، اور قدری تھا، بغداد کا ہر فرد ابوداود نَخَعِی سے بہتر تھا، یہ حدیث گھڑتا تھا۔**

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "وكان أكذب الناس"[3]. **اور یہ لوگوں میں سب سے بڑا جھوٹا تھا۔**

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "كذاب النَخَع"[4]. **نَخَع کا کذاب ہے۔**

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أبو داود النَخَعِي، واسمه: سليمان بن عمرو، وكان كذابا، سئل شريك عن [كذا في الأصل، والصحيح: بن، كما في الضعفاء الكبير[5]] عبد الله عنه فقال: ذلك كذاب النَخَع"[6]. **ابوداود نَخَعِی**

---

[1] لسان الميزان: ٤/١٦٦، رقم: ٣٦٣٣، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] تاريخ يحيي بن معين برواية الدوري: ١/٤٠١، رقم: ٢٧١٦، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[3] تاريخ يحيي بن معين برواية الدوري: ٢/٣٠٦، رقم: ٤٩٦٧، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[4] معرفة الرجال برواية ابن محرز: ١/٥١، رقم: ٩، ت: محمد كامل القصار، مطبوعات مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ١٤٠٥هـ.

[5] الضعفاء الكبير: ٢/١٣٥، رقم: ٦٢٠، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[6] العلل ومعرفة الرجال: ٢/٥٤٢، رقم: ٣٥٦٩، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

کا نام سلیمان بن عمرو ہے، اور یہ کذاب ہے، شریک بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو شریک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ نَخَع کا کذاب ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "أبو داود النَخَعِي من أكذب الناس"[1]. ابو داود نَخَعِی لوگوں میں سب سے بڑا جھوٹا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[2] میں فرماتے ہیں: "معروف بالكذب، قال قتيبة وإسحاق". یہ جھوٹ بولنے میں معروف ہے، یہ بات قتیبہ اور اسحاق نے کہی ہے۔

یہی کلام امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الصغير"[3] میں بھی کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الصغير"[4] میں فرماتے ہیں: "رماه قتيبة و إسحاق بالكذب". قتیبہ اور اسحاق نے اسے جھوٹ بولنے میں متہم قرار دیا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ "الكنى"[5] میں فرماتے ہیں: "رماه إسحاق وقتيبة".

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[6] میں فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث". یہ حدیث گھڑتا تھا۔

---

[1] مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهوية برواية المروزي: ٤٦٣١/٩، رقم: ٣٢٨٦، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] التاريخ الكبير: ٤٦/٤، رقم: ١٨٥٣، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[3] الضعفاء الصغير: ص: ٥٥، رقم: ١٤٤، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] التاريخ الصغير: ٢٦٦/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] الكنى و الأسماء: ص: ٣٠٢، رقم: ١٠٧٢، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[6] أحوال الرجال: ص: ٣٣٠، رقم: ٣٥٩، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

حافظ یعقوب بن سفیان فَسَوِی رحمۃ اللہ علیہ "المعرفة والتاريخ"[1] **میں فرماتے ہیں:** "أبو داود النَخَعِي، اسمه سليمان بن عمرو، قدري، رجل سوء، كذاب، كان يكذّب مجاوبه". **ابو داوٗد نَخَعِی کا نام سلیمان بن عمرو ہے، یہ قدری ہے، برا شخص ہے، جھوٹا ہے، یہ اپنے جواب دینے والے کو جھوٹا کہتا تھا۔**

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[2] **میں فرماتے ہیں:** "متروك الحديث". **یہ متروک الحدیث ہے۔**

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[3] **میں فرماتے ہیں:** "وكان رجلا صالحا في الظاهر إلا أنه [كان] يضع الحديث وضعا، وكان قدريا، لا تحل كتابة حديثه إلا على جهة الاختبار، ولا ذكره إلا من طريق الاعتبار". **یہ ظاہر میں ایک نیک اور صالح آدمی تھا، البتہ یہ یقیناً حدیثیں گھڑتا تھا، اور یہ قدری تھا، اس کی حدیثوں کو امتحان کے طور پر لکھنا حلال ہے، اور اس کا ذکر صرف اعتبار کے طور پر کرنا حلال ہے۔**

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ "قبول الأخبار"[4] **میں فرماتے ہیں:** "كان رجل سوء، كذابا". **یہ برا شخص تھا، کذاب تھا۔**

---

[1] المعرفة والتاريخ:٥٧/٣،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين للنسائي:ص:١٨٥،رقم:٢٤٧،ت:محمد إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] المجروحين:٣٣٣/١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[4] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:٣٧٣/٢،رقم:٩٨٥،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

حافظ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لا يحل لأحد أن يروي عن سليمان بن عمرو النَخَعِي الكوفي“[1]. کسی کے لئے بھی حلال نہیں کہ وہ سلیمان بن عمرو نَخَعِی کوفی سے روایت کرے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الكامل“[2] میں فرماتے ہیں: ”وسليمان بن عمرو اجتمعوا على أنه يضع الحديث“. اور سلیمان کے بارے میں ائمہ کا اجماع ہے کہ وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ”الضعفاء والمتروكون“[3] میں فرماتے ہیں: ”كذاب، رماه أحمد بن حنبل بالكذب“. یہ کذاب ہے، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کذب کی طرف منسوب کیا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ ”الأسامي والكنى“[4] میں فرماتے ہیں: ”متروك الحديث“.

حافظ احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: ”معلى هذا أحد السبعة الكذابين الذين يضعون الحديث بالكوفة، منهم: معلى،

---

[1] الكامل في الضعفاء: ٢٢٠/٤، رقم: ٧٣٣، ت: عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الكامل في الضعفاء: ٢٢٨/٤، رقم: ٧٣٣، ت: عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الضعفاء والمتروكون: ص: ٤٠٩، رقم: ٦١٤، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] الأسامي والكنى: ١٩٧/٣، رقم: ٢٣١٠، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

وأبو داود سليمان بن عمرو النَخَعِي"[1]. یہ معلی اُن سات جھوٹوں میں سے ہے جو کوفہ میں حدیث گھڑتے ہیں، ان میں سے معلی ہے، اور ابو داؤد سلیمان بن عمرو نَخَعِی ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[2] میں فرماتے ہیں: "روى عن أهل المدينة وأهل الشام عن الأئمة الثقات أحاديث موضوعة، كذبه أحمد وغيره، ولست أشك في وضعه الحديث على ما ذكر من تقشفه وكثرة عبادته". یہ مدینہ اور شام کے ثقہ ائمہ کے انتساب سے من گھڑت حدیثیں نقل کرتا تھا، اسے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ نے کذاب کہا ہے، اور مجھے اس کے حدیثیں گھڑنے میں ذرا سا بھی شک نہیں ہے، باوجودیکہ اس کے بارے میں تنگ حال رہنا اور کثرت سے عبادت کرنے کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "كذاب، يضع الحديث، يروي عن جماعة من التابعين، ويقال له: أبو داود النَخَعِي"[3]. یہ جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا ہے، تابعین کی ایک جماعت سے روایت کرتا ہے، اور اسے ابو داؤد نَخَعِی کہا جاتا ہے۔

حافظ عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان حفص بن غياث لا يقطع

---

[1] الأسامي والكنى:۱۹۷/۳،رقم:۲۳۱۰،ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳٦هـ.

[2] المدخل إلى الصحيح:ص:۱٤۲،رقم:۷۰،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[3] سؤالات السجزي للحاكم:۹۸/۱،رقم:٦۹،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ.

على أحد بالكذب إلا على أبي داود النَخَعِي"[1]. حفص بن غیاث کسی کو قطعی طور پر جھوٹا نہیں کہتے تھے سوائے ابو داود نَخَعِی کے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "الاستغناء"[2] میں فرماتے ہیں: "هو عندهم كذاب يضع الحديث، كذبه يحيى وأحمد وقتيبة وشريك وإسحاق، وتابعهم سائر أهل العلم بالحديث وتركوا حديثه". یہ ائمہ کے نزدیک کذاب ہے، حدیثیں گھڑتا ہے، اسے یحیی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ شریک رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹا قرار دیا ہے، اور دیگر اہل علم نے ان کی اتباع کی ہے، اور انہوں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔

حافظ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ "الأحكام الوسطى"[3] میں فرماتے ہیں: "أجمعوا على أن أبا داود بن عمرو كان يضع الحديث". اس بات پر اجماع ہے کہ ابو داؤد بن عمرو حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأباطيل والمناكير"[4] میں ایک حدیث کے

---

[1] معرفة الرجال عن يحيي بن معين: ۲/۲٤٥، رقم: ۸٤۳، ت: محمد كامل القصار، مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ١٤٠٥هـ.

[2] الإستغناء في معرفة المشهورين: ۱/٦۰۷، رقم: ٦۷۳، ت: عبد الله مرحول السوالمة، دار ابن تيمية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[3] الأحكام الوسطى: ۳/۱۳٤، ت: حمدي السلفي وصبحي السامرائي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة ١٤١٦هـ.

[4] الأباطيل والمناكير: ۱/٤، رقم: ۳، ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، المطبعة السلفية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "منهم: محمد بن السائب الكلبي، وعمرو بن عبيد المعتزلي، ووهب بن وهب القاضي، ومحمد بن سعيد الشامي المصلوب في الزندقة، وأبو داود سليمان بن عمرو النَخَعِي، وإسحاق بن نجيح المَلَطِي، وأحمد بن الحسن بن أبان المصري، وغياث بن إبراهيم النَخَعِي، والمغيرة بن سعيد الكوفي، وأحمد بن عبد الله الجُوَيْبَارِي، ومأمون بن أحمد الهروي السلمي، ومحمد بن عكاشة الكِرْمَانِي، ومحمد

تحت چند کذاب اور وضاع راویوں کو ذکر کیا ہے، جن میں ابو داؤد سلیمان بن عمرو نَخَعِی بھی موجود ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں: "سليمان بن عمرو، أبو داود النَخَعِي الكذاب". سلیمان بن عمرو، ابو داؤد نَخَعِی کذاب ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[2] میں سلیمان بن عمرو کو "کذاب" کہہ کر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ شریک رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال ذکر کئے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[3] میں فرماتے ہیں: "الكلام فيه لا يحصر، فقد كذبه ونسبه إلى الوضع من المتقدمين والمتأخرين ممن نقل كلامهم في الجرح أو ألفوا فيه فوق الثلاثين نفسا". میں (ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس پر کئے گئے کلام کا شمار کرنا ممکن نہیں، چنانچہ اس کو جھوٹا قرار دینے والے، اور وضع حدیث کی جانب منسوب کرنے والے متقدمین اور متاخرین میں سے تیس سے زائد ایسے افراد ہیں جن کا کلام جرح میں نقل کیا گیا

بن القاسم الطَايْكَانِي، وغيرهم، ممن يطول ذكرهم في هذا الموضع، فهؤلاء كلهم كذابون وضاعون، لا يجوز قبول خبرهم، ولا الاحتجاج بحديثهم، ويجب على الحفاظ بيان أمورهم، وإظهار أحوالهم وأديانهم، وليترك حديثهم، ولا يكون ذلك غيبة".

[1] ميزان الاعتدال: ٢١٦/٢، رقم: ٣٤٩٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] الكشف الحثيث: ص: ١٣٠، رقم: ٣٣١، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[3] لسان الميزان: ١٦٦/٤، رقم: ٣٦٣٣، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

جاتا ہے یا انہوں نے فن جرح پر کوئی تالیف کی ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعۃ"[1] میں ابو داؤد سلیمان بن عمرو نَخَعِی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

روایت بطریق سلیمان بن عمرو کوفی کا حکم

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو ذکر کر کے اس کے ضعف شدید کی طرف اشارہ کیا ہے۔

نیز سند میں موجود راوی سلیمان بن عمرو کو درج ذیل ائمہ رجال نے بڑا جھوٹا، اکذب الناس اور حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے:

حافظ شریک رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یعقوب بن سفیان فَسَوِی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ، حافظ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] تنزیہ الشریعۃ: ٦٥/١، رقم: ٥٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطیف وعبد اللہ محمد الصدیق، دار الکتب العلمیۃ ـ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ ١٤٠١ھـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

لہذا اس سند سے اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

② روایت بطریق ابو جارود زیاد بن منذر کوفی

یہ روایت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الجوامع"[1] میں عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی مواعظ کے حوالہ سے ذکر کی ہے:

"عن علي قال: أبصر رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا يعبث بلحيته في الصلاة، فقال: أما هذا لو خشع قلبه لخشعت جوارحه".

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو ضرور اس کے اعضاء پُر سکون رہتے۔

نوٹ: واضح رہے کہ بندہ کو تاحال "مواعظ عسکری" دستیاب نہیں ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "جمع الجوامع"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے فرماتے ہیں: "العسكري في المواعظ، وفيه: زياد بن المنذر متروك".

---

[1] جمع الجوامع:۲۳۸/۱۸،رقم:۲۰۰۳،،دار السعاده،الطبعة١٤٢٦هـ۔

[2] جمع الجوامع:۲۳۸/۱۸،رقم:۲۰۰۳،،دارالسعاده،الطبعة١٤٢٦هـ۔

عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مواعظ میں نقل کیا ہے، اس کی سند میں زیاد بن منذر ہے، جوکہ متروک ہے۔

علامہ علاء الدین علی متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے "کنز العمال"[1] میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو الجارود زیاد بن منذر اعمی ثقفی کوفی (المتوفی مابین ۱۵۰ – ۱۶۰ھ[2]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب، عدو الله، ليس يساوي فلسا"[3]. جھوٹا ہے، اللہ کا دشمن ہے، ایک پیسہ کے برابر بھی نہیں ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک جگہ فرماتے ہیں: "أبو الجارود، زياد بن المنذر، وليس بثقة"[4]. ابو الجارود زیاد بن منذر ثقہ نہیں ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "وهو كذاب خبيث"[5].

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[6] میں فرماتے ہیں: "يتكلمون فيه".

---

[1] كنز العمال: ۱۹۷/۸، رقم: ۲۲۵۳۰، ت: بكري حياني، دار الرسالة العالمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۳۳ھ۔

[2] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الجارود زیاد بن منذر کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۵۰ اور ۱۶۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ۱۰٤/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦ھ).

[3] الكامل: ۱۳۲/٤، رقم: ٦۹۰، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] تاريخ يحيي بن معين برواية الدوري: ۳۲۵/۱، رقم: ۲۱۸۰، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[5] تاريخ يحيي بن معين برواية الدوري: ۳۳۳/۱، رقم: ۲۲٤۳، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[6] التاريخ الكبير: ۳۷۱/۳، رقم: ۱۲۵۵، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطاء، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹ھ۔

محدثین نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الصغیر"[1] میں فرماتے ہیں: "رماه ابن معين".

حافظ یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: "لا تحدث عن أبي الجارود، فإنه أخذ كتابه فأحرقه"[2]. ابوالجارود سے نقل کرکے حدیث بیان نہ کر، کیونکہ اس نے اپنی کتاب لے کر اسے جلا دیا تھا۔

حافظ ابو عبد الرحمن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے ابو الجارود زیاد بن منذر کے بارے میں سنا: "متروك الحديث، وضعفه جدا"[3]. یہ متروک الحدیث ہے، اور انہوں نے اس کی شدید تضعیف کی۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث جدا"[4].

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، واهي الحديث"[5].

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[6].

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة"[7].

---

[1] التاريخ الصغير: ١٣٧/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٥٤٦/٣، رقم: ٢٤٦٢، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] العلل ومعرفة الرجال: ٣٨٢/٣، رقم: ٥٦٧٨، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[4] الجرح والتعديل: ٥٤٦/٣، رقم: ٢٤٦٢، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[5] الجرح والتعديل: ٥٤٦/٣، رقم: ٢٤٦٢، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[6] الضعفاء والمتروكين للنسائي: ص: ١٨١، رقم: ٢٢٥، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[7] تهذيب الكمال: ٥١٩/٩، رقم: ٢٠٧٠، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ "قبول الأخبار"[1] **میں فرماتے ہیں:** "كذاب، خبيث".

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] **میں فرماتے ہیں:** "كان رافضيا، يضع الحديث في مثالب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ويروى في فضائل أهل البيت أشياء مالها أصول، لا تحل كتابة حديثه". **رافضی ہے، اصحاب نبی** صلی اللہ علیہ وسلم **کی خامیاں نکالنے کے لئے حدیث گھڑتا ہے، اور اہل بیت کے فضائل میں ایسی چیزوں کو روایت کرتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کی حدیث کو لکھنا حلال نہیں ہے۔**

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] **میں فرماتے ہیں:** "وهذه الأحاديث الذي أمليتها، مع سائر أحاديثه التي لم أذكرها، عامتها غير محفوظة، وعامة ما يروي زياد بن المنذر هذا في فضائل أهل البيت، وهو من المعدودين من أهل الكوفة الغالين، وله: عن أبي جعفر تفسير، وغير ذلك، ويحيى بن معين إنما تكلم فيه، وضعفه، لأنه يروي أحاديث في فضائل أهل البيت، ويروي ثلب غيرهم ويفرط، فلذلك ضعفه، مع [أن] أبا الجارود هذا أحاديثه عمن يروي عنهم فيها نظر".

اور یہ احادیث جو میں نے لکھوائی ہیں اُن تمام احادیث کے ساتھ جن کو

---

[1] قبول الأخبار ومعرفة الرجال: ۳۷۲/۲، رقم: ۹۸۴، ت: أبي عمرو الحسيني بن عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[2] المجروحين: ۳۰٦/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[3] الكامل في الضعفاء: ۱۳٦/٤، رقم: ٦۹۰، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

میں نے ذکر نہیں کیا، ان میں اکثر غیر محفوظ ہیں، اور یہ زیاد بن منذر اکثر اہل بیت کے فضائل روایت کرتا ہے، اور اس کا شمار کوفہ کے غالی لوگوں میں ہوتا ہے، اور اس کی ابو جعفر کے انتساب سے تفسیر وغیرہ بھی ہے، اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں کلام کرکے اس کی تضعیف کی ہے، کیونکہ یہ اہل بیت کے فضائل میں احادیث نقل کرتا تھا، جبکہ دسروں کے مثالب نقل کرتا تھا، اور افراط کرتا تھا، یہی وجہ ہے کہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تضعیف کی ہے، نیز یہ ابو الجارود جن لوگوں سے روایت کرتا ہے ان میں بھی نظر ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي والكنى"[1] میں فرماتے ہیں: "رماه يحيى بن معين".

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك"[2].

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[3] میں فرماتے ہیں: "رديء المذهب، يروي المناكير في الفضائل عن الأعمش، وغيره".

یہ ردئ المذہب ہے، فضائل میں اعمش وغیرہ سے مناکیر نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الضعفاء"[4] اور "المسند المستخرج"[5]

---

[1] الأسامي والكنى:٢٠٢/٢،رقم:١٣٨٠،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[2] ميزان الأعتدال:٩٣/١،رقم:٢٩٦٥،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] المدخل إلى الصحيح:ص:١٣٩،رقم:٦٢،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] كتاب الضعفاء:ص:٨٣ ،رقم:٧٥،ت:فاروق حماده،مطبعة النجاح الجديدة.

[5] المسند المستخرج على صحيح مسلم:٦٦/١، رقم:٧٧،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

میں فرماتے ہیں: "صاحب المذهب الرديء، روى المناكير في الفضائل، وغيره، عن الأعمش، تركوه". یہ ردئ المذہب ہے، فضائل وغیرہ میں اعمش سے احادیث نقل کرتا ہے، محدثین نے اسے ترک کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "السنن الکبری"[1] میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "تفرد به أبو الجارود زياد بن المنذر، وهو كوفي، ضعيف، كذبه يحيى بن معين، وضعفه الباقون". اس میں ابو الجارود زیاد بن منذر متفرد ہے، اور وہ کوفی ضعیف ہے، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تکذیب کی ہے، اور باقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے "البدر المنير"[2] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "الاستغناء"[3] میں فرماتے ہیں: "اتفقوا على أنه ضعيف الحديث منكره، ونسبه بعضهم إلى الكذب". اس کے ضعیف الحدیث، منکر الحدیث ہونے پر اتفاق ہے، بعض نے اسے جھوٹ بولنے کی طرف منسوب کیا ہے۔

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ "الترغيب والترهيب"[4] میں ایک دوسری روایت

---

[1] السنن الكبرى للبيهقي:١٨٤/٦،رقم:١١٦١٢،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[2] البدر المنير:٢٧/٧،ت:أبو محمد عبد الله بن سلمان،دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] الإستغناء في معرفة المشهورين:٥٢٩/١،رقم:٥٥٥،ت:عبد الله مرحول السوالمة،دار ابن تيمية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[4] الترغيب والترهيب:٣٢٤/٣،رقم:٦،ت:إبراهيم شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

کے تحت فرماتے ہیں: "رووه كلهم من طريق زياد بن المنذر، عن نافع بن الحارث عنه، وزياد هذا: هو أبو الجارود الكوفي الأعمى، تنسب إليه الجارودية من الروافض، ونافع هو نفيع أبو داود الأعمى أيضا، وكلاهما متروك، متهم بالوضع". سب نے اسے زیاد بن منذر، عن نافع بن حارث کے طریق سے روایت کیا ہے، اور یہ زیاد ابو الجارود کوفی اعمی ہے، روافض میں سے فرقہ جارودیہ اسی کی طرف منسوب ہے، اور نافع وہ نفیع ابو داؤد ہے، یہ بھی اعمی ہے، اور یہ دونوں متروک اور متہم بالوضع ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے تحت "البداية والنهاية"[1] میں فرماتے ہیں: "تفرد به زياد بن المنذر أبو الجارود، الذي تنسب إليه الفرقة الجارودية، وهو من المتهمين". اس میں زیاد بن منذر ابو الجارود متفرد ہے، جس کی طرف فرقہ جارودیہ منسوب ہے، اور وہ متہمین میں سے ہے۔

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے "نخب الأفكار"[2] میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[3] میں داؤد بن ابی عوف کے ترجمہ میں اسے "ساقط" قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[4] میں فرماتے ہیں: "متهم، قال أحمد: متروك،

---

[1] البداية والنهاية: ٢٣٣/٣، مكتبة المعارف ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار: ١١/٣، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ١٨/٢، رقم: ٢٦٣٨، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] المغني في الضعفاء: ٢٤٤/١، رقم: ٢٢٤٧، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الاسلامى ـ قطر.

وقيل: كان يفرط في رفضه". متہم ہے، احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متروک ہے، اور کہا گیا ہے کہ وہ رافضیت میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[1] میں فرماتے ہیں: "رافضي، متهم، له أتباع وهم الجارودية، ت". رافضی ہے، متہم ہے، فرقہ جارودیہ اس کا پیروکار ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ الإسلام"[2] میں اسے "أحد المتروكين" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباري"[3] میں ایک راویت کے تحت اسے "متروك" قرار دیا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[4] میں فرماتے ہیں: "رافضي، كذبه يحيى بن معين، من السابعة، مات بعد الخمسين، ت". رافضی ہے، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے، ساتویں طبقہ کا ہے، پچاس کے بعد انتقال ہوا۔

علامہ ابن عرق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعه"[5] میں زیاد بن منذر کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے۔

---

[1] الكاشف: ٤١٣/١، رقم: ١٧٠٩، ت: محمد عوامه، دار القبلة للثقافة الإسلاميه ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[2] تاريخ الإسلام: ٨٦٨/٣، رقم: ١٥٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[3] فتح الباري: ٧٨/٢، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، المكتبة السلفية.

[4] تقريب التهذيب: ص: ٢٢١، رقم: ٢١٠١، ت: محمد عوامه، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[5] تنزيه الشريعه: ٦١/١، رقم: ١٥، ت: عبد الطيف، محمد بن صديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق ابو الجارود زیاد بن منذر کوفی کا حکم

سند میں موجود راوی ابو الجارود زیاد منذر کوفی کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید صیغے استعمال کئے ہیں جیسے: جھوٹا ہے، خبیث ہے، اللہ کا دشمن ہے، ایک پیسہ کے برابر بھی نہیں ہے، ثقہ نہیں ہے (حافظ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ، نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اکتفاء کیا ہے)، جھوٹا ہے، خبیث ہے (حافظ ابو القاسم بلخی رحمۃ اللہ علیہ)، متروک الحدیث ہے (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، منکر الحدیث جداً (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)، اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خامیاں نکالنے کے لئے حدیث گھڑتا تھا، اس کی حدیث کو لکھنا حلال نہیں ہے (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، نیز علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اس قول پر اعتماد کیا ہے)، متروک الحدیث، لیس بثقہ ہے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، محدثین نے اسے ترک کیا ہے (حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ)، بعض نے اسے جھوٹ بولنے کی طرف منسوب کیا ہے (حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ)، متروک، متہم بالوضع ہے (حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ)، متہمین میں سے ہے (حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اس قول پر اکتفاء کیا ہے)، متہم ہے (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

لہذا اس سند سے بھی اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

③ روایت بطریق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الكافي الشاف"[1] میں امام زین الدین

---

[1] الكافي الشاف:ص:١٩٤،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

ابن مُنَیِّر رحمۃ اللہ علیہ کی "شرح الجامع الصحيح" کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"وفي شرح البخاري لزين الدين ابن المُنَيِّر: عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لعائشة: لو خشع قلب هذا لخشعت جوارحه".

زین الدین ابن مُنَیِّر رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بخاری میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو ضرور اس کے اعضاء پُرسکون رہتے۔

اسی طرح علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتح السماوي"[1] میں اسے امام ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔

اہم نوٹ: **واضح رہے کہ امام ابن مُنَیِّر رحمۃ اللہ علیہ کی "شرح الجامع الصحيح" ہمیں دستیاب نہ ہو سکی۔**

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

سابقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ زیرِ بحث روایت کے ضعف شدید کی طرف حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے، لہذا زیرِ بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ سابقہ ذکر کردہ حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ولی الدین

---

[1] الفتح السماوي: ٢/٨٥٤، رقم: ٧٣٢، ت: أحمد مجتبى السلفي، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وفي شرح البخاري لابن المنير: صح عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لعائشة: لو خشع قلب هذا لخشعت جوارحه".

عراقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق زیر بحث مضمون میں معروف یہ ہے کہ یہ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، چنانچہ اس مضمون کو حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کرنا چاہئے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ابو الفضل صالح بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "مسائل الإمام أحمد بن حنبل"[1] میں تخریج کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا صالح، قال حدثني أبي، قال حدثنا سعيد بن خثيم، قال حدثنا محمد بن خالد، عن سعيد بن جبير، قال: نظر سعيد إلى رجل، وهو قائم في الصلاة، قال: وهو يعبث بلحيته، فقال سعيد: لو خشع قلب هذا، لخشعت جوارحه".

سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کی حالت میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا، تو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو ضرور اس کے اعضاء پُر سکون رہتے۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے "الزهد والرقائق"[2] میں، امام عبد الرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف"[3] میں، حافظ ابو بکر بن

---

[1] مسائل الإمام أحمد بن حنبل: ۱۷۸/۲، رقم: ۷٤۱، ت: فضل الرحمن دين محمد، الدار العلمية ـ الهند، الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ.

[2] الزهد والرقائق: ص: ٤۱۹، رقم: ۱۱۸۸، ت: حبيب الرحمن الأعظمي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت .

[3] المصنف: ۲٦٦/۲، رقم: ۳۳۰۸، ت: حبيب الرحمن الأعظمي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۰هـ.

ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف في الأحاديث والآثار"[1] میں اور حافظ ابو عبداللہ محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تعظیم قدر الصلاۃ"[2] میں تخریج کی ہے۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ "بعض دیگر مصادر" کے عنوان کے تحت منقول تمام مصادر کی سند میں "رجل" موجود ہے، اور "مصنف عبد الرزاق" کی ایک سند کے مطابق یہ رجل "ابان" ہے[3]، تاہم "مسائل امام احمد بن حنبل" کی سند "ابان" کے علاوہ ہے۔
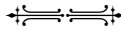
[1] المصنف في الأحاديث والأثار: ٨٦/٢، رقم: ٦٧٨٧، ت: كمال يوسف الحوت، دار التاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[2] تعظيم قدر الصلاة: ١٩٤/١، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] المصنف: ٢٦٦/٢، رقم: ٣٣٠٨، ت: حبيب الرحمن الأعظمي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.
"مصنف عبد الرزاق" کی عبارت ملاحظہ ہو: "عبد الرزاق، عن معمر، عن أبان، قال: رأى ابن المسيب رجلا يعبث بلحيته في الصلاة، فقال: إني لأرى هذا لو خشع قلبه، خشعت جوارحه".

روایت نمبر③

روایت: حالتِ مرض میں آیت کریمہ:

”لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين“.

چالیس مرتبہ پڑھنے کے بعد اگر اسی مرض کی حالت میں مر گیا تو چالیس شہداء کا اجر ملے گا، اور اگر تندرست ہو گیا تو سارے گناہوں کی بخشش ہو جائے گی۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”المستدرک“[1] میں یہ روایت ان الفاظ سے تخریج کی ہے۔

”حدثنا الزبير بن عبد الواحد الحافظ، حدثنا محمد بن الحسن بن قتيبة العسقلاني، حدثنا أحمد بن عمرو بن بكر السكسكي، حدثني أبي، عن محمد بن زيد، عن سعيد بن المسيب، عن سعد بن مالك رضي الله عنه، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: هل أدلكم على اسم الله الأعظم الذي إذا دعي به أجاب، وإذا سئل به أعطى، الدعوة التي دعا بها يونس حيث ناداه في الظلمات الثلاث، لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين.

فقال رجل: يا رسول الله، هل كانت ليونس خاصة أم للمؤمنين

---

[1] المستدرك: ٦٨٥/١، رقم: ١٨٦٥، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

عامة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا تسمع قول الله عز وجل: ونجيناه من الغم، وكذلك ننجي المؤمنين، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما مسلم دعا بها في مرضه أربعين مرة فمات في مرضه ذلك أعطي أجر شهيد، وإن برأ برأ، وقد غفر له جميع ذنوبه".

سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں تمہیں اللہ کا اسم اعظم بتادوں جس کے ساتھ جو دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے، جو مانگا جاتا ہے ملتا ہے، یہ وہ دعا ہے جو یونس علیہ السلام نے تین تاریکیوں میں اللہ کو پکارتے ہوئے مانگی تھی: "لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين".

ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ! یہ دعا یونس علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے، یاعام مؤمنین کے لئے بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ نے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد نہیں سنا: "ونجيناه من الغم، وكذلك ننجي المؤمنين". رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: جو مسلمان مرض کی حالت میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھ لے، پھر اس کا اسی مرض میں انتقال ہو گیا تو اسے شہید کا اجر ملے گا، اور اگر تندرست ہو گیا تو وہ تمام گناہوں سے بخشش کی حالت میں صحت یاب ہو گا۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو "المستدرك"[1] میں نقل کرنے

[1] المستدرك: ٦٨٤/١، رقم: ١٨٦٢ تا ١٨٦٤، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

سے پہلے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے طریق سے اسی مضمون کی حدیث لائے ہیں، جس میں اس آیت کریمہ کو کرب وبلاء کی حالت میں پڑھنے پر کشادگی، نیز حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں اسے پڑھنے کا ذکر ہے اور وہ روایات سنداً صحیح ہیں، لیکن ہمارا زیرِ بحث مضمون اس میں نہیں ہے، زیرِ بحث مضمون صرف اسی عمرو بن بکر سکسکی کے طریق میں ہے۔

واضح رہے کہ حافظ ابوعبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ہماری زیرِ بحث سند میں موجود راوی عمرو بن بکر سکسکی کو "المدخل"[1] میں ان افراد کی فہرست میں شمار

"مستدرک" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب إملاء، ثنا علي بن ميمون الرقي، ثنا محمد بن يوسف الفريابي، ثنا يونس بن أبي إسحاق، عن إبراهيم بن محمد بن سعد، عن أبيه، عن جده سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: دعوة ذي النون إذ دعا وهو في بطن الحوت لا إله إلا أنت سبحانك، إني كنت من الظالمين، إنه لم يدع بها مسلم في شيء قط إلا استجاب الله له بها، هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه،وقد روي عن الفريابي، عن سفيان الثوري، عن يونس بن أبي إسحاق كذلك، وهو وهم من الراوي.

حدثنا أبو عمرو محمد بن أحمد بن إسحاق العدل، ثنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن جوربة الرازي، ثنا عمر بن الخطاب الأهوازي، ثنا محمد بن يوسف الفريابي، ثنا سفيان، عن يونس بن أبي إسحاق، عن أبيه، عن إبراهيم بن محمد بن سعد، عن أبيه، عن جده سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: دعوة ذي النون إذ دعا وهو في بطن الحوت: لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين لا يدعو بها رجل مسلم في شيء قط إلا استجاب الله له.

فأخبرنا أبو عبد الله الصفار، ثنا ابن أبي الدنيا، حدثني عبيد بن محمد، ثنا محمد بن مهاجر القرشي، حدثني إبراهيم بن محمد بن سعد، عن أبيه، عن جده، قال: كنا جلوسا عند النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: ألا أخبركم بشيء إذا نزل برجل منكم كرب، أو بلاء من بلايا الدنيا دعا به يفرج عنه، فقيل له: بلى، فقال: دعاء ذي النون، لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين".

[1] المدخل إلى الصحيح:ص:١١٤،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

"المدخل" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وأنا مبين بعون الله وتوفيقه أسامي قوم من المجروحين ممن ظهر لي جرحهم اجتهادا ومعرفة بجرحهم، لا تقليدا فيه لأحد من الأئمة، وأتوهم أن رواية أحاديث هؤلاء لاتحل

کیا ہے، جن کے بارے میں ان کا یہ کہنا ہے کہ ایسے مجروحین کی روایت ان کی حالت بتائے بغیر بیان کرنا حلال نہیں ہے، بوجہ مصطفی ﷺ کے اس ارشاد کے جو آپ ﷺ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے: جس نے کوئی حدیث بیان کی اور اس کا یہ گمان ہو کہ یہ جھوٹی حدیث ہے، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

چنانچہ خاص اس زیرِ بحث مضمون وسند کے ثبوت میں "مستدرک" کا حوالہ پیش کرنا خود صاحب کتاب امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مردود ہے۔

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ "الترغیب والترھیب"[1] میں اس روایت کو صیغہ "عن" سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"رواه الحاكم وقال: رواه أحمد بن عمرو بن أبي بكر السكسكي، عن أبيه، عن محمد بن زيد، عن ابن المسيب عنه". اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے، اور سند یہ نقل کی ہے: "رواہ احمد بن عمرو بن بکر سکسکی، عن ابیہ، عن محمد بن زید، عن ابن المسیب عنہ".

عمرو بن بکر بن تمیم سَکسَکِی شامی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں فرماتے ہیں: "ولعمرو بن

إلا بعد بيان حالهم، لقول المصطفى صلى الله عليه وسلم في حديثه: من حدث بحديث وهو يرى أنه كذب فهو أحد الكاذبين". اس کے بعد امام حاکمؒ نے ص:۱۵۹، رقم:۱۰۵، پر عمرو بن بکر سکسکی کو ذکر کیا۔

[1] الترغيب والترهيب: ١٦٨/٤، رقم: ٤، ت: إبراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٤هـ.

[2] الكامل في الضعفاء: ٢٥٠/٦، الرقم: ١٣١٠، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

بکر هذا أحاديث مناكير عن الثقات وابن جريج وغيره". یہ عمرو بن بکر سکسکی ثقات اور ابن جریج وغیرہ سے مناکیر نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں: "يروي عن إبراهيم بن أبي عَبْلَة وابن جريج وغيرهما من الثقات الأوابد والطامات التى لايشك من هذا الشأن صناعته أنها معمولة أو مقلوبة، لايحل الاحتجاج به". یہ ابراہیم بن ابی عَبْلَہ اور ابن جریج وغیرہ ثقات کے انتساب سے عجائب و مصائب نقل کرتا ہے، اس فن کے اہل صناعت میں سے کوئی شک نہیں کرے گا کہ اس کی یہ روایات بنائی گئی ہیں، یا مقلوب ہیں، اس سے احتجاج جائز نہیں ہے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف"[2]. یہ ضعیف ہے۔

امام ابوعبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل إلى الصحيح"[3] میں عمرو بن بکر سکسکی کا نام ان لوگوں کی فہرست میں شمار کرتے ہیں، جن کی روایت نقل کرنا ان کی حالت بتائے بغیر حلال نہیں ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"عمرو بن بكر السكسكي الرملي، روى عن ابن جريج، وإبراهيم بن أبي عبلة، وغيرهما أحاديث مناكير يروي عن الثقات، فليس الحمل فيه إلا عليه". عمرو بن بن بکر سکسکی رملی، ابن جریج، ابراہیم بن ابی عبلہ وغیرہ ثقہ

---

[1] المجروحين: ٢/ ٧٨، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] تهذيب التهذيب: ٢٥٨/٣، ت: إبراهيم الزيبق وعادل مرشد، مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

[3] المدخل الي الصحيح: ص: ١٥٩، رقم: ١٠٥، ت: ربيع هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

افراد کے انتساب سے منکر احادیث نقل کرتا ہے، چنانچہ ان احادیث میں ذمہ داری عمرو بن بکر سکسکی ہی پر ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”روى عن إبراهيم بن أبي عَبْلَة وابن جريج مناكير، لاشيء“[1]. یہ ابراہیم بن ابی عَبْلَہ اور ابن جریج کے انتساب سے مناکیر نقل کرتا ہے، یہ لاشیء ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ ”الضعفاء الكبير“[2] میں فرماتے ہیں: ”حديثه غير محفوظ“. اس کی حدیث محفوظ نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”ميزان الاعتدال“[3] میں فرماتے ہیں: ”عن ابن جريج، واه“. ابن جریج سے روایات نقل کرتا ہے، یہ واہی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تقريب“[4] میں عمرو بن بکر سکسکی کو ”متروك“ کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أحاديثه شبه موضوعة“[5]. اس عمرو بن بکر سکسکی کی احادیث من گھڑت احادیث کے مشابہ ہیں۔

حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ”تنزيه الشريعة“[6] میں عمرو بن بکر سکسکی کو

---

[1] تهذيب التهذيب:٢٥٦/٣،ت:إبراهيم الزيبق وعادل مرشد،مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

[2] الضعفاء الكبير:٢٥٧/٣،رقم:١٢٦٤،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[3] ميزان الاعتدال:٢٤٧/٣،رقم:٦٣٣٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[4] تقريب التهذيب:٤١٩،رقم:٣٩٩٣،ت:محمد عوامة،دار الرشد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[5] ميزان الاعتدال:٢٤٨/٣،رقم:٦٣٣٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[6] تنزيه الشريعة:٩٢/١،رقم:٣٩٨،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،عبد الله محمد صديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

وضاعین و متہمین کی فہرست میں شامل کر کے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو نقل کیا ہے۔

روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ان سب محدثین نے عمرو بن بکر سکسکی کے بارے میں جرح کے شدید صیغے استعمال کئے ہیں، جیسے: ”ثقہ لوگوں کے انتساب سے مناکیر نقل کرتا ہے، متروک ہے، عجائب و مصائب نقل کرتا ہے، ذمہ داری صرف عمرو سکسکی پر ہے، اس کی احادیث من گھڑت احادیث کے مشابہہ ہیں“۔

اور خاص اس تناظر میں کہ عمرو بن بکر سکسکی اس حدیث کو نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، لہذا یہ روایت کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
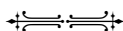
روایت نمبر ④

روایت: بارش کے پانی پر مختلف آیات وسورتیں پڑھ کر پینے سے شفاء کا حصول

حکم: من گھڑت۔

روایت کا مصدر

حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد الہادی مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ومن الموضوع المصنوع ما رواه أبو الحسن علي بن أحمد القرشي بن محمد بن عبد الله البلخي، حدثنا أبو نصرعبد الله عباس ، عن نافع، عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: كنا جلوسا إذ دخل علينا رسول الله ﷺ فقال: ألا أعلمكم دواء علمنيه جبريل حيث لايحتاج معه دواء الأطباء؟ فقال أبو بكر وعمر وعثمان وعلي وسلمان: فما ذلك الدواء يا رسول الله؟ فقال: تأخذون من مطر نَيْسَان، وتقرؤن عليه سورة فاتحة الكتاب، وآية الكرسي، والمعوذتين، و سبح، وسورة الإخلاص، كل واحدة سبعين مرة، وتشرب من ذلك الماء غدوة وعشية قدر سبعة أيام، والذي بعثني بالحق نبيا إن شاء الله تعالى يدفع عن الذي يشرب من هذا الماء كل داء في جسده، ويعافيه، ويخرجه من عروقه ولحمه وعظامه وجميع أعضائه، وإن لم يكن له ولد وأحب أن يكون له ولد فليشرب من ذلك الماء، ويصلح للعقيم

والمعقود والصداع ووجع العين والفم والفالج، ولا يحتاج معه إلى حجامة ولجميع الأوجاع.

اللهم عليك بمختلقه، فما أشد جهله وجرأته وغباوته[1]".

اور من گھڑت بنائی ہوئی روایات میں سے ہے۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسی دوا نہ بتاؤں جو مجھے جبرائیل علیہ السلام نے سکھائی ہے جس کے بعد کسی طبیب کی دوا کی ضرورت نہیں رہے گی؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی دوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ماہِ نیسان میں بارش کا پانی لو اور اس پر سورہ فاتحہ، اور آیۃ الکرسی، اور معوذتین، اور "سبح اسم ربک الاعلی"، اور سورہ اخلاص ہر ایک کو ستر ستر مرتبہ پڑھو، اور صبح شام وہ پانی سات دن تک پیو، اور قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا! اگر اللہ نے چاہا تو بارش کا یہ پانی اس کے پینے والے کے جسم سے ہر قسم کی بیماری دور کر دے گا، اور وہ صحت یاب ہو جائے گا، اور اس کی رگوں، گوشت، اور تمام اعضاء سے ہر بیماری کو نکال دے گا، اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اس کا بیٹا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس پانی کو پیئے، اور بانجھ والے، اور جس کی زبان اٹکتی ہو، اور جس کے سر میں درد ہو، اور جس کی آنکھ اور منہ میں درد ہو، اور جس کو فالج ہو، سب ٹھیک ہو جائیں گے، اور اس کے ساتھ

[1] انظر مجموعة رسائل الحافظ ابن عبد الهادي:ص:۱۱۲،ت:أبو عبد الله حسين بن عكاشة،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۲۷هـ.

حجامہ کی بھی ضرورت نہیں ہوگی، نیز تمام قسم کے درد بھی ختم ہو جائیں گے۔

(حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اللہ تعالی اس کے گھڑنے والے کو پکڑیں، کس قدر اس کی زیادہ جہالت ہے اور جرأت وغباوت ہے۔

روایت کے بعض دیگر غیر مسند مصادر

① یہی روایت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الرحمة في الطب والحكمة"[1] میں کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ بغیر سند کے ذکر کی ہے، واضح رہے کہ یہ کتاب ہمارے دیار میں "مجربات سیوطی رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے مشہور ہے، ملاحظہ ہو:

"علاج لجميع الأمراض : التي في ابن آدم، وهو دعاء علمه الروح الأمين جبريل عليه الصلاة والسلام للنبي صلى الله عليه وسلم.

قال صلى الله عليه وسلم: وهو دواء لايحتاج معه إلى أدوية الأطباء، خذ على بركة الله تعالى ماء المطر، وتقرأ عليه فاتحة الكتاب وآية الكرسي سبعين مرة، وسورة الإخلاص كذلك، والمعوذتين كذلك، و لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت، وهو حي لا يموت، بيده الخير وهو على كل شيء قدير كذلك، و تصلي على النبي صلى الله عليه وسلم كذلك، ثم تشرب من ذلك الماء في غداة كل يوم سبعة أيام متواليات، قال عليه الصلاة والسلام: والذي نفسي بيده! إنه جاءني جبريل عليه الصلاة والسلام و أخبرني أن من شرب من هذا الماء يخرج كل داء من عروقه ولحمه

[1] الرحمة في الطب والحكمة:ص:١١٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.

وجميع أعضائه وجسده، ولا يحتاج معه إلى حجامة، ولا يصيبه وجع السرة، ولا وجع الصلب، ولا يصيبه ضيق النفس، ولا الثألول، ولا العمى، ولا الخرس، وبالجملة ففضائله لا تحصى ببركة هذا الدعاء".

(تمام بیماریوں کا علاج) جو کہ کسی بھی آدمی کے جسم میں پائی جائیں، یہ دعا نبی ﷺ کو روح الامین جبریل علیہ السلام نے سکھائی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: یہ دعا وہ دوا ہے جس کے ساتھ طبیبوں کی دواؤں کی ضرورت باقی نہیں رہتی، طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نام کی برکت کے ساتھ بارش کا پانی لو، اور اس پر سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی ستر مرتبہ پڑھو، اور سورۂ اخلاص بھی اسی طرح ستر مرتبہ پڑھو اور معوذتین (سورۃ الفلق اور الناس) بھی اسی طرح ستر مرتبہ پڑھو، پھر یہ دعا "لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير" بھی اسی طرح ستر مرتبہ پڑھو، اور اسی طرح ستر مرتبہ درود شریف پڑھو، اس کے بعد سات دن تک مسلسل ہر دن کی صبح میں اس پانی میں سے پی لیا کرو۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! بے شک میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے بتایا کہ جو بھی اس پانی میں سے پیئے گا، تو اس کی رگوں، گوشت، تمام اعضاء اور جسم میں سے ہر بیماری نکل جائے گی، اس دوا کے ساتھ اسے حجامہ کی ضرورت نہ رہے گی، اور نہ اسے ناف کا درد، کمر درد، سانس کی تنگی اور مسے ہونگے، وہ اندھے پن اور گونگے پن سے بھی محفوظ ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ اس دعا کی برکت کی وجہ سے اس بارش کے پانی کی فضیلتیں بے شمار ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر یہ روایت ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"(للحفظ): روي عن رسول الله ﷺ أنه قال: أتاني جبريل عليه السلام فقال: يامحمد! من تعسر عليه الحفظ من أمتك فليأخذ ماء المطر ليلة الجمعة في إناء جديد، ويقرأ عليه فاتحة الكتاب سبعين مرة وآية الكرسي كذلك، وقل هو الله أحد،الخ كذلك، والمعوذتين كذلك، ثم يقول: لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو على كل شيء قدير سبعين مرة، و يصلي على سيدنا محمد ﷺ سبعين مرة، ويخوض بأصبعه في ذلك الماء حين يقرأ أو يصوم ثلاثة أيام [كذا في الأصل]، ويفطرعلى ذلك الماء، فإنه يحفظ القرآن وكل ماسمعه من العلم، وينفع لكل داء وبلاء في الأعضاء، ويداوم على شربه سبعة أيام متواليات، فإنه يبرأ بإذن الله تعالى اهـ ولله الحمد"[1]۔

(حافظہ کے لئے) نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور عرض کیا اے محمد! آپ کی امت میں سے جس شخص کو بھی حفظ کرنے میں دشواری ہو تو اسے چاہئے کہ جمعہ کی رات

---

[1] الرحمة في الطب والحكمة:ص:۲۹۰،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ۲۰۱۰ء.

میں ایک نئے برتن میں بارش کا پانی ڈالے، پھر اس پر ستر مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھے، اور آیت الکرسی اسی طرح ستر مرتبہ پڑھے، اور قل ھو اللہ احد آخر تک اسی طرح ستر مرتبہ پڑھے، اور ستر مرتبہ معوذتین پڑھے، پھر یہ دعا پڑھے: ”لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، يحيي ويميت، وهو على كل شيء قدير“، اور ستر مرتبہ درود شریف پڑھے۔

اور ان کو پڑھتے وقت اپنی انگلیاں بارش کے پانی میں ڈالے رکھے، یا تین روزے رکھے [اصل میں اسی طرح ہے، بظاہر یہ ہے: اور تین روزے رکھے] اور اس پانی سے افطار کرلے، تو بے شک اس کی برکت سے وہ شخص قرآن پاک بھی حفظ کرلے گا، اور اس کے علاوہ جو علوم سنے گا وہ بھی یاد کرلے گا، اس کے علاوہ یہ پانی اس کے اعضاء میں پائے جانے والی ہر بیماری میں فائدہ دے گا، اس کے پینے پر سات دن تک متواتر پابندی کرے، اللہ کے حکم سے وہ شخص صحت یاب ہو جائے گا، اھ، وللہ الحمد۔

اہم نوٹ:

علامہ عبد اللہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق کتاب ”الرحمة في الطب والحكمة“ (جو ہمارے دیار میں ”مجربات سیوطی رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے مشہور ہے) حافظ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف نہیں ہے، بلکہ حکیم مقری مہدی بن علی بن ابراہیم صَبُنْرِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۱۵ھ) کی تالیف ہے، ملاحظہ ہو:

”وقد رأيت رسالة مطبوعة في إثبات هذه الحكاية منسوبة للحافظ السيوطي، ولاتصح نسبتها إليه، وما أكثر مانسب للحافظ

السيوطي من الكتب التي لم يؤلفها ككتاب الكنز المدفون والفلك المشحون المنسوب إليه، وهو للشيخ يونس السيوطي المالكي تلميذ الحافظ الذهبي، وككتاب الرحمة في الطب والحكمة، نسب إليه في سائر النسخ المطبوعة، وهو للحكيم المقري مهدي الصبري[كذا في الأصل]، وغير ذلك كثير"[1].

میں نے اس حکایت کے اثبات میں ایک مطبوع رسالہ دیکھا ہے، جو حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب ہے، حالانکہ اس رسالہ کی ان کی جانب نسبت کرنا صحیح نہیں ہے، اور کتنی ہی کتابیں ہیں جو حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کی جاتی ہیں، جن کو انہوں نے تالیف ہی نہیں کیا، جیسے کتاب "الكنز المدفون والفلك المشحون" کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے، وہ دراصل حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ شیخ یونس سیوطی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، اور جیسے کتاب "الرحمة في الطب والحكمة" تمام طبع شدہ نسخوں میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی گئی ہے، حالانکہ وہ کتاب حکیم مقری مہدی صَبُنْرِی کی ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب ہیں (جن کی نسبت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط کی جاتی ہے)"[2]۔

---

[1] مصباح الزجاجة:ص:١٦،مكتبة القاهرة ـ مصر،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] اسی طرح علامہ شمس الدین ابوالخیر ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "كتاب الرحمة في الطب والحكمة" کو مہدی بن علی بن ابراہیم صَبُنْرِی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں ذکر کیا ہے، دیکھئے: "مهدي بن علي بن إبراهيم اَلصَّبُنْرِيْ بضم الصاد المهملة ونون ساكنة بعد موحدة مضمومة وراء، لقب له اَلْيَمَنِيْ اَلْمَهْجَمِيْ، مقرئ فاضل، وطبيب حاذق، وهو مؤلف "كتاب الرحمة في الطب والحكمة"، مختصر لطيف مفيد، قرأ على أصحاب ابن شداد، كان فيما بلغني من أصحابه رجلا صالحا ذا سيرة جميلة، وله نظم متوسط، وله خط حسن، رأيت بخطه كتاب

البتہ علامہ خیر الدین بن محمود زرکلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مہدی بن علی بن ابراہیم صَبُنْبَرِی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب "الرحمۃ فی الطب والحکمۃ" امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے علاوہ ہے [1]۔

(۲) یہی روایت علامہ ابو القاسم محمد بن عبد الواحد غافقی ملاحی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۴۹ھ) نے "لمحات الأنوار ونفحات الأزهار" [2] میں دو مختلف مقامات

التفسير والشاطبية والرائية ومبهج ابن شداد، توفي كهلا سنة خمس عشرة وثمانمائة ببلدة المهجم من شرحبين باليمن" (غاية النهاية في طبقات القراء:٧٧٢/٣،رقم:٣٦٦٨،ت:أبي إبراهيم عمرو بن عبد الله،دار اللؤلؤة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٨هـ).

[1] الأعلام للزركلي:٣١٣/٧،دار العلم للملايين ـ بيروت .

علامہ زرکلیؒ کی عبارت ملاحظہ ہو: "مهدي بن علي بن إبراهيم اَلصَّبَّنْرِيْ اليمني المهجمي، طبيب من العلماء بالقرآت، له نظم، توفي كهلا ببلده المهجم من شرحبين باليمن، له "كتاب الرحمة في الطب والحكمة"، وهو غير كتاب السيوطي المسمى بهذا الاسم".

[2] لمحات الأنوار:ص:٥٨٤،رقم:٧١٤، ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ .

"لمحات الانوار" میں مذکورہ روایت دو مختلف مقامات پر مذکور ہے، پہلے مقام کی عبارت ملاحظہ ہو: "روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: علمني جبريل عليه السلام دواء لا يحتاج معه إلى أدوية الأطباء، وذلك: أن يؤخذ من ماء المطر، ويقرأ عليه فاتحة الكتاب سبعين مرة، وآية الكرسي سبعين مرة، و "قل هو الله أحد" سبعين مرة، والمعوذتين سبعين مرة، ثم يشرب من ذلك الماء سبعة أيام متوالية بالغداة، والذي نفسي بيده إن جبريل عليه السلام جاءني فأخبرني أن الله تعالى يدفع عن الذي يشرب من هذا الماء كل داء في جسده، ويعافيه منه، ويخرجه من عروقه ولحمه وعظمه وجميع أعضائه، لأنه تسبيح من اللوح المحفوظ.

قال النبي صلى الله عليه وسلم: والذي بعثني بالحق، إنه من لم يولد له ولد، وشرب من ذلك الماء هو وامرأته إلا رزقهما الله ولدا، وإن كان حصورا، وإن شرب منه المربوط يطلق بإذن الله، وقال جبريل عليه السلام: من كان به صداع الرأس، وشرب من ذلك الماء نفعه بإذن الله، وإن كان به وجع العين ذهب عنه وجعه، وينتفع به من وجع الأذنين، ويشد أصول الأسنان، ويطيب الفم والنكهة، ولا يسيل من فمه اللعاب، وينقطع البلغم، ولا يتخم إذا أكل أو شرب ولا يتأذى بالرياح، ولا يصيبه الفالج، ولا تصيبه اللقوة، ولا يشتكي من وجع سرته ولا صلبه، ولا وجع صدره، ولا يصيبه البرد، ولا الحكة ولا الجدري، ولا يحتاج إلى الحجامة، ولا إلى قطع العروق، ولا يصيبه الطاعون ولا الرعاف، ولا الجذام، ولا نزف الدم ولا

پر، امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر النظیم في خواص القرآن العظیم"[1] میں، اور علامہ محمد حقی نازلی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۱ھ) نے "خزینة الأسرار"[2]

ضيق النفس ولا الثواليل، ولا يصير أصم، ولا أخرس، ولا يصيبه الإعياء، ولا الجرب، ولا يصيبه الماء الأسود في عينيه، ولا تخرج عليه الخنازير، ولا يصيبه الفزع في منامه ولا الوسوسة ولا تصل إليه الجن ولا الشياطين، وإن سقيت منه البهيمة أو صب عليها انتفعت بذلك إن شاء الله تعالى".

دوسرے مقام کی عبارت ملاحظہ ہو: "روي: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: علمني جبريل عليه السلام دواء لا أحتاج إلى دواء الأطباء معه، فقال أبو بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم: يا رسول الله! نحب أن تخبرنا بهذا الدعاء، قال: نعم، تأخذ من ماء المطر، وتقرأ عليه فاتحة الكتاب سبعين مرة، وآية الكرسي سبعين مرة، و "قل هو الله أحد "سبعين مرة، و "قل أعوذ برب الفلق "سبعين مرة و "قل أعوذ برب الناس "سبعين مرة، وتقول: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد يحيي ويميت، وهو حي لا يموت، بيده الخير، وهو على كل شيء قدير سبعين مرة، ثم تشرب من ذلك الماء سبعة أيام متوالية، كل يوم قدر قدح، والذي نفسي بيده إن جبريل عليه السلام أخبرني أن الله تعالى يدفع عن الذي يشرب هذا الماء كل داء في جسده، ويخرجه من عروقه ولحمه وجميع أعضائه".(لمحات الأنوار:ص: ١٢٤٢،رقم:١٨٧٦،ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ).

[1] الدر النظيم:ص:١٣،المكتبة العلامية ـ مصر.

عبارت ملاحظہ ہو: "وقال عليه الصلاة والسلام: من أخذ من ماء المطر، وقرأ عليه فاتحة الكتاب سبعين مرة، وآية الكرسي سبعين مرة، و "قل هو الله أحد" سبعين مرة، والمعوذتين سبعين مرة،والذي نفسي بيده إن جبريل عليه السلام جاءني وأخبرني أنه من يشرب من الماء سبعة ايام متوالية، فإن الله سبحانه وتعالى يدفع عنه كل داء في جسده، ويعافيه منه، ويخرج من عروقه ولحمه وعظمه وجميع أعضائه".

[2] خزينة الأسرار:ص:٦٨،المطبعة الخيرية،الطبعة ١٣٠٩هـ.

عبارت ملاحظہ ہو: "روي عن عمر بن الخطاب أنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ من ماء المطر، وفي رواية: مطر نيسان، وقرأ عليه فاتحة الكتاب سبعين مرة، وآية الكرسي سبعين مرة، و "قل هو الله أحد" سبعين مرة، والمعوذتين سبعين مرة،والذي نفسي بيده أن جبريل عليه السلام جاءني وأخبرني أنه من شرب من ذلك الماء سبعة أيام متواليات بالغداة، فإن الله سبحانه يدفع عن الذي يشرب من ذلك كل داء في جسده، ويعافيه منه، ويخرج من عروقه ولحمه وعظمه وجميع أعضائه، كذا في تفسير الفاتحة. (وفي) بعض الروايات: "سبح اسم ربك الأعلى" سبعين مرة، و" ألم نشرح لك" سبعين مرة، وسورة القدر سبعين مرة، و "قل ياأيها الكافرون" سبعين مرة، وسبحان الله والحمد لله إلى العلي العظيم سبعين مرة، وأستغفر الله العظيم سبعين مرة، وأللهم صل على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وعلى جميع الأنبياء والمرسلين والملائكة المقربين والكل وسائر التابعين سبعين مرة، كذا ذكره أبو السعود،

میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن الہادی مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن الہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ بحث روایت کو "من گھڑت" کہہ کر فرماتے ہیں: "أللهم عليك بمختلقه، فما أشد جهله وجرأته وغباوته"[۱]. اللہ تعالیٰ اس کے گھڑنے والے کی پکڑ فرمائیں، کس قدر اس کی زیادہ جہالت ہے اور جرأت و غباوت ہے۔

روایت کا حکم

آپ سابقہ تفصیل میں جان چکے ہیں کہ حافظ ابن الہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو من گھڑت قرار دیا ہے، اس لئے اس روایت کو اس سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

اہم نوٹ: زیرِ بحث روایت سے ملتا جلتا مضمون آگے ایک روایت میں آرہا ہے۔
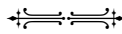
قال: هذه نافعة لمن شربها من جميع الأمراض والأوجاع والآلام، حتى يشربها من لم يكن له ولد فيحصل له. (وفي) بعض النسخ: سورة يس سبعين مرة، وسورة "إنا فتحنا لك" سبعين مرة، وسورة محمد سبعين مرة، وقوله تعالى: "فتعالى الله الملك الحق لا إله إلا هو" إلى آخر السورة سبعين مرة، فمن شرب من ذلك الماء على كل مقصود و مطلوب فيحصل له، كذا في خواص القرآن".

[۱] انظر مجموعة رسائل الحافظ ابن عبد الهادي: ص:۱۱۲، ت: أبو عبد الله حسين بن عكاشة، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۷هـ.

روایت نمبر⑤

روایت: حلال درہم سے شہد خرید کر بارش کے پانی کے ساتھ پینا ہر بیماری سے شفاء ہے۔

حکم: علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صاف من گھڑت کہا ہے، البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ قول ثابت ہے: جب تم میں سے کسی ایک کو کوئی تکلیف ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی سے تین درہم یا اس جیسے کچھ درہم مانگے، ان سے شہد خریدے، پھر بارش کا پانی لے اور شہد اور پانی کو ملالے، تو اس میں خوشگوار و نفع بخش اور بابرکت شفاء جمع ہو جائی گی۔

روایت کا مصدر

یہ روایت حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص المتشابہ"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"كتب إلي أبو الفرج محمد بن إدريس بن محمد المَوْصِلِي، وحدثني أبو النجيب عبد الغفار بن عبد الواحد الأُرْمَوِيْ عنه، قال: نا أبو منصور المظفر بن محمد اَلطُّوْسِي، نا أبو زكريا يزيد بن محمد بن إياس بن القاسم الأزدي، قال: ذكر يوسف بن المبارك القَلَّاس، نا عمي أبو الزاهد محمد بن زُرَيْق، نا حميد الطويل، عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: درهم حلال يشترى به عسل ويشرب بماء المطر شفاء من كل داء".

---

[1] تلخيص المتشابه في الرسم: ۲۸۷/۱،رقم: ٤٥٠،ت:سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥ء.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: حلال درہم سے شہد خرید کر بارش کے پانی کے ساتھ پینا ہر بیماری سے شفاء ہے۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ أصبهان"[1] میں، اور ان کے طریق سے امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الفردوس"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں یوسف بن مبارک پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "التيسير"[3] میں اس روایت کو "بإسناد ضعيف" کہا ہے۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ "التنوير"[4] میں فرماتے ہیں: "رمز عليه المصنف رمز التضعيف". مصنف [یعنی امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ] نے اس پر ضعف کی علامت لگائی ہے۔

---

[1] تاريخ أصبهان: ٤٤٦/١، رقم: ٨٨١، ت: سيد كسروي حسن، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[2] انظر المداوي: ٢١/٤، رقم: ١٧٥٧، دار الكتب - القاهرة، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

"مسند الفردوس" دستیاب نہیں، ثانوی مصدر "المداوی" میں اس کی سند مذکور ہے، ملاحظہ ہو: "درهم حلال يشترى به عسلا ويشرب بماء المطر شفاء من كل داء.(فر) عن أنس، قلت: أخرجه الديلمي من طريق أبي نعيم، وهو عنده في تاريخ أصبهان، في ترجمة على بن محمد بن حسين أبي بكر الضراب عنه، قال: حدثنا أبو زرعة الموصلي تريك بن كناس بن يعقوب، ثنا يوسف بن زُرَيْق الموصلي، ثنا عمي، ثنا حميد، عن أنس به، وهذا الحديث في نقدي موضوع".

[3] التيسير: ٦/٢، مكتبة الإمام الشافعي - الرياض.

[4] التنوير: ٩٣/٦، رقم: ٤١٧٩، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ نے "المداوي"[1] اور "المغير"[2] میں اس روایت کو من گھڑت قرار دیا ہے۔

سند میں موجود حمید الطویل کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

محمد بن زُرَیْق کے شیخ حمید الطویل کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[3] میں اور ان کی اتباع میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[4] میں مجہول قرار دیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[5] میں فرماتے ہیں: "شيخ، لا يدرى من هو، روى عنه محمد بن زُرَيْق المَوْصِلِي". یہ شیخ ہے، اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ یہ کون ہے، اس سے محمد بن زُرَیْق مَوْصِلی نے روایت کی ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص المتشابه"[6] میں اور حافظ ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ نے "الإكمال"[7] میں حمید الطویل کو مجہول قرار دیا ہے، "تلخيص المتشابه" کی عبارت ملاحظہ ہو:

" محمد بن زُرَيْق أبو الزاهد الموصلي، حدث عن حميد

---

[1] المداوي: ٢١/٤، رقم: ١٧٥٧، دار الكتب ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.
[2] المغير: ص: ٦١، دار الرائد العربي ـ بيروت.
[3] ميزان الاعتدال: ٦١٧/١، رقم: ٢٣٥٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.
[4] لسان الميزان: ٣٠٣/٣، رقم: ٢٨١٨، ت: عبد الفتاح أبوغدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
[5] المغني في الضعفاء: ٢٨٩/١، رقم: ١٧٩٢، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.
[6] تلخيص المتشابه في الرسم: ٢٨٧/١، رقم: ٤٥٠، ت: سكينة الشهابي ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٩٨٥ء.
[7] الإكمال في رفع الإرتياب: ٥٨/٤، الفاروق الحديثية ـ القاهرة.

الطويل المعروف بالمُجَذَّع وليس بحميد بن تِيْرَوَيْه البصري، هذا آخر في عداد المجهولين، روى عن أبي الزاهد ابن أخيه يوسف بن المبارك القَلَّاس".

محمد بن زُرَیْق ابو زاہد مَوْصِلی نے حمید الطویل جو اَلْمُجَذَّع سے مشہور ہے، سے روایت کی ہے، یہ (مروی عنہ) حمید بن تِیْرَوَیْہ بصری نہیں ہے، یہ حمید الطویل مجہول راویوں میں شمار ہوتے ہیں، یہ ابو زاہد اپنے بھائی کے بیٹے یوسف بن مبارک قلاس سے احادیث نقل کرتا ہے۔

اہم نوٹ

سند میں موجود راوی یوسف بن مبارک قَلَّاس کا ترجمہ نہیں مل سکا، البتہ ابو زاہد محمد بن زُرَیْق کا ترجمہ "تلخيص المتشابه"[1] میں، اور "الإكمال"[2] میں ہے، لیکن ان کے بارے میں کوئی جرح یا تعدیل نقل نہیں کی۔

روایت کا حکم

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صاف من گھڑت کہا ہے، نیز سند میں

---

[1] تلخيص المتشابه في الرسم: ۱/۲۸۷،رقم: ٤٥٠،ت:سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥ء.
"تلخیص المتشابہ" کی عبارت ملاحظہ ہو:"محمد بن زُرَيْق أبو الزاهد المَوْصِلِي، حدث عن حميد الطويل المعروف بالمُجَذَّع وليس بحميد بن تِيْرَوَيْه البصري، هذا آخر في عداد المجهولين، روى عن أبي الزاهد ابن أخيه يوسف بن المبارك اَلْقَلَّاس".

[2] الإكمال في رفع الإرتياب: ٤/٥٨،الفاروق الحديثية. القاهرة.
"الاکمال" کی عبارت ملاحظہ ہو:"ومحمد بن زُرَيْق المَوْصِلِي أبو الزاهد، حدث عن حميد الطويل المعروف بالمُجَذَّع عن أنس بن مالك، وليس حميد الطويل هذا بحميد بن تِيْرَوَيْه، هذا آخر عداده في المجهولين، روى عنه ابن أخيه يوسف بن المبارك بن زريق القلاس".

موجود راوی یوسف بن مبارک کا ترجمہ نہیں ملتا، اور محمد بن زُرَیق کے بارے میں ائمہ کا کلام نہیں ملتا، اور حمید الطویل المجذع حفاظ حدیث کے نزدیک مجہول ہے، اس تفصیل کے مطابق اس روایت کو آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

اہم فائدہ

واضح رہے کہ بارش کے پانی سے حصول شفاء سے متعلق ایک مضمون حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بسند حسن "تفسیر ابن أبي حاتم"[1] میں ان الفاظ سے منقول ہے، اور اس پر عمل ان کے انتساب سے درست ہے:

"حدثنا أحمد بن سنان، ثنا عبد الرحمن بن مهدي، عن سفيان، عن السدي[2]، عن يعفور بن المغيرة بن شعبة، عن علي، قال: إذا اشتكى أحدكم شيئا، فليسأل امرأته ثلاثة دراهم أو نحو ذلك، فليبتع عسلا، ثم يأخذ ماء السماء، فيجتمع هنيئا مريئا شفاء مباركا".

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی سے تین درہم یا اس جیسے کچھ درہم مانگے، ان سے شہد

---

[1] تفسير ابن أبي حاتم:ص:٨٦٢،رقم:٤٧٧٩،ت:أسعد محمد الطيب،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] توضيح المشتبه:ص:٢٣٨/٩،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالةـ بيروت .

"السدي هذا هو الكبير إسماعيل بن عبد الرحمن بن أبي كريمة الكوفي، أما السدي الصغير فهو محمد بن مروان، كوفي متهم".

واضح رہے کہ یہ سدی، سدی کبیر ہے، جن کا نام اسماعیل بن عبد الرحمن بن ابی کریم کوفی ہے، یہ راوی محمد بن مروان سدی صغیر کوفی کے علاوہ ہے، سدی صغیر متہم ہے۔

خریدے، پھر بارش کا پانی لے اور شہد اور پانی کو ملالے، تو اس میں خوشگوار و نفع بخش اور بابرکت شفاء جمع ہو جائی گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ موقوف طریق سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ان کتب میں بھی موجود ہے: "تفسير سفيان ثوري"[1]، "تفسير ابن منذر"[2] "مصنف لابن أبي شيبه"[3]۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قول پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباري"[4] میں حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو "بسند حسن" کہہ کر ذکر کیا ہے۔
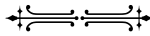
---

[1] تفسير سفيان ثوري:ص:۸۷،رقم:۱۸٦،دار الكتب العلمية۔بيروت.

[2] تفسير ابن منذر:ص:٥٦٠،رقم:۱۳٤٧،ت:سعد بن محمد السعد،دار المآثر ۔ مدينة المنوره، الطبعة الأولى ۱٤۲۳ھ۔

[3] مصنف لابن أبي شيبه:٥٩/٥،رقم:۲۳٦۸۷،دار التاج ۔بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩ھ۔

[4] فتح الباري:۱۷۰/۱۰،رقم:٥٧١٦،دار المعرفة ۔بيروت،الطبعة ۱۳۷۹ء .

روایت نمبر⑥

روایت: ”من صلى الفجر في جماعة، وخرج من المسجد فمر بعشرين نفسا فسلم عليهم، ثم مات في ذلك اليوم غفر له“.

جو شخص نمازِ فجر جماعت کے ساتھ پڑھ لے، اور مسجد سے باہر جائے اور بیس افراد پر گزرتے ہوئے اُنھیں سلام کرے، پھر اگر یہ شخص اسی دن مر گیا تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔

حکم: من گھڑت۔

روایت کا مصدر

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”الزیادات علی الموضوعات“[1] میں لکھتے ہیں:

”الديلمي: أخبرنا والدي، أخبرنا الحسن بن أحمد المرجاني، أخبرنا عبد الله بن علي بن حمويه بن أبرك، حدثنا علي بن الحسن بن الربيع القرشي، حدثنا أبو جعفر محمد بن يحيى بن محمد بن مرداس السلمي ببغداد، حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن ثابت الأشناني، حدثنا أحمد بن أبي موسى الرَمْلِي بالرملة، حدثنا أبو عامر العقدي، عن مالك، عن نافع، عن ابن عمر، رفعه: من صلى الفجر في جماعة، وخرج من المسجد فمر بعشرين نفسا فسلم عليهم، ثم مات في ذلك اليوم غفر له. الأشناني دجال“.

---

[1] الزيادات على الموضوعات: ٤١١/١،رقم:٤٨٧،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نمازِ فجر جماعت کے ساتھ پڑھ لے، اور مسجد سے باہر جائے اور بیس افراد پر گزرتے ہوئے انھیں سلام کرے، پھر اگر یہ شخص اسی دن مر گیا تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔ (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سند میں موجود راوی) اشنانی دجال ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزيادات على الموضوعات"[1] میں اسے من گھڑت قرار دیا ہے، اور علت سند کے راوی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن ثابت اشنانی کو قرار دیا ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[2] میں، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[3] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم بن ثابت اشنانی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وكان كذابا،يضع الحديث"[5]. یہ

[1] الزيادات على الموضوعات: ٤١١/١،رقم:٤٨٧،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] تذكرة الموضوعات:ص:١٦٤،دار أحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[3] الفوائد المجموعة:٢٣٥/١،رقم:٥٤،ت:عبد الرحمن بن يحيي المعلمي اليماني،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة١٤١٦هـ.

[4] تنزيه الشريعة:١١٩/٢،رقم:١٢٠،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[5] تاريخ بغداد:٤٥٦/٣، رقم: ٩٨٣، ت:بشار عواد،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

کذاب تھا، حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروکین"[1] میں لکھتے ہیں: "قال الدارقطني: كذاب، دجال ...". دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وہ جھوٹا، دجال ہے۔۔۔"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[2] میں لکھتے ہیں: "دجال، وضاع". یہ دجال ہے، حدیث گھڑنے والا ہے۔

روایت کا حکم

اس روایت کو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے من گھڑت قرار دیا ہے، اُن کے کلام پر علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] الضعفاء والمتروكين:٧٩/٣،رقم:٣٠٨٨،ت:عبدالله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[2] المغني في الضعفاء:٢٢٣/٢،رقم:٥٧٠٢،ت:نور الدين عتر،إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر .

روایت نمبر⑦

روایت: ایک مرتبہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چار دن بھوک کی حالت میں گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی بارگاہ میں خوب گڑگڑائے، اللہ تعالی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعے وافر مقدار میں کھانا اور دیگر اشیاء بھجوائیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی: یا اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

حکم: شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، بہر صورت اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو حفص ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ "شرح مذاهب أهل السنة "[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا أحمد بن محمد بن محمد بن سليمان الباغندي، ثنا علي بن حرب، ثنا محمد بن يعلى الثقفي، عن أبي نعيم عمر، هو ابن صبح، عن خالد بن ميمون، عن عبد الكريم بن أبي أمية، عن طاوس، عن عائشة، قالت: مكث آل محمد صلى الله عليه وسلم أربعة أيام ما طعموا شيئا، حتى تضاغوا صبيانهم، فدخل علي النبي صلى الله عليه

---

[1] شرح مذاهب أهل السنة:ص:١٣٥،رقم:٩٨،ت:عادل بن محمد،مؤسسة قرطبة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

وسلم، فقال: يا عائشة! هل أصبتم بعدي شيئا؟ فقلت: من أين إن لم يأتنا الله به على يدك، فتوضأ وخرج مستحثا، يصلي هاهنا مرة وهاهنا مرة يدعو.

قالت: فأتانا عثمان من آخر النهار، فاستأذن، فهممت أن أحجبه، ثم قلت: هو رجل من مكاثير المسلمين، لعل الله إنما ساقه إلينا، ليجري لنا على يديه خيرا، فأذنت له، فقال: يا أمتاه! أين رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقلت: يا بني! ما أطعم آل محمد من أربعة أيام شيئا، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم متغيرا ضامر البطن، فأخبرته بما قال لها، وبما ردت عليه، فبكى عثمان، ثم قال: مقتا للدنيا، ثم قال: يا أم المؤمنين! ما كنت بحقيقة أن ينزل بك مثل هذا، ثم لا تذكرينه لي، ولعبد الرحمن بن عوف، ولثابت بن قيس، ونظائرنا من مكاثير المسلمين.

ثم خرج، فبعث إلينا بأحمال من الدقيق، وأحمال من الحنطة، وأحمال من التمر، وبمسلوخ، وبثلاثمائة درهم في صرة، ثم قال: هذا يبطئ عليكم، فأتى بخبز وشواء كثير، فقال: كلوا أنتم هذا، واصنعوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يجيء، ثم أقسم علي أن لا يكون مثل هذا إلا أعلمته إياه.

قالت: ودخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا عائشة! هل أصبتم شيئا بعدي؟ قالت: نعم يا رسول الله! قد علمت

أنك إنما خرجت تدعو الله، وقد علمت أن الله لم يردك عن سؤالك، قال: فما أصبتم؟ قلت: كذا وكذا حمل بعير دقيق، وكذا وكذا حمل بعير حنطة، وكذا وكذا حمل بعير تمرا، وثلاثمائة درهم في صرة، وخبز، وشواء كثير، فقال: ممن؟ فقلت: من عثمان بن عفان، دخل علي، فأخبرته، فبكى، وذكر الدنيا بمقت، وأقسم علي أن لا يكون فينا مثل هذا إلا أعلمته، قالت: فما جلس النبي صلى الله عليه وسلم حتى خرج إلى المسجد، ورفع يديه، وقال: اللهم إني قد رضيت عن عثمان، فارض عنه، ثلاثا.

تفرد عثمان بهذه الفضيلة، لم يشركه في هذه المكرمة أحد".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چار دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ انہوں نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا یہاں تک کہ بچے بھوک سے بلبلانے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تمہارے پاس میرے جانے کے بعد کھانے کی کوئی چیز آئی ہے؟ میں نے کہا: اگر اللہ تعالی ہمیں آپ کے ہاتھوں نہ دیں تو کہاں سے آئے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور چادر میں لپٹے ہوئے باہر آئے، کبھی یہاں نماز پڑھتے کبھی وہاں نماز پڑھتے، دعا مانگتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دن کے آخری حصے میں عثمان ہمارے پاس تشریف لائے اور اجازت چاہی، میں پردہ کے اوٹ میں ہوگئی اور سوچنے لگی

کہ وہ مال دار مسلمانوں میں سے ہیں، شاید کہ اللہ رب العزت نے ان کو ہمارے پاس اس وجہ سے بھیجا ہے تاکہ ان کے ہاتھ سے ہمارے لئے کوئی خیر جاری ہو، میں نے ان کو اجازت دی، انہوں نے فرمایا: اے میری ماں! رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ میں نے کہا: اے میرے بیٹے! آلِ محمد نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس بدلی ہوئی حالت، پیٹ کمر سے لگے ہوئے ہونے کی حالت میں تشریف لائے تھے، چنانچہ جو آپ ﷺ نے فرمایا تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو جواب دیا تھا اس کی ان کو خبر دی، تو حضرت عثمان رونے لگے، اور انہوں نے فرمایا: دنیا کا ناس ہو، پھر ام المؤمنین کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا: اے ام المؤمنین! آپ حقیقت پر نہیں ہوں گی اگر آپ پر اس طرح کی کوئی مصیبت نازل ہو پھر آپ اس کا تذکرہ نہ مجھ سے کریں، نہ عبد الرحمن بن عوف سے، نہ ہی ثابت بن قیس سے، اور نہ ہی ہم جیسوں سے جو مال دار مسلمانوں میں سے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ چلے گئے، اور انہوں نے ہمیں بہت زیادہ مقدار میں آٹا، گندم، کھجور، اتری ہوئی کھال اور تین سو دراہم کا ایک تھیلا بھجوایا، پھر فرمایا: اس کے بنانے میں دیر لگے گی، پھر روٹی اور بہت سارا بھنا ہوا گوشت لے کر آئے، اور فرمایا: آپ بھی کھائیں اور رسول اللہ ﷺ کے لئے ان کے آنے تک رکھیں، پھر مجھے قسم دی کہ جب بھی ایسے حالات ہوں آپ مجھے ہی بتائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا: ائے عائشہ! کیا تمہارے پاس میرے جانے کے بعد کھانے کی کوئی چیز آئی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جی یا رسول اللہ! جب آپ تشریف لے گئے تو میں

سمجھ گئی تھی کہ آپ اللہ تعالی سے دعا کے لئے تشریف لے گئے ہیں، اور میں یہ بھی سمجھ گئی تھی کہ اللہ تعالی آپ کی دعا کو رد نہیں کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا چیز آئی ہے؟ میں نے کہا: اتنا اتنا اونٹ بھر کر آٹا، اتنا اونٹ بھر کر گندم، اتنا اونٹ بھر کر کھجور، تین سو دراہم سے بھرا ہوا ایک تھیلا، روٹی اور بہت سارا بھنا ہوا گوشت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس کی طرف سے؟ میں نے کہا: عثمان بن عفان کی طرف سے، وہ آئے تھے میں نے ان کو حالات بتائے تو وہ رونے لگے، اور انہوں نے دنیا کا انتہائی بغض کے ساتھ ذکر کیا، اور مجھے قسم دی کہ جب بھی ایسے حالات ہوں آپ مجھے بتائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بھی نہیں کہ مسجد تشریف لے گئے، اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: یا اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا، تین مرتبہ یہ دعا فرمائی۔

عثمان رضی اللہ عنہ اس فضیلت کے حصول میں متفرد ہیں، کوئی بھی اس فضیلت میں ان کا شریک نہیں ہے۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ ابو طاہر مُخَلِّص محمد بن عبد الرحمن بغدادی ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۹۳ھ) نے "اَلْمُخَلِّصِیَّات"[۱] میں، حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل الخلفاء الأربعة"[۲] میں، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[۳] میں اور علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "الرقة والبكاء"[۴] میں تخریج کی ہے، تمام

---

[۱] المخلصيات:٣٦٦/٣،رقم:٢٧٣٠،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار النوار ـ الكويت،الطبعة الثانية ١٤٣٢هـ.

[۲] فضائل الخلفاء الأربعة:ص:٥١،رقم:٣٢،ت:صالح بن محمد العقيل،دار البخاري ـ المدينة المنورة.

[۳] تاريخ دمش:٥٢/٣٩،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

[۴] الرقة والبكاء:ص:١٨٧،ت:محمد خير رمضان يوسف،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

سندیں سند میں موجود راوی احمد بن محمد بن محمد بن سلیمان باغندی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "فضائل الخلفاء الأربعة"[1] میں فرماتے ہیں:

"وهذا حديث غريب من حديث محمد بن يعلى عن عمر بن صبح، لا أعلم رواه غيره، وفيه لين". محمد بن یعلی کی عمر بن صبح سے منقول یہ حدیث غریب ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اس کے علاوہ بھی کسی نے اسے روایت کیا ہو، اور اس میں "لین" ہے۔

اہم فائدہ: حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن صبح کو حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے، تفصیل آگے آرہی ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزيادات على الموضوعات"[2] میں اس روایت کو من گھڑت روایات میں شمار کر کے حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وعبد الكريم أبو أمية، قال في المغني: كذبه أيوب السختياني، وضرب أحمد على حديثه، وقال ابن معين: ليس بشيء".

---

[1] فضائل الخلفاء الأربعة: ص: ۵۲، رقم: ۳۲، ت: صالح بن محمد العقيل، دار البخاري ـ المدينة المنورة.

[2] الزيادات على الموضوعات: ۲۳۸/۱، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۳۱ھ۔

اور عبد الکریم بن امیہ کے بارے میں ''مغنی'' میں ہے: ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو جھوٹا کہا ہے، اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حدیث کو دے مارا ہے، اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ''لیس بشیء'' ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ''تنزیہ الشریعۃ''[1] میں مذکورہ روایت فصل ثالث میں ذکر کرکے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

واضح رہے کہ علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ''تنزیہ الشریعۃ''[2] کے مقدمہ میں عمر بن صبح بلخی کے بارے میں فرماتے ہیں: ''عمر بن صبح البلخي عن قتادة وغيره كذاب، اعترف بالوضع''. قتادہ وغیرہ سے نقل کرنے والا عمر بن صبح بلخی جھوٹا ہے، اس نے حدیث گھڑنے کا خود اعتراف کیا ہے۔

اہم نوٹ: ذیل میں سند میں موجود تین راویوں عمر بن صبح، محمد بن یعلی ثقفی اور عبد الکریم ابو امیہ کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال تفصیل سے لکھے جائیں گے۔

① سند میں موجود راوی ابو نعیم عمر بن صبح بن عمران تیمی خراسانی سمرقندی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ ''الجرح والتعديل''[3] میں فرماتے ہیں: ''منكر الحديث''.

---

[1] تنزيه الشريعة: ۳۹۲/۱، رقم: ۱۳٤، ت: عبدالوهاب عبداللطيف، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۹۱/۱، رقم: ۳۷۵، ت: عبدالوهاب عبداللطيف، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[3] الجرح التعديل: ۱۱٦/٦، رقم: ٦۲۹، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كان ممن يضع الحديث على الثقات، لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب لأهل الصناعة فقط“[1]. یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ لوگوں پر حدیثیں گھڑتے تھے، اس کی حدیث کو لکھنا حلال نہیں ہے، سوائے تعجب کے صرف اہل صناعت کے لئے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الكامل“[2] میں فرماتے ہیں: ”منكر الحديث، عن مقاتل بن حيان وغيره“. یہ منکر الحدیث ہے، مقاتل بن حیان اور ان کے علاوہ سے حدیثیں نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: ”ولعمر بن صبح غير ما ذكرت من الحديث، وعامة ما يرويه غير محفوظ لا متنا ولا إسنادا“[3]. عمر بن صبح کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث موجود ہیں، ان کی اکثر روایات محفوظ نہیں ہیں نہ متن کے لحاظ سے اور نہ ہی سند کے لحاظ سے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عمر بن صبح عن قتادة ومقاتل الموضوعات“[4]. عمر بن صبح، قتادہ اور مقاتل کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ عمر بن صبح کے بارے میں فرماتے ہیں: ”روى عن قتادة و مقاتل بن حيان أحاديث موضوعة“[5]. قتادہ اور

---

[1] المجروحين: ٨٨/٢، ت:محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] الكامل: ٤٧/٦، رقم: ١١٩٧، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الكامل: ٥١/٦، رقم: ١١٩٧، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الضعفاء لأبي نعيم: ص: ١١٣، رقم: ١٥١، ت:فاروق حمادة، مطبعة النجاح الجديدة.

[5] المدخل إلى الصحيح: ص: ١٦٣، رقم: ١١٣، ت:ربيع هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

مقاتل بن حیان کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یحیی یشکری سے علی بن جریر کا یہ قول نقل کرتے ہیں:
"سمعت عمر بن صبح يقول: أنا وضعت خطبة النبي صلى الله عليه وسلم"[۱]. میں نے عمر بن صبح کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ میں نے گھڑا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك"[۲].

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب"[۳].

حافظ احمد بن علی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عمر بن الصبح الذي وضع آخر خطبة النبي صلى الله عليه وسلم"[۴]. عمر بن صبح وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ گھڑا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[۵] میں فرماتے ہیں: "ليس بثقة ولا مأمون".

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "هالك، اعترف بوضع الحديث"[۶]. ہالک ہے، اس نے حدیث گھڑنے کا اعتراف کیا ہے۔

---

[۱] الكامل:٤٧/٦،رقم:١١٩٧،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[۲] ميزان الاعتدال:٢٠٧/٣،رقم:٦١٤٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
[۳] ميزان الاعتدال:٢٠٧/٣،رقم:٦١٤٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
[۴] ميزان الاعتدال:٢٠٧/٣،رقم:٦١٤٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
[۵] ميزان الاعتدال:٢٠٦/٣،رقم:٦١٤٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
[۶] المغني في الضعفاء:٤٥/٢،رقم:٤٤٩٤،ت:نورالدين عتر،إحياءالتراث الإسلامي ـ قطر.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقریب التهذیب"[1] میں فرماتے ہیں:
"متروك، كذبه ابن راهويه". یہ متروک ہے، ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو جھوٹا کہا ہے۔

② سند میں موجود راوی محمد بن یعلی ثقفی سلمی کوفی زنبور (المتوفی ۲۰۵ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ محمد بن یعلی کے بارے میں لکھتے ہیں: "يتكلم فيه"[2].

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن یعلی کو "متروك الحديث" کہا ہے[3]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن یعلی کو "ليس بثقة" کہا ہے[4]۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ضعيف" کہا ہے[5]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان ممن يخطئ، حتى يجيء بما يحدث به مقلوبا، فإذا سمعه من الحديث صناعته علم أنه معمول أو مقلوب، فلا يجوز الاحتجاج به فيما خالف الثقات من الروايات، ولا فيما انفرد وإن لم يخالف الأثبات"[6].

یہ ان لوگوں میں سے تھا جو غلطی کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ مقلوب

---

[1] تقريب التهذيب:ص: ٤١٤،رقم:٤٩٢٢،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.
[2] التاريخ الكبير: ٢٦٥/١،رقم: ٨٦١،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
[3] الجرح التعديل: ١٣١/٤،رقم:٥٨٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[4] ميزان الاعتدال: ٧١/٤،رقم:٨٣٣٩،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
[5] ميزان الاعتدال: ٧١/٤،رقم:٨٣٣٩،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
[6] المجروحين: ٢٦٧/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت.

روایات بیان کرنے لگا، چنانچہ جب اہل صناعت میں سے کوئی اس کی روایت سنتا تو جان لیتا تھا کہ یہ بنائی ہوئی ہے یا مقلوب روایت ہے، چنانچہ اس کی اس روایت سے احتجاج درست نہیں جس میں اس نے ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے، اور نہ ہی اس روایت سے کہ جس میں یہ متفرد ہو اگرچہ وہ روایت ثبت لوگوں کے مخالف نہ ہو۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں: "وشذ أبو كريب فروى عنه، وقال: كان ثقة". ابو کریب رحمۃ اللہ علیہ نے شذوذ اختیار کرتے ہوئے محمد بن یعلی سے روایت کی ہے، اور محمد بن یعلی کو ثقہ کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2] میں محمد بن یعلی کو "واہ"، اور "الكاشف"[3] میں "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تقریب"[4] میں اسے "ضعیف" کہا ہے۔

③ سند میں موجود راوی عبد الکریم بن ابی المخارق ابو امیہ معلم (المتوفی ۱۲۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لاتحمل عن عبد الكريم بن أبي أمية، فإنه ليس بشيء"[5]. عبد الکریم بن امیہ سے تحمل حدیث مت کرو، کیونکہ وہ لیس بشیء ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٧١/٤، رقم: ٨٣٣٩، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] ميزان الاعتدال: ٢٠٧/٣، رقم: ٦١٤٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] الكاشف: ٢٣٢/٢، رقم: ٥٢٣١، ت: محمد عوامة، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[4] تقريب التهذيب: ص: ٥١٤، رقم: ٦٤١٢، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[5] ميزان الاعتدال: ٦٤٦/٢، رقم: ١٥٧٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

امام فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كان يحيى وابن مهدي لا يحدثان عن عبد الكريم المعلم“[1]. یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ عبد الکریم معلم سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الکریم کو ”ليس بشيء“ کہا ہے[2]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قد ضربت على حديثه، هو شبه المتروك“[3].

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”متروك“ کہا ہے[4]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”ميزان الاعتدال“[5] میں فرماتے ہیں: ”وقد أخرج له البخاري تعليقا، ومسلم متابعة، وهذا يدل على أنه ليس بمطرح“. بخاری رحمۃ اللہ علیہ تعلیقاً ان کی حدیث لائے ہیں، اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متابعت میں ان کی روایت کی تخریج کی ہے، چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مطرح نہیں ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بصري، لا يختلفون في ضعفه، إلا أن منهم من يقبله في غير الاحكام خاصة، ولا يحتج به، وكان مؤدب كتاب، حسن السمت، غر مالكا منه سمته، ولم يكن من أهل بلده فيعرفه، كما غر الشافعي من إبراهيم ابن أبي يحيى حذقه ونباهته،

[1] ميزان الاعتدال:٦٤٦/٢،رقم:١٥٧٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[2] ميزان الاعتدال:٦٤٦/٢،رقم:١٥٧٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] ميزان الاعتدال:٦٤٦/٢،رقم:١٥٧٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[4] ميزان الاعتدال:٦٤٦/٢،رقم:١٥٧٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[5] ميزان الاعتدال:٦٤٦/٢،رقم:١٥٧٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

وهو أيضا مجمع على ضعفه، ولم يخرج مالك عنه حكما، بل ترغيبا وفضلا‘‘[1].

یہ بصری ہے، ان کے ضعف میں اختلاف نہیں ہے، لیکن بعض ائمہ ان کو صرف احکام کے باب کے علاوہ ہی میں قبول کرتے ہیں، اس سے احتجاج درست نہیں ہے، وہ کاتبین کا مؤدب تھا، بظاہر اچھی حالت میں تھا، اس کی حالت سے مالک رحمۃ اللہ علیہ کو دھوکہ ہو گیا تھا، کیونکہ وہ ان کے شہر کا نہیں تھا ورنہ وہ اسے جان لیتے، جیسے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ابراہیم بن ابی یحیی کی مہارت اور ان کی سمجھ سے دھوکہ ہوا، وہ بھی متفق علیہ ضعیف تھا، اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے حکم میں کوئی روایت تخریج نہیں کی ہے، صرف ترغیب اور فضیلت کے باب میں حدیث تخریج کی ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس زیر بحث حدیث کے ضعفِ شدید کی جانب اشارہ کیا ہے، کیونکہ انہوں نے تخریج روایت کے بعد سند میں موجود راوی عمر بن صبح کے ضعف کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اور اسی عمر بن صبح کو حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے۔

نیز قطع نظر خاص اس روایت کے اس عمر بن صبح کو حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے، بلکہ متعدد ائمہ کی تصریحات کے مطابق یہ عمر بن صبح بذاتِ خود اقرار کرتا ہے کہ اس نے حدیث گھڑی ہے۔

[1] ميزان الاعتدال:٦٤٦/٢،رقم:١٥٧٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس زیر بحث روایت کو من گھڑت قرار دیا ہے، اور اس پر علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے۔

الحاصل یہ روایت اس سند سے شدید ضعیف ہے حتی کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، بہر صورت اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
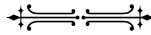
روایت نمبر⑧

روایت: ”هلك المسوفون“. ٹالنے والے ہلاک ہوگئے۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

علامہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۷۳ھ) ”تنبیہ الغافلین“[1] میں لکھتے ہیں:

”و روي عن جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: هلك المسوفون. والمسوف من يقول: سوف أتوب“.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسوفون ہلاک ہوگئے، اور مسوف اُس شخص کو کہتے ہیں جو کہے کہ میں عنقریب توبہ کروں گا۔

سند میں موجود راوی ابو القاسم جویبر بن سعید بلخی ازدی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یحیی بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كنت أعرف جويبرا بحديثين يعني ثم أخرج هذه الأحاديث بعد، فضعفه“[2]. میں جویبر کو دو حدیثوں سے پہچانتا ہوں،

[1] تنبيه الغافلين: ص: ٥٩، ت: عبد اللطيف حسن عبد الرحمن، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] التاريخ الكبير: ٢/٢٣٦، رقم: ٢٣٨٣، ت: مصطفى عبد القادر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

یعنی پھر اس کے بعد یحیی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن احادیث کی تخریج کی،(اور پھر انھوں نے) جویبر کی تضعیف کی۔

علامہ عبد اللہ بن علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وسألته يعني أباه عن جويبر بن سعيد، فضعفه جدا، قال: وسمعت أبي، يقول: جويبر أكثر على الضحاك، روى عنه أشياء مناكير“[1]. میں نے اپنے والد علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے جویبر کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جویبر کو شدید ضعیف قرار دیا، نیز میں نے اپنے والد کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جویبر ضحاک سے کثرت سے نقل کرتا ہے، یہ ضحاک سے منکر خبریں نقل کرتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جويبر ما كان عن الضحاك فهو على ذاك أيسر، وما كان يسند عن النبي صلى الله عليه وسلم فهي منكرة“[2]. جویبر جو روایت ضحاک سے نقل کرے تو ان کا معاملہ آسان ہے، البتہ جو احادیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے نقل کرے وہ منکر ہیں۔

اور ایک دوسرے مقام پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لا تشتغل بحديثه“[3]. اس کی حدیث میں مشغول نہ ہوں۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جويبر ليس بشيء، ضعيف، ما أقربه من عبيدة الضبي ومحمد بن سالم وجابر الجعفي“[4]. جویبر

---

[1] تاريخ بغداد: ۱۸۱/۸، رقم: ۳۶۹۵، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ۔
[2] الجرح والتعديل: ۵۴۱/۲، رقم: ۲۲۴٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱ھ۔
[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ۳۴۰/۲، رقم: ۳۲۹، ت: عادل أحمد، وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[4] الجرح والتعديل: ۵۴۱/۲، رقم: ۲۲۴٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱ھ۔

لیس بشیء، ضعیف ہے، یہ عبید، محمد بن سالم اور جابر جعفی کے کتنا ہی قریب ہے۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے جویبر بلخی کو "ليس بالقوي"[1] کہا ہے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يشتغل به"[2]. اس میں مشغول مت ہو۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ جویبر کے بارے میں لکھتے ہیں: "أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر"[3]. میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي عن الضحاك أشياء مقلوبة"[4]. یہ ضحاک سے مقلوب احادیث نقل کرتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[5].

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة"[6].

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے جویبر بلخی کو "متروك الحديث"[7] کہا ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل: ٥٤١/٢، رقم: ٢٢٤٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٤٢٧/١، رقم: ١٥٩٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] انظر كتاب الموضوعات: ٢٠٤/٢، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[4] المجروحين: ٢١٧/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] الضعفاء والمتروكين: ص: ٧٣، رقم: ١٠٦، ت: بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[6] تهذيب الكمال: ١٧٠/٥، رقم: ٩٨٥، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[7] ميزان الاعتدال: ٤٢٧/١، رقم: ١٥٩٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

علامہ ابو عبید آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سألت أبا داود، عن جويبر، والكلبي؟ فقدم جويبرا، وقال: جويبر على ضعفه، والكلبي متهم“[1].
میں نے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے جویبر اور کلبی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جویبر کو مقدم رکھتے ہوئے فرمایا: جویبر ضعف پر ہے، اور کلبی متہم ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”والضعف على حديثه وروایاته بين“[2]. **اس کی حدیث اور اس کی روایات میں ضعف ایک واضح چیز ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”الكاشف“[3] **میں جویبر کے متعلق لکھتے ہیں:** ”تركوه“. **محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی** ”ديوان الضعفاء“[4] **میں فرماتے ہیں:** ”متروك الحديث“.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”تقريب التهذيب“[5] **میں فرماتے ہیں:** ”ضعيف جدا“.

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الغنية لطالبي طريق الحق عزوجل“[6] **میں یہ روایت ان لفظوں سے نقل کی ہے:**

---

[1] سؤالات أبي عبيد الآجري: ۳۳۶/۱،رقم:۵۷۸،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[2] الكامل: ۳٤۱/۲،رقم:۳۲۹،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الكاشف: ۲۹۸/۱،رقم:۸۲٦،ت:محمد عوامة و أحمد محمد نمر الخطيب،مؤسسة علوم القرآن ـ جدة.

[4] المغني في الضعفاء: ۵۲/۱،رقم:۱۰٦،ت: نور الدين عتر،إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[5] تقريب التهذيب:ص:۱٤۳،رقم:۹۸۷،ت:محمد عوامه،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ۱٤۱۱هـ.

[6] الغنية لطالبي طريق الحق: ۲٤۵/۱،رقم:۹۸۷،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷ هـ.

"وروي عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي، أنه قال: هلك المسوفون، يقول سوف نتوب". حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مسوفون ہلاک ہوگئے، جو کہتے ہیں کہ ہم عنقریب توبہ کرلیں گے۔**

روایت کا حکم

اس روایت کی سند میں موجود راوی جویبر بن سعید کے بارے میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید صیغے استعمال کئے ہیں (جیسے: لیس بشیء، لیس بثقہ، متروک الحدیث، ترکوہ، میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، ضعیف جداً)، چنانچہ یہ روایت اس خاص تناظر میں کہ جویبر بن سعید اسے نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہوسکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
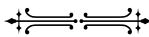
روایت نمبر⑨

روایت: جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی۔

حکم: من گھڑت

اس روایت کے تین طریق ہیں:

① روایت بطریق جویبر بن سعید ازدی ② روایت بطریق اسماعیل بن معمر بن قیس ③ روایت بطریق ابو طالب عُشَارِی۔

روایت بطریق جویبر بن سعید ازدی بلخی

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرناه أبو عبد الله الحافظ، قال: أخبرني عبد العزيز بن محمد بن إسحاق، نا علي بن محمد الوراق، نا الحسين بن بشر، نا محمد بن الصلت، نا جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی۔

---

[1] شعب الإيمان:٣/٣٦٧،رقم:٣٧٩٧،ت:محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية- بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

بعض دیگر مصادر

یہی روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل الأوقات"[1] میں بھی ذکر کی ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الموضوعات"[2] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإیمان"[3] میں روایت کو تخریج کرنے سے پہلے اسے "اسنادہ ضعیف بمرۃ" کہا ہے، پھر تخریجِ روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"و كذلك رواه بشر بن حمدان بن بشر النيسابوري، عن عمه الحسين بن بشر، و لم أر ذلك في رواية غيره عن جويبر، وجويبر ضعيف، و الضحاك لم يلق ابن عباس". اور اسی طرح اسے بشر بن حمدان بن بشر نیشاپوری نے اپنے چچا حسین بن بشر سے روایت کیا ہے، اور میں نے اس روایت کو کسی دوسرے کی روایت میں جویبر سے نقل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، اور جویبر ضعیف ہے، اور ضحاک کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات نہیں ہوئی۔

---

[1] فضائل الأوقات:ص:٤٥٥،رقم:٢٤٦،ت:عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي، مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[2] كتاب الموضوعات:٢٠٣/٢،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[3] شعب الإيمان:٣٦٧/٣،رقم:٣٧٩٧،ت:محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[1] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس کے بعد علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے طریق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہے، جو آگے آرہا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الموضوعات"[2] میں تخریج روایت کے بعد امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال الحاكم: أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر، قال: والاكتحال يوم عاشوراء لم يرو عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه أثر، وهو بدعة ابتدعها قتلة الحسين عليه السلام، وقال أحمد: لا يشتغل بحديث جويبر، وقال يحيى: ليس بشيء، وقال النسائي والدارقطني: متروك".

حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، اور فرماتے ہیں: دس محرم کے دن سرمہ لگانے کے متعلق کوئی اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے، اور یہ بدعت ہے، اسے حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں نے ایجاد کیا ہے، اور احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جویبر کی حدیث میں مشغول نہ ہوں، اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ لیس بشیء ہے، نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

---

[1] اللآلئ المصنوعة:۹۴/۲،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] كتاب الموضوعات:۲۰٤/۲،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

متروک ہے۔

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "نصب الراية"[۱] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[۲] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وجاء من حديث سلمان، رأيته بخط العلامة أبي الفتح المراغي منسوبا إلى تخريج الحافظ السلفي، وفي سنده محمد بن عبد الرحمن بن بحير، وفي الجزء ـ المسمى بالمغني عن الحفظ والكتاب بقولهم لم يصح شيء في هذا الباب ـ للحافظ أبي حفص بن بدر الموصلي ما نصه: الإكتحال يوم عاشوراء، قال الحاكم: لم يرد فيه شيء عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، وهو بدعة ابتدعها قتلة الحسين انتهى.

وفي بعض كتب الحنفية ما نصه: يكره الكحل يوم عاشوراء، لأن يزيد أو ابن زياد اكتحل بدم الحسين وقيل بالإثمد، لتقر عينه بقتله، انتهى والله أعلم".

اور حدیثِ سلمان میں آیا ہے، جسے میں نے علامہ ابو الفتح مراغی کے خط میں دیکھا جو منسوب ہے حافظ سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج کی طرف، اور اس کی سند میں

---

[۱] نصب الراية: ٤٥٥/٢، ت:محمد عوامه، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده.

[۲] تنزيه الشريعة: ١٥٧/٢، رقم:٣٢، ت:عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

محمد بن عبد الرحمن بن بجیر ہے، اور حافظ ابو حفص بن بدر الدین موصلی کا جزء جس کا نام ''المغنی عن الحفظ والکتاب بقولہم لم یصح شیء فی ہذا الباب'' ہے، اس میں ان کی یہ عبارت ہے: دس محرم کے دن سرمہ لگانا، حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز وارد نہیں ہے، اور یہ بدعت ہے، اسے حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں نے ایجاد کیا ہے، انتہی، واللہ اعلم۔

اور حنفیہ کی بعض کتب میں یہ نص ہے کہ دس محرم کے دن سرمہ لگانا مکروہ ہے، اس لئے کہ یزید یا ابن زیاد نے اس دن سرمہ لگایا اور یہ بھی کہا گیا کہ اثمد سرمہ لگایا، تاکہ وہ حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی وجہ سے آنکھوں میں ٹھنڈک حاصل کرے، انتہی، واللہ اعلم۔

حافظ ابو حفص عمر بن بدر الدین موصلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۳ھ) کا قول

حافظ ابو حفص عمر بن بدر الدین موصلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ''المغني''[1] میں فرماتے ہیں:

''قد صنف ابن شاهين جزءا كبيرا، وفيه من الصلوات، والإنفاق، والخضاب، والادهان، والاكتحال، والحبوب، وغير ذلك، قال المصنف: لم يصح في هذا الباب شيء عن النبي صلى الله عليه وسلم، غير أنه صامه، وأمر بصيامه، وصومه يكفر سنة''.

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت بڑا اجزء تصنیف کیا ہے، جس میں نماز، خرچ کرنا، خضاب اور تیل لگانا، اور سرمہ لگانا، اور دانے وغیرہ کی احادیث ہیں،

---

[1] المغني عن الحفظ والكتاب: ص:٣٦، جمعية نشر الكتب العربية ـ القاهرة، الطبعة ١٣٤٢هـ.

مصنف (یعنی حافظ ابو حفص عمر بن بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اس باب میں ان چیزوں میں سے کچھ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، سوائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ہے، اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے، اور اس (عاشورہ کے) دن کے روزہ سے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۵۰ھ) کا کلام

علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے "موضوعات"[1] میں اسے من گھڑت قرار دیا ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) کا کلام

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "مجموع الفتاوی"[2] میں فرماتے ہیں:

"وقوم من المتسننة رووا ورويت لهم أحاديث موضوعة، بنوا عليها ما جعلوه شعارا في هذا اليوم، يعارضون به شعار ذلك القوم، فقابلوا باطلا بباطل، وردوا بدعة ببدعة، وإن كانت إحداهما أعظم في الفساد، وأعون لأهل الإلحاد.

مثل الحديث الطويل الذي روي فيه: من اغتسل يوم عاشوراء لم يمرض ذلك العام، ومن اكتحل يوم عاشوراء لم يرمد ذلك العام، وأمثال ذلك من الخضاب يوم عاشوراء والمصافحة فيه، ونحو ذلك فإن هذا الحديث ونحوه كذب مختلق باتفاق من يعرف علم الحديث،

---

[1] موضوعات الصغاني: ص: ٦٥، رقم: ١٤٠، ت: نجم عبد الرحمن خلف، دار نافع، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

[2] مجموع فتاوى: ٥١٣/٤، ت: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، مجمع الملك فهد ـ المدينة، الطبعة ١٤٢٥هـ.

وإن كان قد ذكره بعض أهل الحديث وقال: إنه صحيح، وإسناده على شرط الصحيح، فهذا من الغلط الذي لا ريب فيه، كما هو مبين في غير هذا الموضع.

ولم يستحب أحد من أئمة المسلمين الاغتسال يوم عاشوراء، ولا الكحل فيه، والخضاب، وأمثال ذلك، ولا ذكره أحد من علماء المسلمين الذين يقتدى بهم، ويرجع إليهم في معرفة ما أمر الله به ونهى عنه، ولا فعل ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا أبو بكر، ولا عمر، ولا عثمان، ولا علي.

ولا ذكر مثل هذا الحديث في شيء من الدواوين التي صنفها علماء الحديث، لا في المسندات: كمسند أحمد، وإسحاق، وأحمد بن منيع، والحميدي، والدالاني، وأبو يعلى الموصلي، وأمثالها، ولا في المصنفات على الأبواب: كالصحاح، والسنن، ولا في الكتب المصنفة الجامعة للمسند والآثار: مثل موطأ مالك، ووكيع، وعبد الرزاق، وسعيد بن منصور، وابن أبي شيبة، وأمثالها“.

کچھ پیرو کار لوگ خود بھی من گھڑت احادیث روایت کرتے ہیں اور ان کے لئے اسے گھڑا بھی جاتا ہے، جن پر وہ اپنے آج کل کے شعار کی بنیاد رکھے ہوتے ہیں، اوراس کے ذریعہ وہ دوسری قوم کے شعار کا مقابلہ کرتے ہیں، سو وہ مقابلہ کرتے ہیں باطل کا باطل کے ساتھ، اور بدعت کا رد کرتے ہیں بدعت کے ساتھ، اگرچہ ان میں ایک فساد میں دوسرے سے بڑھ کر ہے، اور ملحدین کا زیادہ معاون ہے۔

جیسے ایک لمبی حدیث ہے، جس میں منقول ہے: جس نے دس محرم کے دن غسل کیا وہ اس سال کسی مرض میں مبتلاء نہیں ہو گا، اور جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ اس سال نہیں دکھے گی، اور اس جیسی دوسری روایات، مثلاً دس محرم کے دن خضاب لگانا اور مصافحہ کرنا وغیرہ، یہ حدیث اور اس جیسی دیگر روایات علم حدیث کی معرفت رکھنے والوں کے نزدیک اتفاقی طور پر جھوٹی اور گھڑی ہوئی ہیں، اگرچہ بعض اہل حدیث نے ان کو ذکر کیا ہے اور صحیح کہا ہے، اور اسنادہ علی شرط الصحیح کہا ہے، یہ سب غلط ہے، جس میں کوئی شک نہیں ہے، جیسا کہ اس کے علاوہ دوسرے مقام پر یہ وضاحت سے بتادیا گیا ہے۔

اور مسلمانوں کے ائمہ میں سے کسی نے دس محرم کے دن غسل کرنے، سرمہ لگانے، خضاب لگانے اور اس جیسی اشیاء کو مستحب نہیں کہا ہے، اور مسلمانوں کے اُن علماء نے اسے ذکر بھی نہیں کیا، جن کی اقتداء کی جاتی ہے، اور جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے ان اشیاء کی معرفت میں جن کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جن سے اللہ نے منع کیا ہے، اور یہ سب نہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کیا، نہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے، نہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے، نہ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے، اور نہ ہی حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کیا۔

اور اس جیسی حدیث کا ذکر علمائے حدیث کی مدون تصنیفات میں کہیں نہیں ہے، نہ مسند کتب میں، جیسے: مسند احمد، مسند اسحاق، مسند احمد بن منیع، مسند حمیدی، مسند دالانی، اور مسند ابی یعلی موصلی، اور اس جیسی کتب، اور اُن کتب میں بھی مذکور نہیں جو ابواب کی ترتیب پر تصنیف کی گئی ہیں، جیسے: صحاح اور سنن، اور نہ ہی اُن کتب میں مذکور ہے جو مسند اور آثار کی ترتیب پر تصنیف کی گئی ہیں، جیسے:

موطأ مالک، موطأ وکیع، مصنف عبد الرزاق، سنن سعید بن منصور اور مصنف ابن ابی شیبہ، اور اس جیسی کتب۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۱ھ) کا قول

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "المنار المنیف"[1] میں فرماتے ہیں:

"ومنها: أحاديث الاكتحال يوم عاشوراء، والتزين، والتوسعة، والصلاة فيه، وغير ذلك من فضائل، لا يصح منها شيء، ولا حديث واحد، ولا يثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم فيه شيء غير أحاديث صيامه، وما عداها فباطل".

اور من گھڑت احادیث میں دس محرم کے دن سرمہ لگانے، آراستہ ہونے اور اس میں وسعت کرنے، اور اس میں نماز پڑھنے وغیرہ فضائل کی احادیث داخل ہیں، ان میں سے کوئی چیز بھی صحیح نہیں ہے، اور ایک حدیث بھی صحیح نہیں ہے، اور اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے سوائے روزے کی احادیث کے، اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ باطل ہے۔

نیز حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "المنار المنیف"[2] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وأما حديث الاكتحال والادهان والتطيب فمن وضع الكذابين، وقابلهم آخرون، فاتخذوه يوم تألم وحزن، والطائفتان

[1] المنار المنيف:ص:۱۱۱،رقم:۲۲۲،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ۱۳۹۰هـ.

[2] المنار المنيف:ص:۱۱۲،رقم:۲۲٤،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ۱۳۹۰هـ.

مبتدعتان خارجتان عن السنة، وأهل السنة يفعلون فيه ما أمر به النبي صلى الله عليه وسلم من الصوم، ويجتنبون ما أمر به الشيطان من البدع".

اور سرمہ، تیل اور خوشبو لگانے کے متعلق احادیث، یہ جھوٹے لوگوں کی گھڑی ہوئی ہیں، اور ان کے مقابلے میں دوسرے لوگ ہیں، جنھوں نے اس دن کو افسوس اور غم کا دن بنادیا ہے، اور یہ دونوں گروہ بدعتی ہیں سنت سے خارج ہیں، اور اہل سنت وہ روزہ رکھتے ہیں جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، اور بدعت کے ان کاموں سے بچتے ہیں جن کا شیطان حکم دیتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "الأسرار المرفوعة"[1] میں حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "فينبغي لمن يكتحل يوم عاشوراء أن يكون تبعا للحديث، لا لإظهار الفرح والحزن، كما هو طريق الخوارج المضادة للروافض، وقد اشتهر عن الرافضة في بلاد العجم من خراسان والعراق، بل في بلاد ما وراء النهر منكرات عظيمة، من لبس السواد، والدوران في البلاد، وجرح رؤوسهم وأبدانهم بأنواع من الجراحة، ويدعون أنهم محبو أهل البيت، وهم بريئون منهم".

چنانچہ جو شخص دس محرم کے دن سرمہ لگانا چاہے تو وہ حدیث کی اتباع کرتے ہوئے لگائے، خوشی اور غمی کا اظہار کرنے کے لئے نہیں، جیسے کہ خوارج کا طریقہ ہے جو کہ روافض کی ضد ہیں، اور عجم کے شہر خراسان اور عراق بلکہ ماوراء

---

[1] الأسرار المرفوعة: ص: ٤٧٥، ت: محمد الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦ هـ.

النہر کے شہروں میں رافضیوں کی بڑی بڑی منکرات مشہور ہیں، جیسے کالے کپڑے پہننا، شہروں میں چکر لگانا، اپنے سر اور بدن کو زخمی کرنے والی اشیاء سے زخمی کرنا، اور وہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ اہلِ بیت سے محبت کرنے والے ہیں، حالانکہ اہلِ بیت ان سے بری ہیں۔

نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "الأسرار المرفوعة"[۱] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وقد ذكر الحافظ جلال الدين السيوطي في جامعه الصغير بلفظ: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا، رواه البيهقي عن ابن عباس، وقد التزم أن لا يذكر في كتابه هذا حديثا موضوعا، فالحديث غير موضوع عنده، وغاية الأمر أنه ضعيف".

اور حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع صغیر" میں یہ روایت ان لفظوں سے ذکر کی ہے: جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی، اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہ اپنی کتاب میں من گھڑت روایت کو ذکر نہیں کریں گے، لہذا سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث من گھڑت نہیں ہے، اور زیادہ سے زیادہ یہ بات ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنوع"[۲] میں اس کے برعکس کلام کرتے ہوئے زیرِ بحث روایت کو من گھڑت قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو: "من اكتحل يوم عاشوراء بالإثمد لم ترمد عينه أبدا، موضوع، ابتدعه قتلة الحسين

[۱] الأسرار المرفوعة: ص: ۳۳۲، رقم: ٤٦٨، ت: محمد الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.
[۲] المصنوع: ص: ١٧٥، رقم: ٣١٣، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.

رضي الله عنه". جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی، یہ من گھڑت ہے، اسے حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں نے گھڑا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"یروی عن جویبر، متروك، عن الضحاك، عن ابن عباس، قال الحاکم: أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر". یہ جویبر متروک، عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے مروی ہے، حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۹۵ھ) کا کلام

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ "لطائف المعارف"[2] میں فرماتے ہیں:

"وكل ما روي في فضل الاكتحال في يوم عاشوراء والاختضاب والاغتسال فيه، فموضوع، لا يصح". اور دس محرم کے دن سرمہ لگانے، خضاب لگانے اور غسل کرنے کے بارے میں جو فضائل بھی منقول ہیں وہ سب من گھڑت ہیں، صحیح نہیں ہیں۔

---

[1] تلخيص الموضوعات: ص:۲۰۸،رقم:۵۰۵،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[2] لطائف المعارف:ص:۱۱۲،ت:ياسين محمد السواس،دار ابن كثير ـ دمشق،الطبعة الخامسة ۱٤۲۰هـ.

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۴ھ) کا قول

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ ''التوضیح''[1] میں لکھتے ہیں:

''تاسعها: ما ورد في صلاة ليلة عاشوراء ويوم عاشوراء، وفي فضل الكحل يوم عاشوراء، لا يصح، ومن ذلك حديث جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس رفعه: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا، وهو حديث وضعه قتلة الحسين''.

نویں تنبیہ: جو کچھ دس محرم کے دن اور رات کی نماز کے بارے میں وارد ہے، اور دس محرم کے دن سرمہ کی فضیلت وارد ہے، صحیح نہیں ہے، اور اسی میں سے حدیث جویبر، عن الضحاک، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً ہے: جس نے عاشوراء کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی، اور اس حدیث کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں نے گھڑا ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ''المقاصد الحسنة''[2] میں فرماتے ہیں:

''حديث: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم ترمد عينه أبدا، الحاكم والبيهقي في الثالث والعشرين من الشعب، والديلمي، من حديث جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس به مرفوعا، وقال الحاكم: إنه منكر، قلت: بل موضوع، أورده ابن الجوزي في الموضوعات من هذا الوجه...''.

---

[1] التوضيح بشرح الجامع الصحيح: ٥٤٤/١٣، ت: خالد محمود الرباط، دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[2] المقاصد الحسنة: ص: ٤٦٢، رقم: ١٠٨٣، ت: عبد الله محمد الصديق وعبد اللطيف حسن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

”جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی، اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ، اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب میں تئیسویں باب میں، اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے جویبر، عن الضحاک، عن ابن عباس کی سند سے مرفوعاً تخریج کیا ہے، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ منکر ہے، میں (حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بلکہ یہ من گھڑت ہے، اسی سند سے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اسے موضوعات میں لائے ہیں۔۔۔“۔

اسی سے ملتا جلتا کلام حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الأجوبة المرضية“[1] میں بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ”اللفظ المكرم بفضل عاشوراء المحرم“[2] میں فرماتے ہیں:

”وكان الغلاة من الناصبة قبحهم الله يكيدون الرافضة في مثل هذا اليوم بإظهار الفرح والسرور، ويحصل بينهم ما لا يعبر عنه من القتال والشرور، وكان يضع كل من الفريقين من الحديث ما ينصر به

---

[1] الأجوبة المرضية: ١/١٥٧، رقم: ٤١، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

”الاجوبۃ المرضیۃ“ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”رواه البيهقي في فضائل الأوقات له، عن الحاكم، بسنده إلى ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد ابدا. لكنه لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، لأن في إسناده جويبر بن سعيد، وقد قال الحاكم: أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر، قال: والاكتحال يوم عاشوراء لم يرو عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه أثر، وهو بدعة ابتدعها قتلة الحسين عليه السلام، انتهى. وقد ذكر ابن الجوزي هذا في موضوعاته، والله الموفق“.

[2] انظر مجموع فيه رسائل للحافظ ابن ناصر الدين: ص: ٩٨، ت: أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

مذهبه الخبيث، كحديث: من اغتسل يوم عاشوراء، ومن اكتحل، وأشباه ذلك".

اور ناصبیوں میں سے غالی، اللہ تعالی ان کا بُرا کرے، رافضیوں کو دھوکا دے کر اس جیسے دن میں خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اور ان کے درمیان وہ قتال اور شر حاصل ہوتا ہے جو بیان نہیں کیا جاسکتا، اور فریقین میں سے ہر ایک حدیث گھڑ کر اپنے خبیث مذہب کی مدد کرتا ہے، جیسے حدیث ہے: جس نے دس محرم کے دن غسل کیا، اور جس نے سرمہ لگایا، اور اس جیسی احادیث۔

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ) کا قول

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "عمدة القاري"[1] میں فرماتے ہیں:

"النوع السادس: ما ورد في صلاة ليلة عاشوراء ويوم عاشوراء، وفي فضل الكحل يوم عاشوراء، لا يصح، ومن ذلك حديث جويبر عن الضحاك، عن ابن عباس، رفعه: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا، وهو حديث موضوع، وضعه قتلة الحسين رضي الله تعالى عنه".

چھٹی قسم: جو کہ دس محرم کی رات اور دن کی نماز کے بارے میں وارد ہے، اور دس محرم کے دن سرمہ لگانے کی فضیلت کے متعلق ہے، یہ صحیح نہیں ہے، اور اسی بارے میں حدیث جویبر، عن الضحاک، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً ہے: جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی، یہ حدیث

---

[1] عمدة القاري: ١٦٧/١١، ت: عبد الله محمود محمد عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

من گھڑت ہے، اس کو حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں نے گھڑا ہے۔

نیز حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "عمدة القاري"[1] میں ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "وروى البيهقي في شعب الإيمان من حديث ابن

---

[1] عمدة القاري: ۲۲/۱۱، ت: عبد الله محمود محمد عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی "البناية شرح الهداية" کی عبارت ملاحظہ ہو:

"وقد ندب النبي صلى الله عليه وسلم إلى الاكتحال يوم عاشوراء، ش: لم يتعرض أكثر الشراح إلى ذكر حديث الاكتحال يوم عاشوراء، غير أن السروجي قال في شرحه: الندب إلى صوم عاشوراء قد صح، ولم يرد الندب إلى الاكتحال فيه في ما علمت من كتب الحديث، ثم قال: روى شمس الأئمة السرخسي رحمه الله عن ابن مسعود رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج يوم عاشوراء من بيت أم سلمة رضي الله عنها وعيناه مملوءتان كحلا، كحلته أم سلمة، انتهى.

قلت: روى البيهقي رضي الله عنه في شعب الإيمان من طريق جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا، ثم قال: إسناده ضعيف، فجويبر ضعيف، والضحاك لم يلق ابن عباس، ومن طريقه: روى ابن الجوزي في الموضوعات، ونقل عن الحاكم فيه حديثا موضوعا، وضعه قتلة الحسين رضي الله عنه انتهى.

وجويبر، قال فيه ابن معين: ليس بشيء، وقال أحمد: متروك، وأما الضحاك لم يلق ابن عباس، فروى ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا أبو داود، عن شعبة، عن عبد الملك بن ميسرة، قال: لم يلق الضحاك ابن عباس، إنما لقي سعيد بن جبير، فأخذ عنه التفسير، وروى ابن أبي شيبة أيضا عن أبي داود، عن شعبة، قال: أخبرني ناس، قال: سألت الضحاك: هل رأيت ابن عباس؟ قال: لا.

وروى ابن الجوزي في الموضوعات: من طريق ابن أبي الزناد، عن أبيه، عن الأعرج، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اكتحل يوم عاشوراء لم ترمد عينه تلك السنة كلها، وقال: وفي رجاله من ينسب إلى تفضيل [....] عليه في أحاديث الثقات.

وأما الحديث الذي رواه شمس الأئمة عن ابن مسعود الذي ذكرناه الآن، فما رأيت أحدا من أهل هذا الشأن ذكره عن ابن مسعود، وإنما الحديث رواه الحارث بن أبي أسامة، حدثنا سعيد بن زيد، عن عمرو بن خالد، عن محمد بن علي، عن أبيه، عن جده، عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ومن حديث ابن أبي ثابت، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: انتظرنا النبي صلى الله عليه وسلم أن يخرج في رمضان إلينا، فخرج من بيت أم سلمة، وقد كحلته، وملأت عينه كحلا، قال شيخنا زين الدين: هذا ليس بصريح في الكحل للصائم، إنما ذكر في رمضان فقط، ولعله كان في رمضان في الليل" (البناية شرح الهداية: ٦٩/٤، أيمن صالح شعبان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ).

عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا، قال البيهقي: إسناده ضعيف، وفيه: روى الضحاك عن ابن عباس، والضحاك لم يلق ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، وروى ابن الجوزي في كتاب فضائل الشهور من حديث أبي هريرة في حديث طويل فيه صيام عاشوراء والاكتحال فيه، قال ابن ناصر: هذا حديث حسن عزيز، رجاله ثقات وإسناده على شرط الصحيح، ورواه ابن الجوزي في الموضوعات، وقال شيخنا: والحق ما قاله ابن الجوزي، وأنه حديث موضوع".

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند ضعیف ہے، اور اس میں ضحاک ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کر رہا ہے جبکہ ضحاک کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات نہیں ہوئی، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کتاب فضائل شہور میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں روایت کیا ہے، جس میں دس محرم کے دن روزہ اور سرمہ لگانے کا ذکر ہے، ابن ناصر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث "حسن عزیز" ہے، اس کے رجال ثقہ ہیں، اور اس کی سند علی شرط الصحیح ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے موضوعات میں روایت کیا ہے، اور ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حق بات وہ ہے جو ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے، اور بے شک حدیث من گھڑت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”الدراية“[1] میں فرماتے ہیں:

”أما الاكتحال: فأخرجه البيهقي في الشعب في الثالث والعشرين منه من طريق جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس رفعه: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا، وهو إسناد واه، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات من هذا الوجه“.

سرمہ لگانا: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب میں تئیسویں باب میں جویبر، عن الضحاک، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے مرفوعاً تخریج کیا ہے: جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی، اور اس حدیث کی سند ”واہی“ ہے، اسی سند سے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اسے موضوعات میں لائے ہیں۔

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ ”الصواعق المحرقة“[2] میں فرماتے ہیں:

”وما قيل: إن من اكتحل يومه لم يرمد ذلك العام، ومن اغتسل لم يمرض كذلك، ومن وسع على عياله فيه وسع الله عليه سائر سنته، وأمثال ذلك مثل: فضل الصلاة فيه، وأنه فيه توبة آدم، واستواء السفينة على الجودي، وإنجاء إبراهيم من النار، وإفداء الذبيح بالكبش، ورد يوسف على يعقوب، فكل ذلك موضوع إلا حديث التوسعة على العيال، لكن في سنده من تكلم فيه.

[1] الدراية في تخريج أحاديث الهداية: ۲۸۰/۱، ت:عبد الله هاشم اليماني المدني، دار المعرفة ـ بيروت .

[2] الصواعق المحرقة: ۵۳٤/۲، ت:عبد الرحمن بن عبد الله التركي، دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھ۔

فصار هؤلاء لجهلهم يتخذونه موسما، وأولئك لرفضهم يتخذونه مأتما، وكلاهما مخطئ مخالف للسنة، كذا ذكر ذلك جميعه بعض الحفاظ، وقد صرح الحاكم بأن الاكتحال يومه بدعة مع روايته خبر: إن من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم ترمد عينه أبدا، لكنه قال: إنه منكر، ومن ثم أورده ابن الجوزي في الموضوعات من طريق الحاكم"۔

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ جو شخص اس دن سرمہ لگائے گا اس سال اس کی آنکھ نہیں دکھے گی، اور جو شخص غسل کرے گا وہ بیمار نہیں ہوگا، اور جو شخص اپنے عیال پر وسعت کرے گا اللہ تعالیٰ پورا سال اس پر وسعت فرمائیں گے، اور اس جیسی اشیاء، جیسے: اس دن میں نماز پڑھنا، اور اس دن حضرت آدم علیہ السلام کا توبہ کرنا، اور کشتی کا جودی پہاڑ پر ٹھہرنا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ سے نجات پانا، اور مینڈھے کا فدیہ کے طور پر ذبح ہونا، اور حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام پر واپس لوٹانا، یہ سب من گھڑت ہیں، سوائے عیال پر وسعت والی حدیث کے، لیکن اس کی سند میں ایسا راوی ہے جس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

سو یہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے اسے تہوار کے طور پر مناتے ہیں، اور وہ اپنے رفض کی وجہ سے اسے ماتم کے طور پر مناتے ہیں، اور یہ دونوں خطاء کرنے والے سنت کی مخالفت کرنے والے ہیں، اسی طرح یہ سب بعض حفاظ نے ذکر کیا ہے، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اس دن سرمہ لگانا بدعت ہے، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک خبر روایت کی ہے کہ جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی، لیکن انہوں نے اسے منکر

کہا ہے، اور اسی وجہ سے اس روایت کو ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے من گھڑت روایات میں لے کر آئے ہیں۔

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الآثار المرفوعة"[1] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ امام

---

[1] الآثار المرفوعة:ص:۹۷،ت:محمد السعيد بن بيسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "ومن الأحاديث الواردة في يوم عاشوراء، أحاديث فضل الاكتحال فيه: وهي لا تخلو من ضعف شديد، بل هي موضوعة، وأحاديث التوسعة على العيال: وقد حكم عليها ابن الجوزي وابن تيمية في منهاج السنة وغيرهما ممن حذى حذوهما بالوضع، وقد تعقب كثير من المحققين قولهم، وأثبتوا أنها حسنة، قابلة للاحتجاج والعمل بها، ومع ذلك فهو مجرب أيضا.

فأخرج الحاكم في مستدركه، ومن طريقه ابن الجوزي بسنده إلى جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس، مرفوعا: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا، قال الحاكم: أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر، انتهى، وفي ميزان الاعتدال: جويبر بن سعيد أبو القاسم الأزدي المفسر البلخي، صاحب الضحاك، قال ابن معين: ليس بشيء، وقال الجوزقاني: لا يشتغل به، وقال النسائي والدارقطني وغيرهما: متروك الحديث، قلت: له عن أنس شيء، روى عنه: حماد بن زيد، وابن المبارك، ويزيد بن هارون، وطائفة أبو مالك، عن جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس مرفوعا، قال: تجب الصلاة على الغلام إذا عقل، والصوم إذا أطاقه، ويروي عن جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس، حديث: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبد، قال أبو قدامة السرخسي: قال يحيى القطان: تساهلوا في أخذ التفسير عن القوم لا توثقوهم في الحديث، ثم ذكر ليث بن أبي سليم، وجويبر، والضحاك، ومحمد بن السائب، وقال: هؤلاء لا يحمد حديثهم، ويكتب التفسير عنهم، انتهى.

وأخرج البيهقي حديث الكحل من طريق الحاكم، وقال: سنده ضعيف بمرة، وكذلك رواه بشر بن حمدان بن بشر النيسابوري، عن عمه الحسين بن بشر، ولم أر ذلك في رواية غيره عن جويبر، وجويبر ضعيف، والضحاك لم يلق ابن عباس، انتهى.

وأخرجه ابن النجار في تاريخه من حديث أبي هريرة بلفظ: من اكتحل يوم عاشوراء بإثمد فيه مسك عوفي من الرمد، وفي سنده إسماعيل بن معمر، قال الذهبي في الميزان: ليس ثقة، انتهى، وقال ابن عراق في تنزيه الشريعة: وجاء في حديث سلمان رأيت بخط العلامة أبي الفتح المراغي، منسوبا إلى تخريج الحافظ السلفي، وفي سنده محمد بن عبد الرحمن ضعيف، وفي الجزء المسمى بالغنى عن الحافظ والكتاب بقولهم لم يصح شيء في هذا الباب [كذا في الأصل] للحافظ أبي حفص بن بدر الموصلي، ما نصه: الاكتحال يوم عاشوراء لم يرد فيه شيء عن النبي، وهو بدعة ابتدعها قتلة الحسين، انتهى، وفي بعض كتب الحنفية ما نصه: يكره الكحل يوم عاشوراء، لأن يزيد او ابن زياد اكتحل بدم الحسين، وقيل بالأثمد لتقر عينه بقتله الحسين، انتهى كلام ابن عراق.

حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

وفي الصواعق المحرقة في الرد على أهل البدع والزندقة لابن حجر المكي: اعلم أن ما أصيب به الحسين رضي الله عنه في يوم عاشوراء، إنما هو الشهادة الدالة على مزيد خطوبه ورفعته ودرجته عند الله، وإلحاقه بدرجات أهل بيته، فمن ذكر ذلك اليوم مصابه لم ينبغ أن يشتغل إلا بالاسترجاع، امتثالا للأمر وإحرازا لما رتبه تعالى عليه بقوله: "أولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة وأولئك هم المهتدون"، ولا يشتغل ذلك اليوم إلا بذلك، ونحوه من عظائم الطاعات: كالصوم وإياه ثم إياه أن يشتغل ببدع الرافضة، ونحوهم من الندب والنياحة والحزن، إذ ليس ذلك من أخلاق المؤمنين، وإلا لكان يوم وفاته أولى بذلك وأحرى، أو ببدع الناصبة المتعصبين على أهل البيت، أو الجهال المقابلين الفاسد بالفاسد، والبدعة بالبدعة، والشر بالشر، من إظهار غاية الفرح والسرور، واتخاذه عيدا وإظهار الزينة فيه: كالخضاب، والاكتحال، ولبس جديد الثياب، وتوسيع النفقات، وطبخ الأطعمة، والحبوب، الخارجة من العادات، واعتقادهم أن ذلك من السنة، والمعتاد والسنة ترك ذلك كله، فإنه لم يرد في ذلك شيء يعتمد عليه، ولا أثر صحيح يرجع إليه، وقد سئل بعض أئمة الحديث والفقه عن الكحل، والغسل، والحناء، وطبخ الحبوب، ولبس الجديد، وإظهار السرور يوم عاشوراء، فقال: لم يرد فيه حديث صحيح، ولا استحبه أحد من أئمة المسلمين، لا من الأربعة، ولا من غيرهم، ولم يرد في الكتب المعتمدة في ذلك صحيح ولا ضعيف، وما قيل: من أن من اكتحل يومه لم يرمد ذلك العام، ومن اغتسل لم يمرض كذلك، ومن وسع على عياله فيه وسع الله عليه سائر السنة، وأمثال ذلك: من فضل الصلاة فيه، وإنه كان فيه توبة آدم، واستواء السفينة على الجودي، وإنجاء إبراهيم من النار، وإفداء الذبيح من الكبش، ورد يوسف على يعقوب، فكل ذلك موضوع، إلا حديث التوسعة على العيال، لكن في سنده من تكلم فيه، فصار هؤلاء لجهلهم يتخذونه موسما، وأولئك لرفضهم يتخذونه مأتما، وكلاهما مخطئ مخالف للسنة، كذا ذكر جميعه بعض الحفاظ، وقد صرح الحاكم بأن الاكتحال يومه بدعة مع روايته خبر: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم ترمد عينه أبدا، لكنه قال: إنه منكر، ومن ثم أورده ابن الجوزي في الموضوعات من طريق الحاكم، ونقل المجد اللغوي، عن الحاكم، إن سائر الأحاديث في فضله غير الصوم، وفضل الصلاة فيه، والإنفاق، والخصاب، والادهان، والاكتحال، وطبخ الحبوب، كله موضوع ومفترى، وبذلك صرح ابن القيم أيضا فقال: حديث الاكتحال، والادهان، والتطيب يوم عاشوراء من وضع الكذابين، والكلام فيمن خص يوم عاشوراء بالكحل، انتهى كلام ابن حجر، هذا كله كان كلاما على أحاديث الكحل، ونحوه".

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[۱] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے لکھتے ہیں:

"قال الحاكم: منكر، قلت: بل موضوع كما قال ابن الجوزي، قال المذنب: وكذا قال الصغاني". حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ منکر ہے، میں کہتا ہوں: بلکہ من گھڑت ہے جیساکہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، (علامہ) پٹنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور اسی طرح صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ "رد المحتار"[۲] میں فرماتے ہیں:

"وحديث الاكتحال هو ما رواه البيهقي وضعفه: من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم ير رمدا أبدا، ورواه ابن الجوزي في الموضوعات: من اكتحل يوم عاشوراء لم ترمد عينه تلك السنة، فتح.

قلت: ومناسبة ذكر هذا هنا أن صاحب الهداية استدل على عدم كراهة الاكتحال للصائم، بأنه عليه الصلاة والسلام قد ندب إليه يوم عاشوراء وإلى الصوم فيه.

قال في النهر: وتعقبه ابن العز بأنه لم يصح عنه صلى الله عليه وسلم في يوم عاشوراء غير صومه، وإنما الروافض لما

---

[۱] تذكرة الموضوعات: ص:۱۱۸، إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۹هـ.

[۲] رد المحتار: ۳۹۸/۳، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب - الرياض، الطبعة ۱٤۲۳هـ.

ابتدعوا إقامة المأتم وإظهار الحزن يوم عاشوراء لكون الحسين قتل فيه، ابتدع جهلة أهل السنة إظهار السرور، واتخاذ الحبوب والأطعمة والاكتحال، ورووا أحاديث موضوعة في الاكتحال، وفي التوسعة فيه على العيال اهـ . وهو مردود بأن أحاديث الاكتحال فيه ضعيفة لا موضوعة، كيف وقد خرجها في الفتح ثم قال: فهذه عدة طرق، إن لم يحتج بواحد منها فالمجموع يحتج به لتعدد الطرق. وأما حديث التوسعة: فرواه الثقات، وقد أفرده ابن القرافي في جزء خرجه فيه اهـ ما في النهر.

وهو مأخوذ من الحواشي السعدية، لكنه زاد عليها ما ذكره في أحاديث الاكتحال، وما ذكره عن الفتح، وفيه نظر، فإنه في الفتح ذكر أحاديث الاكتحال للصائم من طرق متعددة، بعضها مقيد بعاشوراء، وهو ما قدمناه عنه، وبعضها مطلق، فمراده الاحتجاج بمجموع أحاديث الاكتحال للصائم، ولا يلزم منه الاحتجاج بحديث الاكتحال يوم عاشوراء.

كيف، وقد جزم بوضعه الحافظ السخاوي في المقاصد الحسنة، وتبعه غيره منهم مثلا: علي القاري في كتاب الموضوعات، ونقل السيوطي في الدرر المنتثرة عن الحاكم: أنه منكر، وقال الجراحي في كشف الخفاء ومزيل الإلباس: قال الحاكم أيضا: الاكتحال يوم عاشوراء لم يرد عن النبي صلى الله عليه وسلم فيه أثر، وهو بدعة، نعم حديث التوسعة ثابت صحيح، كما قال الحافظ السيوطي في الدرر“.

اور سرمہ لگانے کے متعلق حدیث کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کرکے اسے ضعیف قرار دیا ہے: جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے موضوعات میں روایت کیا ہے: جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس سال اس کی آنکھ نہیں دکھے گی، فتح۔

میں (علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اور اس مقام کی مناسبت سے صاحبِ ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے روزہ دار کے لئے سرمہ کے لگانے کے مکروہ نہ ہونے پر استدلال کیا ہے، اس لئے کہ آپ علیہ السلام نے اسے اس دن مندوب قرار دیا ہے، اور اس میں روزہ کو بھی مندوب قرار دیا ہے۔

"نہر" میں (ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا ہے: اور اس پر ابن عز رحمۃ اللہ علیہ نے تعاقب کیا ہے کہ دس محرم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روازہ کے علاوہ کوئی چیز بھی صحیح نہیں ہے، اور جب سے روافض نے دس محرم کے دن ماتم قائم کیا اور غم کا اظہار کیا حسین رضی اللہ عنہ کے اس دن میں شہید ہونے کی وجہ سے، تو اہل سنت کے جاہل لوگوں نے اظہار خوشی، دانے اور کھانے بنانے، سرمہ لگانے کی بدعت اختیار کرلی، اور سرمہ کے متعلق اور اس دن میں گھر والوں پر وسعت کے بارے میں من گھڑت روایات کو بیان کرنا شروع کردیا اھ۔ (ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ مردود ہے، اس لئے کہ سرمہ والی روایات ضعیف ہیں، من گھڑت نہیں ہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ان احادیث کو (علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے) "فتح" میں تخریج کیا ہے پھر فرمایا: یہ چند طرق ہیں، اگر ان میں سے کسی ایک سے احتجاج نہیں کرسکتے تو تعدد طرق کی وجہ سے مجموعہ سے احتجاج کیا جاسکتا ہے، (ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں) اور بہر حال وسعت والی حدیث: اسے ثقہ راویوں نے

روایت کیا ہے، اور ابن قرافی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل جزء میں اس کی تخریج کی ہے اھ مافی النہر۔

اور یہ (نہر کی عبارت) ماخوذ ہے "حواشی السعدیہ" سے، لیکن اس میں انہوں (یعنی ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ) نے مذکورہ سرمہ والی احادیث، نیز "فتح" سے ذکر کی گئی عبارت کا اضافہ کیا ہے، (علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور اس میں نظر ہے، اس لئے کہ "فتح" میں روازہ دار سے متعلق سرمہ والی احادیث متعدد طرق سے ذکر کی گئی ہے، جن میں بعض دس محرم کے ساتھ مقید ہیں، اور اس سے پہلے ہم اسے بیان کر چکے ہیں، اور بعض مطلق ہیں، سو ان کی مراد روزہ دار سے متعلق سرمہ والی احادیث کے مجموعہ سے احتجاج کرنا ہے، اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دس محرم کے دن سرمہ سے متعلق احادیث سے احتجاج ہو رہا ہے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مقاصد الحسنہ" میں ان کے من گھڑت ہونے پر جزم اختیار کیا ہے، اور اس کے علاوہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الموضوعات" میں ان کی اتباع کی ہے، اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "درر المنتثرہ" میں حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ منکر ہے، اور جراحی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء ومزیل الالباس" میں کہا ہے کہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دس محرم کے دن سرمہ لگانے سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اثر منقول نہیں ہے، یہ بدعت ہے، ہاں البتہ وسعت والی حدیث ثابت ہے صحیح ہے، جیسا کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "درر" میں کہا ہے۔

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المداوي"[1] میں یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"المصنف ملوم على إيراد هذا الحديث الموضوع في الكتاب الذي صانه عما انفرد به الوضاعون والكذابون كجويبر راوي هذا الحديث، وفي هذا الموضع كان يحق للشارح الانتقاد على المصنف فيكون مصيبا في كلامه، ولكن الله تعالى يصرفه عن الصواب".

مصنف (یعنی علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) اس من گھڑت روایت کو اپنی کتاب میں لانے کی وجہ سے ملامت کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنی اس کتاب کو محفوظ رکھا تھا اُن راویتوں سے جن میں وضاع اور کذاب متفرد ہوں، جیسے جویبر اس حدیث کا راوی ہے، اور اس موقع پر شارح (یعنی علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ) کا حق تھا کہ وہ مصنف پر تنقید کرتے، سو وہ اپنی تنقید میں بجا بھی ہوتے، لیکن اللہ تعالی نے اسے درستگی سے پھیر دیا۔

سند میں موجود راوی ابو القاسم جویبر بن سعید ازدی بلخی مفسر (المتوفی مابین ۱۴۰ – ۱۵۰ھ[2]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عبيدة، وجويبر، وابن سالم،

---

[1] المداوي:٦/٢٠٧،رقم:٨٥٠٦،دار الكتبي ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٩٩٦ء .

[2] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الصغير" میں جویبر بن سعید کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۴۰ اور ۱۵۰ھ کے درمیان ہوا ہے(التاريخ الصغير:٢/٥٤،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ).

وجابر الجعفي، قريب بعضهم من بعض، ويراهم يحيى ضعفاء"[1].
عبیدہ، جویبر، ابن سالم اور جابر جعفی، ان میں سے بعض بعض کے قریب ہیں، (حافظ عباس دوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ ان سب کو ضعیف سمجھتے تھے۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "جويبر ليس بشيء"[2]. جویبر "لیس بشیء" ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[3]، "التاريخ الصغير"[4] اور "الضعفاء الصغير"[5]. میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یحیی بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كنت أعرف جويبرا بحديثين، يعني ثم أخرج هذه الأحاديث بعد، فضعفه". میں جویبر کو دو حدیثوں سے پہچانتا ہوں، یعنی پھر اس کے بعد یحیی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن احادیث کی تخریج کی، (اور پھر انھوں نے) جویبر کی تضعیف کی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جويبر ما كان عن الضحاك فهو على ذاك أيسر، وما كان يسند عن النبي صلى الله عليه وسلم فهي منكرة"[6].
جویبر جو ضحاک سے نقل کرے اس کا معاملہ آسان ہے، اور جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرے تو وہ منکر ہے۔

---

[1] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٤٠٧/١،رقم: ٢٧٦٤،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .
[2] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٢٠٦/١،رقم:١٣٤٣،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .
[3] التاريخ الكبير: ٢٣٦/٢،رقم:٢٣٨٣،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ .
[4] التاريخ الصغير: ١٠٠/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ .
[5] الضعفاء الصغير:ص: ٣١،رقم:٥٨،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ .
[6] الجرح التعديل: ٥٤١/٢،رقم: ٢٢٤٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ .

حافظ یحیی قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تساهلوا في أخذ التفسير عن قوم، لا يوثقونهم في الحديث، ثم ذكر ليث بن أبي سليم وجويبر، والضحاك، ومحمد بن السائب، وقال: هؤلاء لا يحمد حديثهم، ويكتب التفسير عنهم"[1].

یہ لوگ تفسیر لینے کے معاملہ میں تساہل کرتے ہیں، حدیث کے معاملہ میں ان کی توثیق نہیں کرتے، پھر لیث بن ابی سلیم، جویبر، ضحاک اور محمد بن سائب کا ذکر کیا، اور فرمایا: یہ لوگ حدیث میں محمود نہیں ہیں، اور ان سے تفسیر لکھی جائے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[2] میں جویبر بن سعید، عبیدہ بن مُعتّب اور کلبی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "سمعت من حدثني عن ابن حنبل، أنه قال: لا يشتغل بحديثهم". میں نے اس شخص سے سنا جس نے مجھے ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے بتایا: وہ (احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ان کی حدیث میں مشغول نہ ہوں۔

علامہ عبد اللہ بن علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وسألته يعني أباه عن جويبر بن سعيد؟ فضعفه جدا، قال: وسمعت أبي، يقول: جويبر

---

[1] ميزان الاعتدال: ۳۹۱/۱، رقم: ۱۵۱۷، ت: محمد رضوان عرقسوسي، الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ۱٤۳۰ھـ.

[2] أحوال الرجال: ص: ٦٩، رقم: ٤٠، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوى، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١ھـ.

أكثر على الضحاك، روى عنه أشياء مناكير"[1]. میں نے اپنے والد علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے جویبر کے بارے میں پوچھا؟ تو انھوں نے جویبر کو شدید ضعیف قرار دیا، نیز میں نے اپنے والد کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جویبر ضحاک سے کثرت سے نقل کرتا ہے، یہ ضحاک سے منکر خبریں نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جویبر بلخی کو "ليس بالقوي" کہا ہے[2]۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ياسين بن معاذ، وعباد بن كثير، وجويبر، لا يحتج بحديثهم"[3]. یاسین بن معاذ، عباد بن کثیر اور جویبر، ان سب کی حدیث سے احتجاج نہ کیا جائے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي عن الضحاك أشياء مقلوبة"[4]. ضحاک سے مقلوب اشیاء روایت کرتا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي"[5] میں فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث".

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[6] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث".

---

[1] تاريخ بغداد:۱۸۱/۸،رقم:۳٦۹٥،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] الجرح التعديل:٥٤۱/۲،رقم:۲۲٤٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[3] سؤالات البرذعي:ص:٤۹٥،رقم:۱۰٥۷،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

[4] المجروحين: ۲۱۷/۱،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[5] الأسامي والكنى: ۷٥/۱،رقم:۲۳،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳٦هـ.

[6] الضعفاء والمتروكين:ص:۷۳،رقم:۱۰٦،ت:بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری جگہ پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة"[1].

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ "قبول الأخبار"[2] میں فرماتے ہیں: "جويبر ليس بشيء".

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "والضعف على حديثه ورواياته بين"[3]. اس کی حدیث اور اس کی روایات میں ضعف واضح ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكون"[4] میں جویبر کو "متروك" کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ جویبر کے بارے میں لکھتے ہیں: "أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر"[5]. میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جویبر کے متعلق "الكاشف"[6] میں "تركوه، ق"، "ديوان"[7] میں "متروك الحديث، ق"، "المقتنى"[8] میں "تالف"

---

[1] تهذيب الكمال: ۱۷۰/۵، رقم: ۹۸۵، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة- بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۵هـ.

[2] قبول الأخبار ومعرفة الرجال: ۱۹۱/۲، رقم: ۲۸۹، ت: أبي عمرو الحسيني بن عمر، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ۳٤۱/۲، رقم: ۳۲۹، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

[4] الضعفاء والمتروكون: ص: ۱۷۱، رقم: ۱٤۷، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف - الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[5] كتاب الموضوعات: ۲۰٤/۲، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية - المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[6] الكاشف: ۲۹۸/۱، رقم: ۸۲٦، ت: محمد عوامة و أحمد محمد نمر الخطيب، مؤسسة علوم القرآن - جدة.

[7] ديوان الضعفاء: ص: ٦۸، رقم: ۷۹۹، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثة - المكة المكرمة، الطبعة ۱۳۸۷هـ.

[8] المقتنى في سرد الكنى: ۵۲/۱، رقم: ۲۲، ت: محمد صالح عبد العزيز المراد، المجلس العلمي - المدينة المنورة، الطبعة ۱٤۰۸هـ.

اور "العلو"[1] میں "واہ" کہا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "الترجیح"[2] میں ایک روایت کے تحت جویبر بن سعید کو "متروك" قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "تقريب التهذيب"[3] میں "ضعيف جدا"، "العجاب"[4] میں "واہ" اور "الأمالي المطلقة"[5] میں "أحد المتروكين" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعه"[6] میں جویبر بن سعید کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "صاحب الضحاك، متروك، واتهمه ابن الجوزي، قلت: رأيت بخط الحافظ ابن حجر في فوائد متفرقة على ظهر تلخيص الموضوعات لابن درباس، ما نصه: جويبر والضحاك وإن كانا مجروحين، لم يتهما بكذب، والله أعلم".

یہ صاحبِ ضحاک ہے، متروک ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متہم کہا ہے، میں (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: میں نے ابن درباس رحمۃ اللہ علیہ کی

---

[1] العلو للعلي الغفار:ص:۱۱۳،رقم:۳۰۳،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٦ھ۔

[2] الترجيح لحديث صلاة التسبيح:ص:۳۵،ت:محمود سعيد ممدوح،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۹ھ۔

[3] تقريب التهذيب:ص:۱٤۳،رقم:۹۸۷، ت:محمد عوامه،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ۱٤۱۱ھ۔

[4] العجاب في بيان الأسباب: ۲۱۱/۱،ت:عبد الحكيم محمد الأنيس،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھ۔

[5] الأمالي المطلقة:ص: ٦۱،ت:حمدي بن عبد المجيد السلفي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱٦ھ۔

[6] تنزيه الشريعة: ٤٦/۱،رقم: ٤۱،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۱ھ۔

"تلخیص الموضوعات" کی پشت پر موجود حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کے متفرق فوائد میں دیکھا ہے، جس کی عبارت یہ ہے: جویبر اور ضحاک پر اگرچہ جرح کی گئی ہے، لیکن یہ دونوں جھوٹ بولنے میں متہم نہیں ہیں، واللہ اعلم۔

روایت بطریق جویبر بن سعید ازدی بلخی کا حکم

اس روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند سے من گھڑت قرار دیا ہے، اور قطع نظر کسی خاص سند کے اسے حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی من گھڑت کہا ہے، لہذا اس روایت کو اس سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق اسماعیل بن معمر

حافظ کمال الدین ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۶۰ھ) "بغیة الطلب"[1] میں اسماعیل بن معمر بصری کے ترجمہ میں تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أنبأنا الفقيه أبو الحسن علي بن المفضل بن عبد الله المقدسي، قال: أخبرنا أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن العثماني، قال: أخبرنا أبو بكر محمد بن عثمان بن عطاء بن أبي بكر بن خداداد النَّشَوِي الصوفي إجازة، قال: أخبرنا أبو محمد هبة الله بن أحمد بن عبد الله بن علي البغدادي، قال: أخبرنا القاضي الفقيه أبو

[1] بغية الطلب في تاريخ حلب: ص: ١٨٢٧، ت: سهيل زكار، دار الفكر ـ بيروت.

المظفر عبد الجليل بن عبد الجبار المروزي، قال: أخبرنا أبو عبد الله الحسين بن إبراهيم بن مند، قال: حدثنا محمد بن إبراهيم، قال: حدثنا عمر بن محمد، قال: حدثنا حفص بن عمر، قال: حدثنا سعيد بن عمرو، قال: حدثنا محمد بن عبد الله السلمي، قال: حدثنا إسماعيل بن معمر البصري بطرسوس، قال: حدثنا محمد بن القاسم الحبطي، قال: حدثنا محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اكتحل بكحل فيه مسك عاشوراء لم ترمد عينه سائر سنته".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دس محرم کے دن ایسا سرمہ لگایا جس میں مشک ملی ہوئی ہو تو پورا سال اس کی آنکھ نہیں دکھے گی۔

یہی روایت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[1] میں حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے ذکر کی ہے، اور دونوں سندیں سند میں موجود راوی اسماعیل بن معمر پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ "بغية الطلب"[2] میں روایت کو تخریج کرنے کے

---

[1] اللآلئ المصنوعة:۹٤/۲،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] بغية الطلب في تاريخ حلب:ص:۱۸۲۷،ت:سهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت.

بعد فرماتے ہیں: ”هذا حديث موضوع، وفي إسناده غير واحد من المجهولين“.
یہ حدیث من گھڑت ہے، اور اس کی سند میں ایک سے زیادہ مجہول راوی ہیں۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”اللآلئ المصنوعة“[1] میں روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”إسماعيل بن معمر، قال في الميزان: ليس بثقة، والله أعلم“. اس میں اسماعیل بن معمر ہے، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”میزان“ میں کہا ہے کہ ثقہ نہیں ہے، واللہ اعلم۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ”الفوائد المجموعة“[2] میں فرماتے ہیں:

”ورواه ابن النجار في تاريخه من حديث أبي هريرة، وفي إسناده: إسماعيل بن معمر بن قيس، قال في الميزان: ليس بثقة“. اور ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے، اور اس کی سند میں اسماعیل بن معمر بن قیس ہے، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”میزان“ میں کہا ہے کہ لیس بثقہ ہے۔

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ”الآثار المرفوعة“[3] میں فرماتے ہیں: ”وأخرجه

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ۹۴/۲، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] الفوائد المجموعة: ص: ۹۸، رقم: ۳٦، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱٦هـ.

[3] الآثار المرفوعة: ص: ۹۸، ت: محمد السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

ابن النجار في تاريخه من حديث أبي هريرة، بلفظ: من اكتحل يوم عاشوراء بإثمد، فيه مسك، عوفي من الرمد، وفي سنده إسماعيل بن معمر، قال الذهبي في الميزان: ليس ثقة، انتهى".

اور ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ان لفظوں سے تخریج کی ہے: جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا، جس میں مشک ملی ہوئی ہو، تو وہ آنکھ کے درد سے محفوظ ہو جائے گا، اور اس کی سند میں اسماعیل بن معمر ہے، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان" میں کہا ہے کہ ثقہ نہیں ہے، انتہی۔

سند میں موجود راوی اسماعیل بن معمر بن قیس بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں: "عن رجل، عن مجالد، ليس بثقة، والخبر ليس يصح". یہ رجل عن مجالد کی سند سے حدیث نقل کرتا ہے، یہ لیس بثقہ ہے، اور اس کی خبر صحیح نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[2] میں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[3] میں، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[5] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] ميزان الاعتدال: ٢٥١/١، رقم: ٩٥٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ١٧٧/٢، رقم: ١٢٤٨، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشار الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] اللآلئ المصنوعة: ٩٤/٢، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ١٥٧/٢، رقم: ٣٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبدالله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[5] الفوائد المجموعة: ص: ١٣٢، ت: رضوان جامع رضوان، نزار مصطفى الباز ـ الرياض.

کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں فرماتے ہیں: "عن رجل، عن مجالد، متهم". یہ رجل عن مجالد کی سند سے حدیث نقل کرتا ہے، یہ متہم ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی "ذيل ديوان الضعفاء"[2] میں لکھتے ہیں: "حدثنا [كذا في الأصل] محمد بن عبد الله، عن مجالد، متهم". یہ محمد بن عبد اللہ عن مجالد کی سند سے حدیث نقل کرتا ہے، یہ متہم ہے۔

روایت بطریق اسماعیل بن معمر کا حکم

زیرِ بحث روایت کو اس سند سے حافظ ابن عدیم رحمۃ اللہ علیہ نے من گھڑت کہا ہے، اور سند میں موجود راوی اسماعیل بن معمر کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "لیس بثقہ" قرار دیا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن

---

[1] المغني في الضعفاء: ١٣٣/١، رقم: ٧٢٣، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] ذيل ديوان الضعفاء: ص: ٢٤، رقم: ٧٠، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل بن معمر کی جس حدیث کی جانب اشارہ کیا ہے، اسے حافظ ابو القاسم تمام بن محمد نے "فوائد" میں ان الفاظ سے تخریج کیا ہے: "حدثنا أبو الحسن خيثمة بن سليمان إملاء، ثنا أحمد بن إبراهيم بن فيل البَالِسِي، ثنا إسماعيل بن معمر، ثنا محمد بن عبد الله الدَغْشِي وكان من أهل الكوفة، ثنا مجالد بن سعيد الهمداني، عن عامر، عن مسروق، عن عبد الله بن مسعود، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: القرآن كلام الله عز وجل، قال: سمعت الأعشى يقول: قال مجالد: قال عامر: قال مسروق: قال عبد الله: فمن قال غير ذا، فقد كفر بالله" (الفوائد: ١٣٢/١، رقم: ٣٠٢، ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ).

یہی روایت حافظ ابن بطہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الإبانة" میں اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ بغداد" میں تخریج کی ہے، تمام سندیں اس اسماعیل بن معمر پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

(الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية: ٢٤٠/٥، رقم: ١٧، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ).

(تاريخ بغداد: ٣٧٨/١، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ).

عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، چنانچہ اس سند سے بھی اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

③ روایت بطریق ابوطالب عُشَارِی

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"فمن الأحاديث التي وضعوا: حدثنا أبو الفضل محمد بن ناصر من لفظه وكتابه مرتين، قال: أنبأنا أحمد بن الحسين بن قريش، أنبأنا أبو طالب محمد بن علي بن الفتح العُشَارِي، وقرأت على أبي القاسم الحريري، عن أبي طالب العُشَارِي، حدثنا أبو بكر أحمد بن منصور البرسري [كذا في الأصل، والصحيح: النُوْشَرِي] ، حدثنا أبو بكر أحمد بن سلمان النجاد، حدثنا إبراهيم الحربي، حدثنا سريح [كذا في الأصل، والصحيح: سريج] بن النعمان، حدثنا ابن أبي الزناد، عن أبيه، عن الأعرج، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عز وجل افترض على بني إسرائيل صوم يوم في السنة يوم عاشوراء، وهو اليوم العاشر من المحرم .... ومن اكتحل يوم عاشوراء لم ترمد عينيه تلك السنة كلها... ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل پر سال میں ایک روزہ عاشورہ کے دن فرض کیا تھا، اور

---

[1] الموضوعات: ۱۹۹/۲ ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية۔المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

وہ (عاشورہ) دس محرم کا دن ہے،۔۔۔ اور جس نے دس محرم کے دن سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ پورا سال نہیں دکھے گی۔۔۔"۔

یہی روایت حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "التوسعة على العيال"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت بطریق ابو طالب عُشَارِی کا حکم

زیرِ بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ[2]، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ[3]، حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ[4]، اور حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ[5] نے ابو طالب عُشَارِی کے طریق سے من گھڑت قرار دیا ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ[6]، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ[7]، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ[8]، اور علامہ عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے[9]، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ[10] نے

---

[1] التوسعة على العيال:رقم:٨،مخطوط من الشاملة .

[2] الموضوعات:٢٠١/٢،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[3] ميزان الاعتدال:٦٥٦/٣،رقم:٧٩٧٩،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[4] مجموع فتاوى:٥١٣/٤،ت:عبد الرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة،الطبعة ١٤٢٥هـ.

[5] انظر مجموع فيه رسائل للحافظ ابن ناصر الدين: ص:١٠٠،ت:أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[6] التوسعة على العيال:رقم:٨،مخطوط من الشاملة .

[7] اللآلئ المصنوعة:٩٣/٢،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة دار الكتب العليمة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[8] تنزيه الشريعة:١٥١/٢،رقم:١٧،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[9] الآثار المرفوعة:ص:٩٧،ت:أبو هاجر محمد السعيد بن بيسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[10] لسان الميزان:٣٧٧/٧،رقم:٧٢١١،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ[1] فرماتے ہیں: یقینی بات ہے کہ اس متن کی اسناد گھڑی ہوئی ہے۔

الحاصل اس روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

اہم نوٹ: روایت بطریق ابو طالب عُشَارِی کے بارے میں تفصیلی طور پر ائمہ کے اقوال ''عاشورہ'' کی ایک دوسری من گھڑت حدیث کے تحت آرہے ہیں، اس لئے اس مقام پر خلاف معمول ان اقوال کو اختصار سے نقل کر دیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ما قبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت کو مختلف سندوں سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدیم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے من گھڑت قرار دیا ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور قطع نظر کسی خاص سند کے اسے حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی

---

[1] المقاصد الحسنة:ص:٤٦٢، رقم:١٠٨٣،ت:عبد الله محمد الصديق وعبد اللطيف حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

من گھڑت کہا ہے، لہذا اسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ درج ذیل روایت کی تحقیق آگے آرہی ہے:

روایت: ”جس میں عاشورہ (دس محرم) کو مختلف انبیاء علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حواء علیہا السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسی علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت داوٗد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسی علیہ السلام اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پیش آنے والے بڑے بڑے واقعات کا ذکر ہے، نیز عاشوراء کے دن مختلف اعمال جیسے: غسل، سرمہ، یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنا، مریض کی عیادت کرنا، افطار پر بڑے بڑے اجر و ثواب کا ذکر ہے“۔
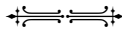
روایت نمبر ⑩

روایت: جس میں عاشورہ (دس محرم) کو مختلف انبیاء علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام حضرت حواء علیہا السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آنے والے بڑے بڑے واقعات کا ذکر ہے، نیز عاشورہ کے دن مختلف اعمال جیسے: غسل، سرمہ، یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنا، مریض کی عیادت کرنا، افطار پر بڑے بڑے اجر و ثواب کا ذکر ہے۔

حکم: باطل، من گھڑت

یہ روایت چار طرق سے منقول ہے:

① روایت بطریق حبیب بن ابی حبیب خَرَطِی ② روایت بطریق موسی بن عبد الرحمن ③ روایت بطریق ابو الصباح عبد الغفور ④ روایت بطریق ابو طالب عُشَارِی۔

① روایت بطریق حبیب بن ابی حبیب

یہ روایت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تنبیہ الغافلین“[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

”قال الفقيه أبو الليث السمرقندي رحمه الله تعالى: حدثنا

---

[1] تنبيه الغافلين: ص: ۳۳۱، رقم: ٤٧٥، ت: يوسف علي بدوي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ.

الحاكم أبو الحسن علي بن الحسين السَرْدَرِي، حدثنا أبو جعفر أحمد بن حاتم، حدثنا يعقوب بن جندب، عن حامد بن آدم، عن حبيب بن محمد، عن أبيه، عن إبراهيم الصائغ، عن ميمون بن مهران، عن عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صام يوم عاشوراء من المحرم أعطاه الله تعالى ثواب عشرة آلاف ملك،[ومئة شهيد]، ومن صام يوم عاشوراء من المحرم أعطي ثواب عشرة آلاف حاج ومعتمر، وعشرة آلاف شهيد، ومن مسح يده على رأس يتيم يوم عاشوراء رفع الله تعالى له بكل شعرة درجة، ومن فطر مؤمنا ليلة عاشوراء فكأنما أفطر عنده جميع أمة محمد عليه الصلاة والسلام، وأشبع بطونهم.

قالوا: يا رسول الله! لقد فضل الله يوم عاشوراء على سائر الأيام؟ قال: نعم، خلق الله تعالى السموات والأرضين يوم عاشوراء، وخلق الجبال يوم عاشوراء، وخلق النجوم يوم عاشوراء، وخلق اللوح والقلم يوم عاشوراء، وخلق آدم يوم عاشوراء، وخلق حواء يوم عاشوراء، وخلق الجنة وأدخله الجنة يوم عاشوراء، وولد إبراهيم يوم عاشوراء، ونجاه الله من النار يوم عاشوراء، وقد أمر بالذبح يوم عاشوراء، وفدى ولده من الذبح يوم عاشوراء، وأغرق فرعون يوم عاشوراء، وكشف البلاء عن أيوب يوم عاشوراء، وتاب الله على آدم يوم عاشوراء، وغفر ذنب داود يوم عاشوراء، ورد ملك سليمان يوم عاشوراء، وولد عيسى في يوم عاشوراء، ورفع الله عيسى في يوم

عاشوراء، وولد النبي صلى الله عليه وسلم في يوم عاشوراء، ويوم القيامة في يوم عاشوراء".

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے یوم عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھا اسے دس ہزار فرشتوں [اور سو شہیدوں کی عبادت] کے برابر ثواب ملے گا، جس نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اسے دس ہزار حج و عمرہ اور دس ہزار شہیدوں کے برابر ثواب عطا ہو گا، جس نے یوم عاشورہ کو کسی یتیم بچے کے سر پر محبت و شفقت سے ہاتھ پھیرا سر کے ہر بال کے عوض اللہ اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا، جس نے یوم عاشورہ کی شام کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا اور اسے کھانا کھلایا اس نے گویا پوری امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ افطار کرایا، اور اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یوم عاشورہ (دس محرم) کو تمام دنوں پر فضیلت حاصل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے تو عاشورہ کا دن تھا، عاشورہ کے دن پہاڑ پیدا کئے، عاشورہ کے دن ستارے پیدا کئے، لوح و قلم عاشورہ کے دن بنائے، حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام عاشورہ کے روز پیدا کئے گئے، اور جنت کو عاشورہ کے دن پیدا کر کے انہیں جنت میں عاشورہ کے روز داخل کیا گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام عاشورہ کے دن پیدا ہوئے، عاشورہ کے دن اللہ نے انہیں آگ سے نجات دلائی، انہیں بیٹے کی قربانی کا حکم عاشورہ کے روز دیا گیا، بیٹے کے بدلے قربان کرنے کے لئے دنبہ عاشورہ کے دن نازل کیا گیا، عاشورہ کے روز فرعون دریائے نیل میں غرق ہوا، حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش (بیماری) عاشورہ کو ختم ہوئی، عاشورہ کے

دن اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی، حضرت داوٗد علیہ السلام کی لغزش عاشورہ کے روز معاف ہوئی، عاشورہ کے روز حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت ملی، حضرت عیسی علیہ السلام عاشورہ کے دن پیدا ہوئے، عاشورہ کے روز ہی حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی عاشورہ کے روز ہوئی اور قیامت بھی عاشورہ کے دن ہی واقع ہوگی۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "المجروحین"[1] میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل الأوقات"[2] میں، حافظ عبد بن احمد المعروف ابن سماک ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے "فوائد"[3] میں، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "أربع مجالس"[4] میں اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[5] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی حبیب بن ابی حبیب خَرَطِی پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ: "تنبیہ الغافلین، فضائل الاوقات، الجزء من فوائد حدیث ابی ذر، اربع مجالس للخطیب اور موضوعات لابن الجوزی" کی اسناد میں حبیب اور ابراہیم

---

[1] المجروحين: ٢٦٥/١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] فضائل الأوقات:ص:٤٣٩،رقم:٢٣٧،ت:عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي،مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[3] الجزء من فوائد حديث أبي ذر الهروي: ٧١/١،رقم:٨،ت:أبي الحسن سمير بن حسين،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] أربع مجالس للخطيب البغدادي: ٤٥/١،مخطوط من الشاملة .

[5] الموضوعات:ص:٤٤٩،رقم:١١٤١،دار ابن حزم ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

صائغ کے درمیان حبیب کے والد کا اضافہ ہے، جبکہ "مجروحین" کی ایک سند اور "کتاب الموضوعات" میں یہ اضافہ موجود نہیں ہے۔

نیز "تنبیہ الغافلین" میں روایت کے الفاظ "من صام یوم عاشوراء کتب اللہ لہ بھا عبادۃ ستین سنۃ" نہیں ہیں، بلکہ یہ الفاظ "فضائل الاوقات، الجزء من فوائد حدیث ابی ذر، اربع مجالس للخطیب اور موضوعات لابن الجوزی" میں ہیں، البتہ "مجروحین" میں "ستین کے بجائے سبعین" کے الفاظ ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "ومنهما من يدخل بين حبيب وبين إبراهيم أباه". بعض لوگوں نے حبیب اور ابراہیم کے درمیان حبیب کے والد کا اضافہ کیا ہے۔

اس کے بعد متصلاً حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ حبیب بن ابی حبیب کی ایک دوسری روایت لاکر فرماتے ہیں: "هذا كله باطل، لا أصل له". یہ سب باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الحفاظ"[2] میں اسے نقل کر کے لکھا ہے: "وحبيب هذا يضع الحديث". یہ حبیب حدیث گھڑتا تھا۔

---

[1] المجروحين: ١/٢٦٦، ت:محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] تذكرة الحفاظ: ص: ٣٣٧، رقم: ٨٥١ ت: حمدي عبد المجيد، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "فضائل الأوقات"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث منكر، وإسناده ضعيف بمرة، وأنا أبرأ إلى الله من عهدته، وفي متنه ما لا يستقيم، وهو ما روي فيه من خلق السماوات والأرضين والجبال، كلها في يوم عاشوراء، والله تعالى يقول: "الله الذي خلق السموات والأرض في ستة أيام ثم استوى على العرش"، ومن المحال أن تكون السنة كلها في يوم عاشوراء، فدل ذلك على ضعف هذا الخبر، والله أعلم".

یہ حدیث منکر ہے، اور اس کی سند ضعیف بمرہ ہے، اور میں اس کے ذمہ سے اللہ کے یہاں بری ہونے کا اعلان کرتا ہوں، اور اس کے متن میں وہ کچھ ہے جو مستقیم نہیں ہے، اور وہ یہ ہے کہ زمین وآسمان اور پہاڑ تمام کے تمام عاشورہ کے دن پیدا کئے گئے ہیں، حالانکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمان اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا، پھر عرش پر قائم ہوا، اور یہ ناممکن بات ہے کہ تمام سال عاشورہ کے دن میں ہو، یہ چیز اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتی ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] فضائل الأوقات: ص: ٤٤٢، رقم: ٢٣٧، ت: عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي، مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[۱] میں تخریج روایت کے بعد لکھتے ہیں: "هذا حديث موضوع بلا شك، قال أحمد بن حنبل: كان حبيب بن [أبي] حبيب يكذب، وقال ابن عدي: كان يضع الحديث، وفي الرواة من يدخل بين حبيب وبين إبراهيم أباه، وقال أبو حاتم بن حبان: هذا حديث باطل، لا أصل له، قال: وكان حبيب من أهل مرو، يضع الحديث على الثقات، لا يحل كتب حديثه إلا على سبيل القدح فيه".

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حدیث من گھڑت ہے، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حبیب بن ابی حبیب جھوٹ بولتا ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث گھڑتا تھا[۲]، بعض راویوں نے حبیب اور ابراہیم کے درمیان ان کے والد کا اضافہ کیا ہے، اور ابو حاتم ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور مزید فرماتے ہیں: حبیب مرو کا رہنے والا تھا، ثقات پر حدیث گھڑتا تھا، اس کی روایت کو اس پر جرح کے علاوہ لکھنا حلال نہیں ہے۔

---

[۱] الموضوعات:ص:٤٤٩،رقم:١١٤١،دار ابن حزم ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[۲] امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول تلاش کے باوجود نہیں مل سکا، اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی "الکامل" میں نہیں ملا، البتہ حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول "الکامل" میں ایک دوسرے راوی ابو محمد حبیب بن رزیق حنفی مصری، کاتبِ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "حبيب بن أبي حبيب، وهو حبيب بن رزيق الحنفي، مصري، يكنى أبا محمد، كاتب مالك بن أنس، يضع الحديث"(الكامل:٣٢٤/٣،رقم:٥٣١،ت:عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت).

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص الموضوعات"[۱] میں، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[۲] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[۳] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "مجموع الفتاوی"[۴] میں لکھتے ہیں:

"وروو‌ا فضائل في صلاة يوم عاشوراء، ورووا أن في يوم عاشوراء توبة آدم، واستواء السفينة على الجودي، ورد يوسف على يعقوب، وإنجاء إبراهيم من النار، وفداء الذبيح بالكبش، ونحو ذلك، ورووا في حديث موضوع مكذوب على النبي صلى الله عليه وسلم أنه من وسع على أهله يوم عاشوراء وسع الله عليه سائر السنة، ورواية هذا كله عن النبي صلى الله عليه وسلم كذب".

اور وہ روایت کرتے ہیں یوم عاشوراء کی نماز کے فضائل، اور وہ نقل کرتے ہیں کہ یوم عاشورہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کی، نیز کشتی عاشورہ کو جودی پہاڑ پر ٹھہری، اور یعقوب علیہ السلام کے پاس یوسف علیہ السلام کی واپسی، اور ابراہیم علیہ السلام کی آگ سے

---

[۱] تلخيص الموضوعات:ص:۲۰۷،رقم:۵۰۳،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[۲] اللآلئ المصنوعة:۹۲/۲،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة دار الكتب العليمة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[۳] تنزيه الشريعة:۱٤٩/۲،رقم:١٦،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[۴] مجموع فتاوى:۳۰۰/۲۵،ت:عبد الرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة، الطبعة ١٤٢٥هـ.

خلاصی، اور اسمعیل علیہ السلام کی جگہ مینڈھے کی قربانی، اور اس طرح کی دوسری باتیں، اور ایک جھوٹی من گھڑت روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں پر خرچ کرنے میں وسعت کی اللہ اس پر سارا سال وسعت کرتا ہے، ان تمام چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرنا جھوٹ ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "جامع الآثار"[1] میں فرماتے ہیں:

"وقيل: ولد يوم عاشوراء، والخبر به موضوع جاء والله أعلم من فعل حبيب بن أبي حبيب الخَرْطَطِي المروزي، ورواه عن إبراهيم الصائغ، عن ميمون بن مهران، عن ابن عباس مرفوعا".

اور کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس محرم کے دن پیدا ہوئے، اور یہ خبر من گھڑت ہے، یہ خبر حبیب بن ابی حبیب خَرْطَطِی مروزی کی طرف سے آئی ہے، واللہ اعلم، اور اس نے اسے عن ابراہیم عن الصائغ، عن میمون بن مہران، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "المنار المنيف"[2] میں اس روایت کے

[1] جامع الآثار في السير و مولد المختار: ٤٩٥/٢،ت:أبو يعقوب نشأت كمال،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
[2] المنار المنيف:ص:٤٧،رقم:٤٤،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.

بارے میں فرماتے ہیں: "وهذا باطل، يرويه حبيب بن أبي حبيب عن إبراهيم الصائغ، عن ميمون بن مهران، عن ابن عباس، وحبيب كان يضع الأحاديث". یہ باطل ہے، اسے حبیب بن ابی حبیب نے عن ابراہیم، عن میمون بن مہران، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے، اور یہ حبیب احادیث گھڑتا تھا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسرار المرفوعة"[1] میں اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللؤلؤ المرصوع"[2] میں حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[3] میں حبیب بن ابی حبیب کے ترجمہ میں زیر بحث روایت کے بارے میں کہا ہے: "وذكر حديثا طويلا موضوعا". اور اس نے ایک لمبی من گھڑت حدیث ذکر کی ہے۔

اس کے بعد اختصار کے ساتھ حدیث ذکر کرکے فرمایا ہے: "فانظر إلى هذا الإفك!"[4]. اس جھوٹ کو دیکھو۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزیادات"[5] میں اسے بطریق ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نقل

---

[1] الأسرار المرفوعة: ٤٢٠، ت: محمد الصباغ، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٣٩١هـ.

[2] اللؤلؤ المرصوع: ١٨٦، رقم: ٥٧٧، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٤٥١/١ رقم: ١٦٩٣، ت: علي محمد البجاوي دار المعرفة ـ بيروت.

[4] ميزان الاعتدال: ٤٥٢/١ رقم: ١٦٩٣، ت: علي محمد البجاوي دار المعرفة ـ بيروت.

[5] الزيادات على الموضوعات: ٤٧٠/١، رقم: ٥٧٠، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”حبيب بن أبي حبيب كان يضع الحديث“. حبیب بن ابی حبیب حدیث گھڑتا تھا۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تذكرة الموضوعات“[1] میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ”الفوائد المجموعة“[2] میں اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں: ”ذكره في اللآلئ مطولا عن ابن عباس مرفوعا، وهو موضوع“. اسے سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لآلئ میں ایک لمبی حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ذکر کیا ہے، اور یہ من گھڑت ہے۔

علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ ”أسنى المطالب“[3] میں زیر بحث روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: ”باطل، وهذا يرويه حبيب بن أبي حبيب، قال الهيثمي: متروك، كذاب“. یہ باطل ہے، اور اسے حبیب بن ابی حبیب نے روایت کیا ہے، ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ متروک، کذاب ہے۔

---

[1] تذكرة الموضوعات:ص:١١٨،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[2] الفوائدالجموعة:٩٦/١،رقم:٣٣،ت:عبدالرحمن بن يحيي المعلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

[3] أسنى المطالب:ص:٢٧٣،رقم:١٤١٦،ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

علامہ عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الآثار المرفوعة"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد عاشورہ کے دن چند ثابت شدہ امور کو نقل کیا، پھر فرماتے ہیں:

"وأما هذه الأحاديث الطوال التي ذكر فيها كثير من الوقائع العظيمة الماضية والمستقبلة أنها في يوم عاشوراء، فلا أصل لها، وإن ذكرها كثير من أرباب السلوك والتاريخ في تواليفهم، ومنهم: الفقيه أبو الليث ذكر في تنبيه الغافلين حديثا طويلا في ذلك، وكذا ذكر في بستانه، فلا تغتر بذكر هؤلاء، فإن العبرة في هذا الباب لنقد الرجال، لا لمجرد ذكر الرجال".

بہر حال وہ لمبی حدیث جس میں گزشتہ اور آئندہ زمانے میں دس محرم کے متعلق بڑے بڑے واقعات مذکور ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے، اگرچہ بہت سے ارباب تصوف و تاریخ نے اپنی تالیفات میں اسے ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے "تنبیہ الغافلین" میں اس بارے میں ایک لمبی حدیث ذکر کی ہے، اور اسی طرح "بستان" میں بھی مذکور ہے، اِن کے ذکر کرنے سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، اس لئے کہ اس باب میں اعتبار نقد رجال کا ہوتا ہے، محض رجال کے ذکر کا اعتبار نہیں ہوتا۔

---

[1] الآثار المرفوعة: ص: ۹۵، ت: أبو هاجر محمد السعيد بن بيسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

سند میں موجود راوی حبیب بن ابی حبیب (ویقال حبیب بن حبیب) خَرَ ططِی مروزی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث على الثقات، لا تحل كتابة حديثه ولا الرواية عنه، إلا على سبيل القدح فيه". یہ ثقہ لوگوں پر حدیثیں گھڑتا تھا، اس کی حدیث کو لکھنا اور اس سے روایت کرنا اس پر جرح کے علاوہ حلال نہیں ہے۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأنساب"[2] میں، حافظ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[3] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تقريب"[4] میں اور حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے "مغاني الأخيار"[5] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[6] میں فرماتے ہیں: "حدث بمرو عن إبراهيم الصايغ، وأبي حمزة السكري بأحاديث موضوعة". اس نے مرو مقام پر ابراہیم صائغ اور ابو حمزہ سکری کے انتساب سے من گھڑت احادیث بیان کی ہیں۔

---

[1] المجروحين: ٢٦٥/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] الأنساب: ٩٠/٥، رقم: ١٣٦٣، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند، الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ.

[3] الكشف الحثيث: ص: ٨٩، رقم: ٢٠٧، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[4] تقريب التهذيب: ص: ١٥٠، رقم: ١٠٨٨، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[5] مغاني الأخيار: ٥١١/٣، رقم: ٩٩، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[6] المدخل إلى الصحيح: ص: ١٣١، رقم: ٤٤، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[۱] اور "المسند المستخرج"[۲] میں فرماتے ہیں: "حدث عن إبراهيم الصائغ، وأبي حمزة السكري أحاديث موضوعة، لا شيء". یہ ابراہیم صائغ اور ابو حمزہ سکری کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے، یہ لا شیء ہے۔

حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي الموضوعات"[۳]. یہ من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[۴] میں حبیب کو "كذاب" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[۵] میں حبیب بن ابی حبیب کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرمایا ہے: "كان يضع الحديث". یہ حدیث گھڑتا ہے۔

روایت بطریق حبیب بن ابی حبیب کا حکم

زیر بحث روایت کے بارے میں سابقہ ذکر کردہ ائمہ کے اقوال اجمالاً ملاحظہ ہوں:

---

[۱] الضعفاء لأبي نعيم: ۷۵، رقم: ۵۳، ت: فاروق حماده، مطبعة النجاح الجديده.

[۲] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ۶۳/۱، رقم: ۵٤، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[۳] إكمال تهذيب الكمال: ۶۳۶/۳، رقم: ۱۱۵۱، ت: عادل محمد وأسامة بن إبراهيم، الفاروق الحديثة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[۴] المغني في الضعفاء: ۲۲۰/۱، رقم: ۱۲۸۵، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[۵] تنزيه الشريعة: ٤۷/۱، رقم: ۱۰، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

"باطل، لا اصل ہے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)۔

"یہ حدیث منکر ہے، اور اس کی سند ضعیف بمرہ ہے" (امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ)۔

"من گھڑت ہے" (حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نیز حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے)۔

"باطل ہے" (حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نیز علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے)۔

"بہر حال وہ لمبی حدیث جس میں گزشتہ اور آئندہ زمانے میں دس محرم کے متعلق بڑے بڑے واقعات مذکور ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے" (علامہ عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل اس روایت کو اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

② روایت بطریق موسی بن عبد الرحمن

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیہ الشریعۃ"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"قلت: ورأيت بخط العلامة شرف الدين أبي الفتح المَرَاغِي،

---

[1] تنزيه الشريعة:١٤٩/٢،رقم:١٦،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

أن الحافظ أبا طاهر السِلَفِي قال: أنبأنا الشيخ أبو الحسين المبارك بن عبد الجبار بن أحمد الصيرفي، أنبأنا أبو الحسين أحمد بن محمد بن أحمد بن يعقوب بن قفر جلد الكاتب، حدثنا أبو بكر محمد بن إسماعيل بن العباس الوراق، حدثني علي بن محمد بن حمد الفقيه، حدثنا بكر بن سهل الدمياطي، حدثنا عبد الغني بن سعيد الثقفي، حدثنا موسى بن عبد الرحمن الصنعاني، عن ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس.

قال: وحدثنا موسى بن عبد الرحمن، عن مقاتل بن سليمان، عن الضحاك بن مزاحم، عن ابن عباس، قال: يوم عاشوراء يوم جعل الله فيه خيرا كثيرا، فيه تاب الله على آدم، وفيه رفع إدريس إلى السماء، وفيه أهبط نوح من السفينة، وفيه اتخذ الله إبراهيم خليلا، وفيه بشرت سارة بإسحاق، وفيه رد الله بصر يعقوب عليه، وفيه جمع الله بين يوسف ويعقوب، وفيه تاب الله على داود، وفيه رد الله على سليمان ملكه، وفيه كشف الله عن أيوب البلاء.

وفيه أخرج الله يونس من بطن الحوت، وفيه قطع موسى البحر، وفيه أغرق الله فرعون وقومه، وفيه رفع عيسى بن مريم إلى السماء، وفيه دخل النبي المدينة، فرأى اليهود تصوم فقال ما هذا اليوم؟ قالوا: يوم كان يصومه موسى، فقال: موسى أخي، وأنا أحق بموسى منكم، فقال لأصحابه: من أكل فليمسك، ومن لم يكن أكل فليصم، فإني

صائم، قال ابن عباس: وهو يوم العاشر من المحرم، فمن أراد أن يصيبه، فليصم التاسع والعاشر والحادي عشر، فإنه يصيبه“.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عاشورہ کے دن اللہ تعالی نے بہت خیر رکھی ہے، اسی دن میں آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، اور اسی دن میں ادریس علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا، اور اسی دن میں نوح علیہ السلام کو کشتی سے اتارا، اور اسی دن میں ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، اور اسی دن میں سارہ علیہا السلام کو اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت ملی، اور اسی دن میں اللہ نے یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹائی، اور اسی دن میں اللہ نے یوسف علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کو ملایا، اور اسی دن میں اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی، اور اسی دن میں اللہ تعالی نے سلیمان علیہ السلام کو سلطنت عطا فرمائی، اور اسی دن میں اللہ تعالی نے ایوب علیہ السلام سے مصیبت دور کی۔

اور اسی دن میں اللہ تعالی نے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات عطا فرمائی، اور اسی دن میں موسی علیہ السلام نے سمندر کو پار کیا، اور اسی دن میں اللہ تعالی نے فرعون اور اس کی قوم کو پانی میں غرق کیا، اور اسی دن میں عیسی بن مریم علیہما السلام کو آسمانوں پر اٹھایا، اور اسی دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو روزہ رکھے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کون سا دن ہے؟ یہودیوں نے کہا: اس دن موسی علیہ السلام روزہ رکھا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسی علیہ السلام میرے بھائی ہیں، اور میں تم لوگوں سے موسی علیہ السلام کا زیادہ حق دار ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: جس نے کچھ کھایا لیا ہے وہ کھانے سے رک جائے، اور جس نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھ لے، میں بھی روزہ سے ہوں، ابن

عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ ماہ محرم کا دسواں دن تھا، جو اسے پانا چاہے وہ نویں، دسویں اور گیارہویں کا روزہ رکھے وہ اسے پالے گا۔

روایت پر علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعة"[1] میں زیر بحث اور ایک دوسری روایت (جو ابو الصباح کے طریق میں آگے آرہی ہے) ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والحديثان لا يصحان، في الأول موسى بن عبد الرحمن، وفي الثاني ابن الصباح، وضاعان، والله أعلم". یہ دونوں حدیثیں صحیح نہیں ہیں، پہلی (یعنی زیر بحث) حدیث میں موسی بن عبد الرحمن ہے، اور دوسری حدیث میں ابن صباح ہے، یہ دونوں حدیث گھڑنے والے ہیں، واللہ اعلم۔

سند میں موجود راوی ابو محمد موسی بن عبد الرحمن ثقفی صنعانی مفسر کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[2] میں لکھتے ہیں: "دجال، يضع الحديث، روى عنه عبد الغني بن سعيد الثقفي، وضع على ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس كتابا في التفسير، جمعه من كلام الكلبي ومقاتل بن سليمان، وألزقه بابن جريج عن عطاء، عن ابن

---

[1] تنزيه الشريعة:۱۵۰/۲،رقم:۱٦،ت:عبدالوهاب عبداللطيف وعبد الله محمد الصديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] المجروحين:۲٤۲/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دارالمعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲هـ.

عباس، ولم يحدث به ابن عباس، ولا عطاء سمعه، ولا ابن جريج سمع من عطاء، وإنما سمع ابن جريج من عطاء الخراساني، عن ابن عباس في التفسير أحرفا شبيها بجزء، وعطاء الخراساني لم يسمع من ابن عباس شيئا ولا رواه، لا تحل الرواية عن هذا الشيخ، ولا النظر في كتابه، إلا على سبيل الاعتبار".

دجال ہے، حدیث گھڑتا ہے، اس سے عبد الغنی بن سعید ثقفی روایت کرتا ہے، اس نے ابن جریج پر عن عطاء، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے تفسیر میں ایک کتاب گھڑی ہے، اس میں کلبی اور مقاتل بن سلیمان کے کلام کو جمع کیا ہے، اور اسے عن عطاء، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے ابن جریج پر چسپاں کر دیا ہے، جبکہ اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان نہیں کیا، اور عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں سنا، اور نہ ہی ابن جریج نے عطاء سے سنا ہے، بلکہ ابن جریج نے عطاء خراسانی، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے تفسیر میں چند حروف ایک جزء کے مشابہ سنے ہیں، اور عطاء خراسانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہ کچھ سنا ہے اور نہ ہی کچھ روایت کیا ہے، اس شیخ سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، اور نہ ہی اس کی کتاب کو دیکھنا حلال ہے سوائے اعتبار کے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ديوان الضعفاء"[1] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "موافقة الخبر الخبر"[2] حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام

[1] ديوان الضعفاء:ص:٤٠٢،رقم:٤٢٩١،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثية ـ المكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[2] موافقة الخبر الخبر:٥٨/١،ت:حمدي السلفي وصبحي السيد جاسم السامرائي مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

پر اعتماد کیا ہے۔

نیز علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تنزیه الشریعة"[1] میں موسی بن عبدالرحمن کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث".

اس کے بعد حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ان کی چند احادیث نقل کرکے فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث بواطيل"[3]. اور یہ باطل حدیثیں ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الكبرى"[4] میں ایک روایت کے تحت موسی بن عبدالرحمن کو "ضعيف جدا" کہا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[5] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وموسى هذا منكر الحديث عن الثقات، وهو أبو محمد المفسر". اور یہ موسی ثقات کے انتساب سے منکر الحدیث ہے، اور یہ ابو محمد مفسر ہے۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ١٢٠/١، رقم:٣٨٦، ت:عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] الكامل: ٦٦/٨، رقم: ١٨٣١، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الكامل: ٦٧/٨، رقم: ١٨٣١، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] السنن الكبرى للبيهقي: ٦٢/٧، رقم: ١٣٢٧٢، ت:محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[5] ذخيرة الحفاظ: ص: ١٩٧٠، رقم: ٤٥٢٨، ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "مجموع الفتاوی"[1] میں فرماتے ہیں: "وموسى بن عبد الرحمن هذا من الكذابين". اور یہ موسی بن عبد الرحمن جھوٹوں میں سے ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المهذب في اختصار السنن"[2] میں ایک روایت کے تحت موسی بن عبد الرحمن کو "واه" کہا ہے، اور "المغني"[3] میں "هالك" قرار دیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[4] میں فرماتے ہیں: "ليس بثقة".

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[5] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت کے تحت موسی بن عبد الرحمن کو "التلخيص الحبير"[6] میں "متروك" اور "العجاب"[7] میں "كذاب" کہا ہے۔

---

[1] مجموع الفتاوی: ١/٢٥٩، ت: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، مجمع الملك فهد - المدينة، الطبعة ١٤٢٥هـ.
[2] المهذب في اختصار السنن الكبير: ص: ٢٥٩٨، رقم: ١٠٦٠٩، ت: أبي تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[3] المغني في الضعفاء: ٢/٣٣٤، رقم: ٦٥٠٦، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي - قطر.
[4] ميزان الاعتدال: ٤/٢١١، رقم: ٨٨٩١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة - بيروت.
[5] الكشف الحثيث: ص: ٢٦٣، رقم: ٧٩٤، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
[6] تلخيص الحبير: ١/٢٤٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
[7] العجاب في بيان الأسباب: ٢/٧٥٥، ت: عبد الحكيم محمد الأنيس، دار ابن الجوزي - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

روایت بطریق موسیٰ بن عبد الرحمن کا حکم

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "لا یصح" کہا ہے، نیز سند میں موجود راوی موسیٰ بن عبد الرحمن کے بارے میں درج ذیل ائمہ نے شدید جرح کے اقوال نقل کئے ہیں، ملاحظہ ہوں:

"دجال ہے، حدیث گھڑتا ہے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)۔

"شدید ضعیف ہے" (امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ)۔

"یہ جھوٹوں میں سے ہے" (حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ)۔

"واہ، ہالک، لیس بثقہ" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

"متروک ہے، کذاب ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل اسے اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

③ روایت بطریق ابو الصباح عبد الغفور

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الكبير"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا علي بن عبد العزيز، ثنا معلى بن مهدي الموصلي، ثنا عثمان بن مطر الشيباني، عن عبد الغفور يعني ابن سعيد، عن عبد

[1] المعجم الكبير:٦٩/٦،رقم:٥٥٣٨،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

العزيز، عن أبيه قال عثمان: وكانت لأبيه صحبة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رجب شهر عظيم، يضاعف الله فيه الحسنات، فمن صام يوما من رجب، فكأنما صام سنة، ومن صام منه سبعة أيام، غلقت عنه سبعة أبواب جهنم، ومن صام منه ثمانية أيام، فتحت له ثمانية أبواب الجنة، ومن صام منه عشرة أيام، لم يسأل الله شيئا إلا أعطاه إياه، ومن صام منه خمسة عشر يوما نادى مناد في السماء قد غفر لك ما مضى، فاستأنف العمل، ومن زاد، زاده الله عز وجل.

وفي رجب حمل الله نوحا في السفينة، فصام رجب وأمر من معه أن يصوموا، فجرت بهم السفينة ستة أشهر، آخر ذلك يوم عاشوراء، أهبط على الجودي، فصام نوح، ومن معه، والوحش، شكرا لله عز وجل، وفي يوم عاشوراء أفلق الله البحر لبني إسرائيل، وفي يوم عاشوراء تاب الله عز وجل على آدم صلى الله عليه وسلم، وعلى مدينة يونس، وفيه ولد إبراهيم صلى الله عليه وسلم".

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رجب بڑا عظیم مہینہ ہے، اللہ تعالی اس مہینہ میں نیکیوں کو دگنا کر دیتے ہیں، جس نے ایک دن رجب کا روزہ رکھا گویا کہ اس نے سال بھر روزہ رکھا، اور جس نے رجب میں سات دن روزہ رکھا اس کے لئے جہنم کے سات دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور جس نے رجب کے آٹھ روزے رکھے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں، اور جس نے رجب کے دس روزے رکھے اللہ سے جو کچھ مانگتا ہے اس کو عطا کیا جاتا ہے، اور

جس نے پندرہ دن روزے رکھے اس کے لئے آسمان سے ایک ندا لگائی جاتی ہے کہ تیرے سارے پچھلے گناہ معاف ہو گئے، اب دوبارہ عمل کرنا شروع کرو، اور جو زیادہ کرے گا اللہ کے یہاں اس کے لئے زیادتی ہو گی۔

اور رجب کے مہینہ میں اللہ نے نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار کیا تو نوح علیہ السلام نے روزہ رکھا، اور اپنے ساتھیوں کو روزہ کا حکم دیا، کشتی نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو لیکر چھ مہینہ تک چلی، یوم عاشورہ کو نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو جودی (پہاڑ کی چوٹی) پر اتارا، تو اس پر نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں اور جانوروں نے شکرانے کے طور پر اللہ کے لئے روزہ رکھا، اور عاشورہ کے دن اللہ نے بنی اسرائیل کے لئے سمندر کو شق کیا، اور عاشورہ کے دن اللہ نے آدم علیہ السلام اور یونس صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ قبول فرمائی، اور عاشورہ کے دن ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإیمان"[1] اور "فضائل الأوقات"[2] میں اور علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "أمالي"[3] میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

اسی طرح یہ روایت امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

[1] شعب الإيمان:۳۳۶/۵،رقم:۳۵۲۰،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[2] فضائل الأوقات:ص:۹۲،رقم:۹،ت:عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي،مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ۱٤۱۰هـ.

[3] الأمالي للشجري:۱۲۷/۲،رقم:۱۸۳۹،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

"تاریخ "[1] میں، حافظ ابو محمد حسن بن محمد خلال رحمۃ اللہ علیہ نے "فضل شھر رجب "[2] میں، حافظ ابو القاسم قوام السنہ اسماعیل بن محمد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الترغیب والترھیب "[3] میں، اور قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "جزء في فضل رجب "[4] میں، نیز اسے علامہ عبد الکریم قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "التدوین "[5] میں تخریج کیا ہے۔

نیز اسے حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإنابة "[6] میں ابو موسی رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الغرائب الملتقطة "[7] میں ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ذکر کیا ہے، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ روایت "تنزیہ الشریعہ "[8] میں سنداً تحریر کی ہے۔

تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو الصباح عبد الغفور پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

---

[1] تاريخ الطبري: ١٩٠/١، ت: محمد أبو الفضل إبراهيم، دار المعارف ـ مصر، الطبعة الثانية ١٣٨٧هـ.

[2] فضل شهر رجب: ص: ٦٥، رقم: ١١، ت: أبو يوسف عبد الرحمن بن يوسف، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] الترغيب والترهيب لقوام السنة: ٣٩٢/٢، رقم: ١٨٤٩، ت: أيمن بن صالح بن شعبان دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[4] جزء في فضل رجب لابن عساكر: تحت كتاب أداء ماوجب لابن دحية الكلبي: ص: ٣٠٤، رقم: ٢، ت: جمال عزون.

[5] التدوين في أخبار قزوين: ٤٣٩/٣، ت: عزيز الله العطاردي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

[6] الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة: ٣٣/٢، رقم: ٦٨٥، ت: عزت المرسي وإبراهيم إسماعيل القاضي، مكتبة الرشد ـ الرياض.

[7] الغرائب الملتقطة: ٨٨٨/١، رقم: ٩٢٦، مخطوط من الشاملة.

[8] تنزيه الشريعة: ١٥٠/٢، رقم: ١٦، ت: عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت مذکورہ کتب میں الفاظ کی کچھ تبدیلی اور کمی بیشی کے ساتھ مذکور ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "رواه الطبراني في الكبير، وفيه عبد الغفور، وهو متروك".
طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "معجم الکبیر" میں روایت کیا ہے، اور اس میں عبد الغفور ہے، اور یہ متروک ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تبيين العجب"[2] میں یہ روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رويناه في فضائل الأوقات للبيهقي، وفضائل رجب لعبد العزيز الكتاني، وفي الترغيب والترهيب لأبي القاسم التيمي من طريق عثمان بن مطر، عن عبد الغفور، عن عبد العزيز بن سعيد، عن أبيه، أن النبي صلى الله عليه وسلم، وعثمان بن مطر كذبه ابن حبان، وأجمع الأئمة على ضعفه".

---

[1] مجمع الزوائد:١٨٨/٣،دار الكتاب العربي ـ بيروت .

[2] تبيين العجب:ص:٢٩،ت:أبو أسماء إبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

ہمیں یہ روایت بیان کی گئی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی "فضائل الاوقات" میں، عبد العزیز کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی "فضائل رجب" میں، اور ابو القاسم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کی "ترغیب والترہیب" میں عثمان بن مطر، عن عبد الغفور، عن عبد العزیز بن سعید، عن ابیہ کے طریق سے، اور عثمان بن مطر کو ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹا کہا ہے، اور ائمہ نے اس کے ضعف پر اجماع کیا ہے۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ بقیہ بن ولید نے "تنزيه الشريعة"[1] میں اور ابو خیثمہ نے "فضل شهر رجب"[2] میں عثمان بن مطر کی متابعت کی ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[3] میں یہ روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والحديثان لا يصحان، في الأول موسى بن عبد الرحمن، وفي الثاني ابن الصباح، وضاعان، والله أعلم". یہ دونوں حدیثیں صحیح نہیں ہیں پہلی حدیث (جو گزر چکی ہے) میں موسی بن عبد الرحمن ہے، اور دوسری حدیث (یعنی زیر بحث روایت) میں ابن صباح ہے، یہ دونوں حدیث گھڑنے والے ہیں، واللہ اعلم۔

---

[1] تنزيه الشريعة:۱۵۰/۲،رقم:۱٦،ت:عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] فضل شهر رجب:ص:٦٥،رقم:١١،ت:أبو يوسف عبد الرحمن بن يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

[3] تنزيه الشريعة:۱۵۰/۲،رقم:۱٦،ت:عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

ابو الصباح عبد الغفور بن عبد العزیز بن سعید واسطی (المتوفی مابین ۱۷۰ – ۱۸۰ھ[1]) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[2] میں فرماتے ہیں: "تركوه، منكر الحديث". اسے محدثین نے ترک کر دیا ہے، یہ منکر الحدیث ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الصغير"[3] میں فرماتے ہیں: "سكتوا عنه".

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ "الكنى"[4] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث".

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الغفور کو "ليس حديثه بشيء" کہا ہے[5]۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[6] میں فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث".

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ، عبد الغفور ابو الصباح کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

[1] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں ابو الصباح عبد الغفور واسطی کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۷۰ اور ۱۸۰ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير:۱۷۳/۲، ت:محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ).

[2] التاريخ الكبير:٣٩٤/٥، رقم:١٩٤٨، ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[3] التاريخ الصغير:١٨٦/٢، ت:محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] الكنى والأسماء:٤٤٧/١، رقم:١٦٩٧، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، إحياء التراث الإسلامي ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[5] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:٣٤٠/١، رقم:٢٢٩٩، ت:عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[6] الجرح والتعديل:٥٥/٦، رقم:٢٩٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢ هـ.

"واهي الحديث"[1].

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يضع الحديث على الثقات، على كعب وغيره، لا يحل كتابة حديثه ولا الذكر عنه إلا على جهة التعجب". یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ لوگوں پر حدیثیں گھڑتے ہیں، جیسے کعب وغیرہ، اس کی روایت کو لکھنا اور ذکر کرنا حلال نہیں ہے سوائے تعجب کے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[3] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

نیز علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تنزيه الشريعة"[4] میں عبد الغفور کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي"[5] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث".

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[6] میں فرماتے ہیں: "متروك

---

[1] سؤالات البرذعي: ص: ١٦٣، رقم: ٢٤٩، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[2] المجروحين: ١٤٨/٢، ت: محمود إبراهيم زايد دار المعرفة ـ بيروت.

[3] الكشف الحثيث: ص: ١٧١، رقم: ٤٥٣، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ٨١/١، رقم: ١٨٦، ت: عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[5] الأسامي والكنى: ٣١٥/٤، رقم: ٣٤٦٨، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[6] الضعفاء والمتروكين: ١٦٧، رقم: ٤١٠، ت: بوران الضناوي، كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٥هـ.

الحديث".

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ "قبول الأخبار"[1] میں فرماتے ہیں: "ليس حديثه بشيء".

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[2] میں فرماتے ہیں: "وعبد الغفور هذا، الضعف على حديثه ورواياته بين، وهو منكر الحديث". اس عبد الغفور کی حدیث اور روایات میں ضعف واضح ہے، اور وہ خود منکر الحدیث ہے۔

حافظ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ "الأحكام الوسطى"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "في إسناده إسماعيل بن أبي أمية الكوفي، عن عثمان بن مطر، عن عبد الغفور بن عبد العزيز الواسطي، وكلهم ضعفاء". اس کی سند میں اسماعیل بن ابی امیہ کوفی ہے، جو عثمان بن مطر عن عبد الغفور بن عبد العزیز واسطی کے طریق سے روایت کرتا ہے، اور یہ سب ضعیف ہیں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[4] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "متروك الحديث".

---

[1] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:۳۰۰/۲،رقم:٦٧٦،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:۲۲/۷،الرقم:١٤٨١،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الأحكام الوسطى:۱۹٦/۳،ت:حمدي السلفي وصبحي السامرائي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة ١٤١٦هـ.

[4] ذخيرة الحفاظ:۲۱٦۳/٤،رقم:٥٠٢٥،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "رمي بالوضع". اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا گیا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنير"[2] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وعبد الغفور هذا تركوه، ونسب إلى الوضع". اس عبد الغفور کو محدثین نے متروک قرار دیا ہے، اور اسے حدیث گھڑنے کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التلخيص الحبير"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "متروك، ومتهم أيضا". متروک ہے، اور متہم بھی ہے۔

روایت بطریق ابو الصباح عبد الغفور کا حکم

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "لا يصح" کہا ہے، نیز سند میں موجود راوی ابو الصباح عبد الغفور کے بارے میں درج ذیل ائمہ نے شدید جرح کے اقوال نقل کئے ہیں، ملاحظہ ہوں:

"اسے محدثین نے ترک کر دیا ہے، یہ منکر الحدیث ہے" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)۔

"متروک الحدیث ہے" (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

---

[1] تلخيص الموضوعات: ص: ۲۱۱، رقم: ۵۱۹، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[2] البدر المنير: ۷۱۷/٦، ت: ابو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۵هـ.

[3] تلخيص الحبير: ۱۱۹/۳، ت: عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

"لیس حدیثہ بشیء" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ)۔

"واہی الحدیث ہے" (حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ)۔

"یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ لوگوں پر حدیثیں گھڑتے ہیں" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے کلام پر علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے)۔

"اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا گیا ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

"محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے، اور اسے حدیث گھڑنے کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے" (حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ)۔

"متروک ہے، اور متہم بھی ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل اسے اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

④ روایت بطریق ابو طالب عُشَارِی

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"فمن الأحاديث التي وضعوا: حدثنا أبو الفضل محمد بن ناصر من لفظه وكتابه مرتين، قال: أنبأنا أحمد بن الحسين بن قريش أنبأنا أبو طالب محمد بن علي بن الفتح العُشَارِي، وقرأت على أبي

[1] كتاب الموضوعات:۱۹۹/۲،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

القاسم الحريري، عن أبي طالب العُشَارِي، حدثنا أبو بكر أحمد بن منصور البرسري [كذا في الأصل، والصحيح: النُوْشَرِي] ، حدثنا أبو بكر أحمد بن سلمان النجاد، حدثنا إبراهيم الحربي، حدثنا سريح [كذا في الأصل، والصحيح: سريج] بن النعمان، حدثنا ابن أبي الزناد، عن أبيه، عن الأعرج، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عز وجل افترض على بني إسرائيل صوم يوم في السنة يوم عاشوراء، وهو اليوم العاشر من المحرم، فصوموه، ووسعوا على أهليكم فيه، فإنه من وسع على أهله من ماله يوم عاشوراء وسع عليه سائر سنته، فصوموه، فإنه اليوم الذي تاب الله فيه على آدم، وهو اليوم الذي رفع الله فيه إدريس مكانا عليا، وهو اليوم الذي نجى فيه إبراهيم من النار، وهو اليوم الذي أخرج فيه نوحا من السفينة، وهو اليوم الذي أنزل الله فيه التوراة على موسى.

وفيه فدى الله إسماعيل من الذبح، وهو اليوم الذي أخرج الله يوسف من السجن، وهو اليوم الذي رد الله على يعقوب بصره، وهو اليوم الذي كشف الله فيه عن أيوب البلاء، وهو اليوم الذي أخرج الله فيه يونس من بطن الحوت، وهو اليوم الذي فلق الله فيه البحر لبني إسرائيل، وهو اليوم الذي غفر الله لمحمد ذنبه ما تقدم وما تأخر، وفي هذا اليوم عبر موسى البحر، وفي هذا اليوم أنزل الله تعالى التوبة على قوم يونس، فمن صام هذا اليوم كانت له كفارة أربعين سنة، وأول يوم خلق الله من الدنيا يوم عاشوراء،

وأول مطر نزل من السماء يوم عاشوراء، وأول رحمة نزلت يوم عاشوراء، فمن صام يوم عاشوراء، فكأنما صام الدهر كله، وهو صوم الأنبياء، ومن أحيا ليلة عاشوراء، فكأنما عبد الله تعالى مثل عبادة أهل السموات السبع، ومن صلى أربع ركعات يقرأ في كل ركعة الحمد مرة، وخمسين مرة قل هو الله أحد، غفر الله خمسين عاما ماض وخمسين عاما مستقبل، وبنى له في الملأ الأعلى ألف ألف منبر من نور، ومن سقى شربة من ماء فكأنما لم يعص الله طرفة عين، ومن أشبع أهل بيت مساكين يوم عاشوراء مر على الصراط كالبرق الخاطف، ومن تصدق بصدقة يوم عاشوراء، فكأنما لم يرد سائلا قط.

ومن اغتسل يوم عاشوراء لم يمرض مرضا إلا مرض الموت، ومن اكتحل يوم عاشوراء لم ترمد عينيه تلك السنة كلها، ومن أمر يده على رأس يتيم فكأنما بر يتامى ولد آدم كلهم، ومن صام يوم عاشوراء أعطي ثواب عشرة ألف ملك، ومن صام يوم عاشوراء أعطي ثواب ألف حاج ومعتمر، ومن صام يوم عاشوراء أعطي ثواب ألف شهيد، ومن صام يوم عاشوراء كتب له أجر سبع سموات، وفيه خلق الله السموات والأرضين، والجبال والبحار، وخلق العرش يوم عاشوراء، وخلق القلم يوم عاشوراء، وخلق اللوح يوم عاشوراء، وخلق جبريل يوم عاشوراء، ورفع عيسى يوم عاشوراء، وأعطى سليمان الملك يوم عاشوراء، ويوم القيامة يوم عاشوراء، ومن عاد مريضا يوم عاشوراء

فكأنما عاد مرضى ولد آدم كلهم“.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے بنی اسرئیل پر سال میں ایک روزہ عاشورہ کے دن فرض کیا تھا، اور وہ (عاشورہ) دس محرم کا دن ہے، آپ بھی روزہ رکھو، اور اس دن اپنے اہل وعیال پر وسعت کرو، اس لئے کہ دس محرم کے دن جو شخص اپنے اہل وعیال پر اپنے مال میں سے وسعت کرے گا تو اس پر پورا سال وسعت کر دی جائے گی، سو اس دن روزہ رکھو، اس لئے کہ اس دن اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی، اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام کی طرف اٹھا لیا تھا، اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات عطا فرمائی، اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی سے اتارا گیا، اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔

اور اسی دن میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ذبح کے لئے دنبہ دیا گیا، اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل سے نجات دی، اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بینائی واپس عطا کی، اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش ختم فرمائی، اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات عطا فرمائی، اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے بنی اسرئیل کے لئے سمندر کو چاک کیا، اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے، اور اسی دن حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے دریا کو عبور کیا، اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ قبول کی۔

جس نے اس دن روزہ رکھا تو وہ اس کے لئے چالیس سال کا کفارہ ہو جائے گا، اور دنیا کے سب سے پہلے دن اللہ تعالیٰ نے دس محرم کے دن کو پیدا کیا ہے، اور آسمان سے سب سے پہلی بارش دس محرم کے دن برسی، اور سب سے پہلی رحمت دس محرم کے دن نازل ہوئی، جس نے دس محرم کا روزہ رکھا گویا کہ اس نے زندگی بھر روزہ رکھا، اور یہ انبیاء علیہم السلام کا روزہ ہے، اور جو شخص دس محرم کی رات جاگتا رہا گویا کہ اس نے سات آسمان والوں کی عبادت کی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، اور جس نے چار رکعات اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک دفعہ، اور "قل ہو اللہ احد" پچاس مرتبہ پڑھی، تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ پچاس سال اور آئندہ پچاس سال کے گناہ معاف فرمادیں گے، اور اس کے لئے ملأ اعلیٰ میں دس لاکھ منبر نور کے بنائیں گے، اور جس نے کسی کو پانی پلایا گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی پلک جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی، اور جس نے دس محرم کے دن مسکین گھرانے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تو وہ پل صراط سے بجلی کی چمک کی طرح گزر جائے گا، اور جس نے دس محرم کے دن صدقہ کیا گویا کہ اس نے سوالی کو کبھی خالی نہیں لوٹایا۔

اور جس نے دس محرم کے دن غسل کیا تو وہ موت کے علاوہ کسی مرض میں مبتلاء نہیں ہوگا، اور جس نے دس محرم کے دن سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ پورا سال نہیں دکھے گی، اور جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا گویا کہ اس نے اولادِ آدم علیہ السلام کے تمام یتیموں کے ساتھ نیکی کی، اور جس نے دس محرم کا روزہ رکھا اسے دس ہزار فرشتوں کے برابر ثواب دیا جائے گا، اور جس نے دس محرم کا روزہ رکھا اسے

ہزار حج وعمرہ کرنے والوں کا ثواب دیا جائے گا، اور جس نے دس محرم کا روزہ رکھا اسے ہزار شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا، اور جس نے دس محرم کا روزہ رکھا اس کے لئے سات آسمانوں کا اجر لکھا جائے گا، اور اسی دن اللہ تعالی نے آسمان وزمین، پہاڑ وسمندر بنائے، اور دس محرم کے دن اللہ تعالی نے عرش کو پیدا کیا، اور دس محرم کے دن قلم کو بنایا، اور دس محرم کے دن لوح کو پیدا کیا، اور جبرائیل علیہ السلام کو دس محرم کے دن پیدا کیا، اور حضرت عیسی علیہ السلام کو دس محرم کے دن اٹھایا، اور دس محرم کے دن سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت عطا کی، اور قیامت دس محرم کے دن ہوگی، اور جس شخص نے دس محرم کے دن کسی مریض کی عیادت کی گویا کہ اس نے تمام اولاد آدم علیہ السلام کے مریضوں کی عیادت کی۔

یہی روایت حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "التوسعة على العيال"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث لا يشك عاقل في وضعه، ولقد أبدع من وضعه وكشف القناع، ولم يستحيي، وأتى فيه المستحيل، وهو قوله: وأول

---

[1] التوسعة على العيال: رقم: ۸، مخطوط من الشاملة .

[2] الموضوعات: ۲۰۱/۲، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

يوم خلق الله يوم عاشوراء، وهذا تغفيل من واضعه، لأنه إنما يسمى يوم عاشوراء، إذا سبقه تسعة.

وقال: فيه خلق السموات والأرض والجبال يوم عاشوراء، وفي الحديث الصحيح: أن الله تعالى خلق التربة يوم السبت، وخلق الجبال يوم الأحد.

وفيه التحريف في مقادير الثواب الذي لا يليق بمحاسن الشريعة، وكيف يحسن أن يصوم الرجل يوما فيعطى ثواب من حج واعتمر، وقتل شهيدا؟ وهذا مخالف لأصول الشرع، ولو ناقشناه على شيء بعد شيء، لطال، وما أظنه إلا دس في أحاديث الثقاة، وكان مع الذي رواه نوع تغفل، ولا أحسب ذلك إلا في المتأخرين، وإن كان يحيى بن معين قد قال في ابن أبي الزناد: ليس بشيء، ولا يحتج بحديثه، واسم أبي الزناد: عبد الله بن ذكوان، واسم ابنه: عبد الرحمن، كان ابن مهدي لا يحدث عنه، وقال أحمد: هو مضطرب الحديث، وقال أبو حاتم الرازي: لا يحتج به، فلعل بعض أهل الهوى قد أدخله في حديثه"۔

کسی بھی عقلمند کو اس حدیث کے من گھڑت ہونے میں شک نہیں ہوتا، اور اس کے گھڑنے والے نے بدعت ایجاد کی ہے، اور اس نے اپنی پردہ دری خود کی ہے، اور اسے کچھ شرم بھی نہیں آئی، اور وہ اس میں ایک محال چیز لے آیا ہے، اور وہ (محال) یہ قول ہے کہ سب سے پہلا دن اللہ تعالی نے دس محرم کے دن کو

پیدا کیا، اور یہ اس گھڑنے والے کی غفلت کا نتیجہ ہے، کیونکہ اس کا نام دس محرم اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اس سے پہلے نو دن گزر چکے ہوں۔

اور (گھڑنے والے نے) کہا ہے کہ دس محرم کے دن اللہ تعالی نے آسمان، زمین اور پہاڑ پیدا کئے، جبکہ صحیح حدیث میں ہے: اللہ تعالی نے ہفتہ کے دن مٹی کو پیدا کیا، اور اتوار کے دن پہاڑ پیدا کئے۔

اور اس میں ثواب کی مقدار میں ایسی تحریف ہے جو محاسنِ شریعت کے مناسب نہیں ہے، اور یہ مناسب کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک دن آدمی روزہ رکھے اور اسے حج و عمرہ کرنے والے، اور شہید کا ثواب دیا جائے؟ اور یہ چیزیں شریعت کے اصول کے خلاف ہیں، اگر ہم ایک کے بعد ایک چیز کا مناقشہ کریں تو بات لمبی ہو جائے گی، اور میرا خیال تو یہی ہے کہ یہ حدیث ثقہ لوگوں کی احادیث میں ٹھونس دی گئی ہے، اور ساتھ ساتھ اس کو نقل کرنے والے میں ایک قسم کی غفلت بھی ہے، اور میرے خیال میں یہ غفلت متاخرین میں ہوئی ہے، اگرچہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی الزناد کے بارے میں کہا ہے کہ یہ لیس بشیء ہے، اس کی حدیث سے احتجاج نہ کیا جائے، اور ابو الزناد کا نام عبد اللہ بن ذکوان ہے، اور اس کے بیٹے کا نام عبد الرحمن ہے، ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ ان سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے، اور احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مضطرب الحدیث ہے، اور ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے احتجاج نہ کیا جائے، شاید کہ بعض ہوی پرست لوگوں نے ان کی حدیث میں اسے داخل کر دیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کرتے ہوئے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں: "موضوع، ورجاله ثقات، والظاهر أن بعض المتأخرين وضعه، وركبه على هذا الإسناد". یہ روایت من گھڑت ہے، اور اس کے رجال ثقہ ہیں، اور بظاہر متاخرین میں سے کسی نے اسے گھڑا ہے، اور اس پر یہ سند جوڑ دی ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "قلت: قال الذهبي: أدخل على أبي طالب العُشَارِي، فحدث به بسلامة باطن، وفي سنده أبو بكر النجار [كذا في الأصل، والصحيح: النجاد]، وقد عمى بأخرة، وجوز الخطيب أن يكون أدخل عليه شيء، فيحتمل أن يكون هذا مما أدخل عليه، والله أعلم".

میں (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو طالب عُشَارِی پر اسے داخل کیا گیا ہے، انہوں نے اسے باطن کی سلامتی کے ساتھ بیان کر دیا، اور اس کی سند میں ابو بکر نجاد ہے، اور یہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے،

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ۹۳/۲، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة دار الكتب العليمة ۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھـ۔

[2] تنزيه الشريعة: ۱۵۱/۲، رقم: ۱۷، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱ھـ۔

اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز ہے کہ ان پر کوئی چیز داخل کر دی گئی ہے، لہذا احتمال ہے کہ یہ اُن داخل کردہ چیزوں میں سے ہو، واللہ اعلم۔

علامہ عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الآثار المرفوعة"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کے کلا پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) کا کلام

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "مجموع الفتاوی"[2] میں فرماتے ہیں:

"وقوم من المتسننة رووا ورويت لهم أحاديث موضوعة، بنوا عليها ما جعلوه شعارا في هذا اليوم، يعارضون به شعار ذلك القوم، فقابلوا باطلا بباطل، وردوا بدعة ببدعة، وإن كانت إحداهما أعظم في الفساد، وأعون لأهل الإلحاد.

مثل الحديث الطويل الذي روي فيه: من اغتسل يوم عاشوراء لم يمرض ذلك العام، ومن اكتحل يوم عاشوراء لم يرمد ذلك العام، وأمثال ذلك من الخضاب يوم عاشوراء والمصافحة فيه، ونحو ذلك فإن هذا الحديث ونحوه كذب مختلق باتفاق من يعرف علم الحديث، وإن كان قد ذكره بعض أهل الحديث وقال: إنه صحيح، وإسناده على شرط الصحيح، فهذا من الغلط الذي لا ريب فيه، كما هو مبين في غير هذا الموضع.

---

[1] الآثار المرفوعة: ص: ۹۷، ت: أبو هاجر محمد السعيد بن بيسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

[2] مجموع الفتاوى: ٥١٣/٤، ت: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، مجمع الملك فهد ـ المدينة، الطبعة ١٤٢٥هـ.

ولم يستحب أحد من أئمة المسلمين الاغتسال يوم عاشوراء، ولا الكحل فيه، والخضاب، وأمثال ذلك، ولا ذكره أحد من علماء المسلمين الذين يقتدى بهم، ويرجع إليهم في معرفة ما أمر الله به ونهى عنه، ولا فعل ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا أبو بكر، ولا عمر، ولا عثمان، ولا علي.

ولا ذكر مثل هذا الحديث في شيء من الدواوين التي صنفها علماء الحديث، لا في المسندات: كمسند أحمد، وإسحاق، وأحمد بن منيع، والحميدي، والدالاني، وأبو يعلى الموصلي، وأمثالها، ولا في المصنفات على الأبواب: كالصحاح، والسنن، ولا في الكتب المصنفة الجامعة للمسند والآثار: مثل موطأ مالك، ووكيع، وعبد الرزاق، وسعيد بن منصور، وابن أبي شيبة، وأمثالها".

کچھ پیرو کار لوگ خود بھی من گھڑت احادیث روایت کرتے ہیں اور ان کے لئے اسے گھڑا بھی جاتا ہے، جن پر وہ ایسے آج کل کے شعار کی بنیاد رکھے ہوئے ہیں، اور وہ اس شعار کے زریعہ اس قوم سے معارضہ کرتے ہیں، سو وہ مقابلہ کرتے ہیں باطل کا باطل کے ساتھ، اور بدعت کا رد کرتے ہیں بدعت کے ساتھ، اگرچہ ان میں ایک فساد میں دوسرے سے بڑھ کر ہے، اور ملحدین کا زیادہ معاون ہے۔

جیسے ایک لمبی حدیث ہے، جس میں منقول ہے: جس نے دس محرم کے دن غسل کیا وہ اس سال کسی مرض میں مبتلاء نہیں ہوگا، اور جس نے دس محرم کے دن

اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ اس سال نہیں دکھے گی، اور اس جیسی دوسری روایات، مثلاً دس محرم کے دن خضاب لگانا اور مصافحہ کرنا وغیرہ، یہ حدیث اور اس جیسی دیگر روایات علم حدیث کی معرفت رکھنے والوں کے نزدیک اتفاقی طور پر جھوٹی اور گھڑی ہوئی ہیں، اگرچہ بعض اہل حدیث نے ان کو ذکر کیا ہے اور صحیح کہا ہے، اور اسنادہ علی شرط الصحیح کہا ہے، یہ سب غلط ہے، جس میں کوئی شک نہیں ہے، جیساکہ اس کے علاوہ دوسرے مقام پر یہ وضاحت سے بتادیا گیا ہے۔

اور مسلمانوں کے ائمہ میں سے کسی نے دس محرم کے دن غسل کرنے، سرمہ لگانے، خضاب لگانے اور اس جیسی اشیاء کو مستحب نہیں کہا ہے، اور اسے ذکر بھی نہیں کیا مسلمانوں کے اُن علماء نے جن کی اقتداء کی جاتی ہے، اور جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے ان اشیاء کی معرفت میں جن کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جن سے اللہ نے منع کیا ہے، اور یہ سب نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، نہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے، نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے، نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے، اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔

اور اس جیسی حدیث کا ذکر علمائے حدیث کی مدون تصنیفات میں کہیں نہیں ہے، نہ مسند کتب میں، جیسے: مسند احمد، مسند اسحاق، مسند احمد بن منیع، مسند حمیدی، مسند دالانی، اور مسند ابی یعلی موصلی، اور اس جیسی کتب، اور اُن کتب میں بھی مذکور نہیں جو ابواب کی ترتیب پر تصنیف کی گئی ہیں، جیسے: صحاح اور سنن، اور نہ ہی اُن کتب میں مذکور ہے جو مسند اور آثار کی ترتیب پر تصنیف کی گئی ہیں، جیسے: موطأ مالک، موطأ وکیع، مصنف عبد الرزاق، سنن سعید بن منصور اور مصنف ابن ابی شیبہ، اور اس جیسی کتب۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۴۲ھ) ''اللفظ المکرم بفضل عاشوراء المحرم''[۱] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''وهذا حديث موضوع، قبح الله من وضعه وافتراه، فلقد تبوأ بيتا في جهنم يصير مأواه، ولا تحل روايته إلا لهتك حاله وإظهار المتهم من بين رجاله، ورجال الحديث ثقات إلا النُوْشَرِي المذكور، وهو أحمد بن منصور بن محمد بن حاتم، فإني أتهمه به، والله تعالى أعلم''.

اور یہ حدیث من گھڑت ہے، اللہ تعالی اس کے گھڑنے، اور جھوٹ بولنے والے کا بُرا کرے، اس نے اپنا گھر جہنم میں بنا لیا ہے، جو اس کا ٹھکانا ہے، اور اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے مگر اس کے حال کو بے نقاب کرنے کے لئے اور اس کے راویوں میں متہم کے ظاہر کرنے کے لئے، اور حدیث کے رجال ثقہ ہیں سوائے نُوشَری کے، اور وہ احمد بن منصور بن محمد بن حاتم ہے، میں اس میں اسی کو متہم سمجھتا ہوں، واللہ اعلم۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ''التوسعة على العيال''[۲] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

---

[۱] انظر مجموع فيه رسائل للحافظ ابن ناصر الدين: ص: ۱۰۰، ت: أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[۲] التوسعة على العيال: رقم: ۸، مخطوط من الشاملة.

"قال الحافظ أبو الفضل ابن ناصر: هذا حديث حسن عزيز، ورجاله ثقات، وقد أخرج عن أكثرهم في الصحيحين، قال: وهذا أحسن من الحديث الذي يرويه أبو بكر النقاش المقرئ في فضائل عاشوراء، عن سفيان، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهر[كذا في الأصل، والصحيح: مجاهد]، عن ابن عباس، قال: وما سمعنا بإسناد أصح من هذا الإسناد المذكور، ومن عمل به أعطي ثواب من صدق ولم يكذب، وذكر أبو الفرج بن الجوزي في فضائل الشهور عن ابن ناصر أيضا، أنه قال: هذا إسناد صحيح، وإسناده على شرط الشيخين انتهى.

هكذا اقتصر على حكاية كلام ابن ناصر في هذا الكتاب، وأما في الموضوعات: فرواه بسنده كما تقدم، ثم قال: هذا حديث لا يشك عاقل في وضعه ...".

"حافظ ابو الفضل ابن ناصر رحمۃ اللہ علیہ [المتوفی ۵۵۰ھ] فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن عزیز" ہے، اور اس کے رجال ثقہ ہیں، اور اس میں سے اکثر صحیحین میں تخریج کی گئی ہے، (ابن ناصر رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اور یہ احسن ہے اُس حدیث سے جسے ابو بکر نقاش مقری نے عاشوراء کے فضائل میں عن سفیان، عن ابن ابی نجیح، عن مجاہد، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے، (ابن ناصر رحمۃ اللہ علیہ مزید) فرماتے ہیں: اور ہم نے نہیں سنا کہ اس مذکورہ سند سے زیادہ کوئی سند اصح ہو، اور جو شخص اس پر عمل کرے گا تو اسے اُن لوگوں کا اجر دیا جائے گا جنہوں نے اس کی تصدیق کی، اور اس کی تکذیب نہیں کی، اور اسے ابو الفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل شہور" میں ابن ناصر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ

وہ فرماتے ہیں: یہ اسناد صحیح ہے، اور اس کی اسناد علی شرط الشیخین ہے، انتہی۔

(حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اسی طرح ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ابن ناصر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے، تاہم ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "موضوعات" میں اسے اسی سند سے تخریج کیا جیساکہ گزرا، پھر فرمایا ہے: کسی عاقل کو اس حدیث کے من گھڑت ہونے میں شک نہیں ہوتا۔۔۔"۔

اس کے بعد حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الموضوعات" کی مکمل عبارت لائے ہیں، پھر لکھتے ہیں: "وقال الشيخ تقي الدين بن تيمية في الفتوى التي تقدم نقل بعضها: وهذا هو الذي يجب القطع به، فإنه لا يستريب من تدبر هذا الكلام من المؤمنين أن هذا لا يجوز أن يقوله مؤمن، فضلا عن أن يقول مثل هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإن فيه من المجازفات، والفرية على الله تعالى وخلقه، ما لا يجوز أن يذكر إلا على وجه الإنكار.

وذكر كلاما طويلا، ثم قال: وما ذكره ابن ناصر، قاله بناء على أن رأى ظاهر حال رجاله السلامة عنده، ولكن هو من رواية الشيوخ المتأخرين، ليس له ذكر في شيء من كتب الحديث المعروفة، ولا هو معروف من رواية علماء الحديث المتقدمين.... ".

"اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "فتاوی" میں فرماتے ہیں جس کا بعض حصہ ماقبل میں نقل ہوچکا ہے، اور یہی چیز قطعی طور پر ثابت ہے، کیونکہ ایمان والوں میں سے جو کوئی بھی اس کلام میں غور کرے گا تو اسے یہ شک نہیں

رہے گا کہ یہ کلام مؤمن کا نہیں ہو سکتا، چہ جائیکہ ایسی بات رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمائی ہو، کیونکہ اس کلام میں اٹکل کی باتیں ہیں، اور اللہ تعالی اور مخلوق پر جھوٹ بولا گیا ہے، اس کا ذکر انکار کے علاوہ جائز نہیں ہے۔

(حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت طویل کلام ذکر کیا، پھر فرماتے ہیں: اور جو کچھ ابن ناصر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے، وہ انہوں نے سند کے راویوں کی ظاہری حالت کی سلامتی کی بناء پر کہا ہے، لیکن یہ حدیث متاخرین شیوخ کی روایت میں سے ہے، اس کا ذکر حدیث کی معروف کتابوں میں نہیں ہے، اور یہ متقدمین علمائے حدیث کی روایت میں بھی معروف نہیں ہے۔۔۔"۔

آخر میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والحق ما قاله ابن الجوزي في الموضوعات، وابن تيمية من موضوع، لما فيه من الركة والمجازفات، والله أعلم". اور حق بات وہی ہے جو ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "موضوعات" میں کہی ہے، اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسے من گھڑت کہنا حق ہے، اس لئے کہ اس میں رکاکت اور اٹکل سے کہی ہوئی باتیں ہیں، واللہ اعلم۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں محمد بن علی بن فتح عُشَارِی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

---

[1] ميزان الاعتدال:٦٥٦/٣،رقم:٧٩٧٩،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

"شيخ صدوق معروف، لكن أدخلوا عليه أشياء، فحدث بها بسلامة باطن، منها: حديث موضوع في فضل ليلة عاشوراء". **یہ شیخ صدوق معروف ہے، لیکن لوگوں نے اس پر کچھ چیزیں (احادیث) داخل کر دیں تھیں، جسے اس نے سلامتی باطن کے ساتھ روایت کر دیا ہے، ان من گھڑت احادیث میں وہ حدیث بھی ہے جو عاشورہ کی رات کی فضیلت میں ہے۔**

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث روایت نقل کی، پھر لکھتے ہیں:

"فقبح الله من وضعه، والعتب إنما هو على محدثي بغداد، كيف تركوا العُشَارِي،يروي هذه الأباطيل؟". **اللہ تعالی اس کے گھڑنے والے کا برا کرے، عتاب بغداد کے محدثین پر ہے، انہوں نے کیسے عُشَارِی کو ایسے ہی چھوڑ دیا کہ وہ یہ باطل روایات نقل کرتا پھرے؟۔**

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[1] **میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:**

"قلت: وقد تقدم في ترجمة النجاد: أنه عمي بأخرة، وأن الخطيب جوز أن يكون أدخل عليه شيء، وهذا التجويز محتمل في حق العشاري أيضا، وهو في حق ابن أبي الزناد بعيد، فقد وثقه مالك، وعلق له البخاري بالجزم، والعلم عند الله تعالى".

---

[1] لسان الميزان:۳۷۷/۷،رقم:۷۲۱۱،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى۱٤۲۳ھـ.

میں (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: نجاد کے ترجمہ میں یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز ہے کہ ہو سکتا ہے کسی نے نجاد پر کوئی چیز داخل کر دی ہو، اور اس تجویز کا احتمال عُشَارِی کے حق میں بھی ہو سکتا ہے، لیکن ابن ابی الزناد کے حق میں یہ تجویز بعید ہے، اس لئے کہ مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی توثیق کی ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ صیغہ جزم کے ساتھ تعلیقًا ان کی روایات لائے ہیں، والعلم عند اللہ۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الدراية"[1] میں فرماتے ہیں: "ومن حديث أبي هريرة بسند لين، فيه أحمد بن منصور الشونيزي [كذا في الأصل، والصحيح: النُوْشَرِي]، فكأنه أدخل عليه، وهو إسناد مختلف [كذا في الأصل] لهذا المتن قطعيا". اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسند لین ہے، اس میں احمد بن منصور نُوشَرِیُ ہے، گویا کہ اس پر اس روایت کو داخل کیا گیا ہے، اور قطعی طور پر اس متن کی اسناد مختلف ہیں۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[2] میں فرماتے ہیں:

"ومن حديث أبي هريرة بسنده لين، فيه أحمد بن منصور الشونيزي [كذا في الأصل، والصحيح: النُوْشَرِي]، فكأنه أدخل عليه، وهو إسناد مختلق لهذا المتن قطعا". اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسند لین ہے،

---

[1] الدراية: ۲۸۱/۱، ت: عبد الله هاشم اليماني المدني، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] المقاصد الحسنة: ص: ٤٦٢، رقم: ۱۰۸۳، ت: عبد الله محمد الصديق وعبد اللطيف حسن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

اس میں احمد بن منصور نُوشَرِیُ ہے، گویا کہ اس پر اس روایت کو داخل کیا گیا ہے، اور یقینی بات ہے کہ اس متن کی اسناد گھڑی ہوئی ہے۔

روایت بطریق ابو طالب عُشَارِی کا حکم

"من گھڑت ہے" (حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)۔

"یقینی بات ہے کہ اس متن کی اسناد گھڑی ہوئی ہے" (حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل اس روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت کو مختلف طرق سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے من گھڑت قرار دیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یقینی بات ہے کہ اس متن کی اسناد گھڑی ہوئی ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”باطل، لا اصل“ کہا ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”باطل“ قرار دیا ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، بہر صورت اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ عاشورہ کے دن روزہ اور اس کا ثواب، اس دن حضرت موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا فرعون کے لشکر سے نجات پانا، اور اسی دن فرعون کا اپنے لشکر سمیت غرق ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے[1]۔

---

[1] امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”صحیح“ میں تخریج فرماتے ہیں: ”حدثنا يحيى بن يحيى، أخبرنا هشيم، عن أبي بشر، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة، فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء، فسئلوا عن ذلك؟ فقالوا: هذا اليوم الذي أظهر الله فيه موسى وبني إسرائيل على فرعون، فنحن نصومه تعظيما له، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: نحن أولى بموسى منكم، فأمر بصومه.
وحدثني ابن أبي عمر، حدثنا سفيان، عن أيوب، عن عبد الله بن سعيد بن جبير، عن أبيه، عن ابن عباس رضي الله عنهما، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة، فوجد اليهود صياما، يوم عاشوراء، فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما هذا اليوم الذي تصومونه؟ فقالوا: هذا يوم عظيم، أنجى الله فيه موسى وقومه، وغرق فرعون وقومه، فصامه موسى شكرا، فنحن نصومه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فنحن أحق وأولى بموسى منكم، فصامه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأمر بصيامه“ (الصحيح لمسلم:ص:٧٩٥،٧٩٦،رقم:١١٣٠،ت:محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ).

یہ بھی واضح رہے کہ زیرِ بحث مفصل روایت کے بعض مضامین بعض تابعین اوران کے بعد طبقات والوں سے ان کے قول کے طور پر منقول ہیں، یہاں ان سے فی الحال تعرض نہیں کیا جارہا۔
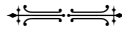
"وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، وابن نمير، قالا: حدثنا أبو أسامة، عن أبي عميس، عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب، عن أبي موسى رضي الله عنه، قال: كان يوم عاشوراء يوما تعظمه اليهود، وتتخذه عيدا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صوموه أنتم"(الصحيح لمسلم:ص:٧٩٦،رقم: ١١٣١،ت:محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ).

"وحدثنا الحسن بن علي الحلواني، حدثنا ابن أبي مريم، حدثنا يحيى بن أيوب، حدثني إسماعيل بن أمية، أنه سمع أبا غطفان بن طريف المري، يقول: سمعت عبد الله بن عباس رضي الله عنهما، يقول: حين صام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عاشوراء وأمر بصيامه، قالوا: يا رسول الله! إنه يوم تعظمه اليهود والنصارى، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فإذا كان العام المقبل إن شاء الله صمنا اليوم التاسع، قال: فلم يأت العام المقبل، حتى توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم"(الصحيح لمسلم:ص:٧٩٧،رقم:١١٣٤، ت:محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ).

"وحدثنا يحيى بن يحيى التميمي، وقتيبة بن سعيد، جميعا عن حماد، قال يحيى: أخبرنا حماد بن زيد، عن غيلان، عن عبد الله بن معبد الزماني، عن أبي قتادة: رجل أتى النبي صلى الله عليه وسلم... وصيام يوم عاشوراء أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله"(الصحيح لمسلم:ص:٨١٩ ،رقم:١١٦٢،ت:محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ).

روایت نمبر (۱۱)

حکایت: ابو معلق تاجر صحابی رضی اللہ عنہ کا ڈاکو سے حفاظت کی نماز میں ایک خاص دعا کرنا، اور فرشتہ کا اس ڈاکو کو نیزہ سے قتل کرنا۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کرسکتے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ عجیب حدیث ہے۔

یہ روایت دو طریق سے منقول ہے: (۱) ابو نصر محمد بن سائب کلبی کا طریق (۲) موسی بن حجاج سمرقندی کا طریق۔

ابو نصر محمد بن سائب کلبی کا طریق

حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ "الھواتف"[1] میں لکھتے ہیں:

"حدثنا عيسى بن عبد الله التميمي، أخبرني فُهَيْر بن زياد الأسدي، عن موسى بن وردان، عن الكلبي وليس بصاحب التفسير، عن الحسن، عن أنس بن مالك، قال: كان رجلا من أصحاب النبي صلى الله عليه و سلم من الأنصار يكنى أبا معلق، وكان تاجرا يتجر بماله ولغيره، يضرب به في الآفاق، وكان يزن بسداد وورع [كذا في الأصل، وفي بعض الطرق: وكان ناسكا ورعا] فخرج مرة، فلقيه لص مقنع في السلاح، فقال: له ضع ما معك فإني قاتلك، قال: ما تريد إلى

---

[1] الهواتف: ٣٩١/٦، رقم: ١٢٢٢٠، ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي، دار اطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

دمي، شأنك بالمال، فقال: أما المال فلي ولست أريد إلا دمك، قال: أما إذا أبيت فذرني أصلي أربع ركعات قال: صل ما بدا لك، قال: فتوضأ ثم صلى أربع ركعات، فكان من دعائه في أخر سجدة أن قال: يا ودود يا ذا العرش المجيد يا فعال لما يريد! أسألك بعزك الذي لايرام وملكك الذي لايضام، وبنورك الذي ملأ أركان عرشك أن تكفيني شر هذا اللص،يا مغيث! أغثني يا مغيث! أغثني، ثلاث مرار.

قال: دعا بها ثلاث مرات، فإذا هو بفارس قد أقبل بيده حربة واضعها بين أذني فرسه، فلما بصر به اللص أقبل نحوه فطعنه فقتله ثم أقبل إليه فقال: قم، قال من أنت بأبي أنت وأمي، فقد أغاثني الله بك اليوم، قال: أنا ملك من أهل السماء الرابعة، دعوت بدعائك الأول فسمعت لأبواب السماء قعقعة، ثم دعوت بدعائك الثاني فسمعت لأهل السماء ضجة، ثم دعوت بدعائك الثالث، فقيل لي: دعاء مكروب، فسألت الله تعالى أن يوليني قتله.

قال أنس رضي الله عنه: فاعلم أنه من توضأ وصلى أربع ركعات ودعا بهذا الدعاء استجيب له مكروبا كان أو غير مكروب".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک انصاری صحابی تھے جن کی کنیت ابو معلق رضی اللہ عنہ تھی، اور وہ تاجر تھا وہ اپنے اور دوسروں کے مال سے دنیا میں بھر میں پھر کر تجارت کرتا تھا، یہ ابو معلق رضی اللہ عنہ تاجر عبادت گزار پرہیز گار تھا، ایک مرتبہ ابو معلق رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے سفر میں نکلے اچانک ڈاکو سے آمنا سامنا ہوا جو کہ ہتھیار سے لیس تھا، ڈاکو نے ابو معلق رضی اللہ عنہ سے کہا، جو

کچھ تمہارے پاس ہے اسے رکھ دو، میں تمہیں قتل کرنے والا ہو، ابو معلق رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں میرے خون سے کیا غرض ہے؟ تمہیں تو مال سے مطلب ہے، ڈاکو نے کہا: جہاں تک مال کا تعلق ہے وہ تو میرا ہے، اور میرا مقصد صرف تمہیں قتل کرنا ہے، ابو معلق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم نہیں مانتے تو اتنی مہلت دو کہ میں چار رکعت نماز پڑھ لوں، ڈاکو نے کہا کہ جتنا چاہے پڑھ لے، راوی نے کہا: ابو معلق رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور چار رکعت پڑھی، اور انہوں نے اپنے آخری سجدہ میں یہ دعا پڑھی: ”یا ودود یا ذا العرش المجيد يافعال لمايريد! أسألك بعزك الذي لايرام وملكك الذي لايضام، وبنورك الذي ملأ أركان عرشك أن تكفيني شر هذا اللص يا مغيث أغثني“. یہ دعا انہوں نے تین دفعہ پڑھی۔

اچانک ایک شخص گھڑ سوار نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں چھوٹا نیزہ تھا، جو اس شخص نے گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان رکھا ہوا تھا، جب ڈاکو نے اس شخص کو دیکھا تو اس کی طرف لپکا، اس شخص نے نیزے سے ڈاکو پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا، پھر ابو معلق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور ابو معلق رضی اللہ عنہ سے کہا: کھڑے ہو جاؤ، ابو معلق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کون ہیں؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کی وجہ سے اللہ نے میری مدد فرمائی ہے، اس نے کہا کہ میں چوتھے آسمان کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں، جب تم نے پہلی دفعہ دعا کی تو میں نے آسمان کے دروازوں کی کڑکڑاہٹ سنی، پھر جب تم نے دوسری مرتبہ پکارا تو میں نے آسمان والوں کی چیخ و پکار سنی، پھر جب تم نے تیسری مرتبہ دعا میں پکارا تو مجھ سے کہا گیا کہ کسی درمند کی پکار ہے، تو میں نے اللہ تعالی سے درخواست کی مجھے اس ڈاکو کے قتل کا اختیار دے دیجئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غور سے سنو، جو شخص وضوء کرے، اور چار رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا پڑھے، تو اس کی دعا قبول کی جائے گی خواہ وہ تکلیف میں مبتلا ہو یا نہ ہو۔

حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "مجابو الدعوۃ"[1] میں بھی یہ روایت تخریج کی ہے۔

حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے یہ روایت حافظ ابو القاسم ابن بشکوال اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے "المستغيثين بالله عند المهمات والحاجات"[2] میں، حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "الترغيب في الدعاء"[3] اور "كتاب العدة للكرب والشدة"[4] میں اور حافظ ابو القاسم لالکائی رحمۃ اللہ علیہ نے "كرامات أولياء الله"[5] میں تخریج کی ہے[6]۔

یہ روایت حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "أسد الغابة"[7] میں ابو معلق

---

[1] مجابو الدعوة:٢٤٣/٥،رقم:٩٧٥٨،ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[2] المستغيثين بالله:ص:١٠،ت:مانويلا مارين،المجلس الأعلى للأبحاث العلمية .

[3] الترغيب في الدعاء:١٠٤/١،رقم:٦١،ت:فواز أحمد زمرلي دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[4] كتاب العدة للكرب والشدة:٧٢/١،رقم:٣٢،ت:ياسر بن إبراهيم بن محمد،دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[5] كرامات أولياء الله:١٦٦/٥،رقم:١١١،ت:أحمد بن سعد بن حمدان الغامدي،دار طيبة ـ السعودية،الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.

[6] نیز حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت حافظ ابن الدنیا کی "مجابو الدعوة" کے حوالے سے ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ اسے ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب الوظائف" میں روایت کیا ہے، دیکھئے: التوضيح لشرح الجامع:٢٧٣/٢٩،ت:خالد الرباط، دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[7] أسد الغابة:٢٨٩/٦،رقم:٦٢٦٨،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

"أسد الغابة" کی سند ملاحظہ ہو:

انصاری رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں اسی سند سے تخریج کی ہے، لیکن اس میں فرق بھی موجود ہے، جس کا ذکر آگے آئے گا۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تجريد أسماء الصحابة"[1] میں لکھتے ہیں:

"أبو معقل [كذا في الأصل، والصحيح أبو معلق] له حديث عجيب لكن في سنده الكلبي، وليس بثقة وهو في كتاب مجابي الدعوة".

ابو معلق انصاری کی حدیث عجیب ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تاہم روایت کی سند میں کلبی ہے، جو "لیس بثقہ" ہے، اور یہ حدیث کتاب "مجابی الدعوۃ" میں موجود ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ بظاہر حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں موجود ان کے شیخ عیسی بن عبد اللہ تمیمی کا یہ کہنا ہے کہ سند کا راوی کلبی، صاحب تفسیر نہیں ہے، لیکن حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں موجود راوی محمد بن عبد اللہ رقی نے بھی یہی روایت عیسی تمیمی کے شیخ یحیی بن زیاد اسدی جن کا لقب فہیر ہے، سے نقل کی ہے، لیکن ان محمد بن عبد اللہ رقی نے سند کے راوی کلبی کو مطلقاً کلبی کہا ہے، یعنی یہ

"(س): أبو معلق الأنصاري أخبرنا أبو موسى، كتابة، أخبرنا الحسن بن أحمد، أخبرنا الفضل بن محمد بن سعيد أبو النصر المعدل، حدثنا عبد الله بن محمد أبو الشيخ، أخبرنا خالي أبو محمد عبد الرحمن بن محمود بن الفرج، أخبرنا أبو سعيد عمارة بن صفوان، أخبرنا محمد بن عبد الله الرقي، أخبرنا يحيى بن زياد، أخبرنا موسى بن وردان، عن الكلبي، عن أبي صالح، عن أنس بن مالك أن رجلا كان يكنى أبا معلق الأنصاري خرج في سفر من أسفاري... ".

[1] تجريد أسماء الصحابة: ۲۰۴/۲، رقم: ۲۳۴۹، دار المعرفة ـ بيروت.

نہیں کہا کہ یہ کلبی، صاحب تفسیر نہیں ہے، نیز کلبی کے بعد راوی ابو صالح کو بھی ذکر کیا ہے، جو کلبی صاحب تفسیر کا مشہور مروی عنہ راوی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشہور کلبی صاحب تفسیر شدید مجروح راوی ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ''کلبی لیس بثقۃ'' کہا ہے۔

الحاصل سند میں موجود کلبی خواہ وہ صاحب تفسیر ہو یا کوئی اور، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ''لیس بثقۃ'' ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ کلبی ان کے نزدیک شدید ضعیف راوی ہے، نیز ان کے نزدیک یہ ''حدیث عجیب'' بھی ہے، چنانچہ اسے بیان و عمل سے احتراز کرنا چاہیے۔

ضمنی طور پر ذیل میں کلبی صاحب تفسیر اور ان کے شیخ ابو صالح کے احوال ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کی روشنی میں لکھے جا رہے ہیں۔

ابو نضر محمد بن سائب کلبی کوفی (المتوفی ۱۴۶ھ) کے بارے میں ائمہ کے اقوال

حافظ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''قال الكلبي: كل شيء أحدث عن أبي صالح فهو كذب''. کلبی نے کہا کہ ہر وہ شے جو میں ابو صالح سے نقل کرتا ہوں وہ جھوٹی ہے[1]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''الكلبي هذا مذهبه في الدين. ووضوح الكذب فيه أظهر من أن يحتاج إلى الإغراق في وصفه''[2].

[1] الكامل في الضعفاء:۲۷٤/۷،رقم:۱٦۲٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ۔بيروت.

[2] المجروحين:۲۵۳/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ۔بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۲ھ۔

یہ ہے کلبی کا مذہب، کلبی کی روایات میں جھوٹ اس قدر واضح ہے کہ ان کے احوال کی تفصیل میں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب"[1].

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بشيء، كذاب، ساقط"[2].

حافظ زائدہ رحمۃ اللہ علیہ، امام لیث رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وہ کذاب ہے"[3]۔

حافظ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب، ساقط"[4].

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك"[5].

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "محمد بن السائب الكلبي عن أبي صالح، أحاديثه موضوعة"[6]. محمد بن سائب کلبی، ابو صالح کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقد حدث عن الكلبي سفيان

---

[1] ميزان الاعتدال:۳/۵۵۹،رقم:۷۵۷٤،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي،۳/٦۲،رقم:۲۹۹۸،ت:عبدالله قاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي،۳/ ٦۲،رقم:۲۹۹۸،ت:عبدالله قاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي،۳/ ٦۲،رقم:۲۹۹۸،ت:عبدالله قاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] ميزان الاعتدال:۳/ ۵۵۹،رقم:۷۵۷٤،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[6] كتاب الضعفاء:ص:۱۳۸،رقم:۲۱۰،ت:فاروق حمادة،دار الثقافة ـ القاهره،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

وشعبة وجماعة، ورضوه في التفسير، وأما في الحديث فعنده مناكير، وخاصة إذا روى عن أبي صالح، عن ابن عباس".

کلبی سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور ائمہ کی ایک جماعت نے روایت نقل کی ہے، یہ حضرات ان کی تفسیر سے راضی رہے ہیں، البتہ احادیث میں ان کے ہاں مناکیر ہیں، خاص کر جب وہ ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت نقل کرے[1]۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متهم بالكذب، ورمي بالرفض"[2].

باذام او باذان ابو صالح مولی ام ہانی

علامہ عمرو بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان مجاهد ينهى عن تفسير أبي صالح"[3]. مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابو صالح کی تفسیر سے منع فرماتے تھے۔

امام یحیی بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لم أر أحدا من أصحابنا ترك أبا صالح مولى أم هانئ، وما سمعت أحدا من الناس يقول فيه شيئا، ولم يتركه شعبة ولا زائدة ولا عبد الله بن عثمان"[4].

میں نے اپنے اصحاب میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے ابو صالح مولی ام ہانی کو ترک کیا ہو، اور نہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ اس میں

---

[1] ميزان الاعتدال:٥٥٨/٣،رقم:٧٥٧٤،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] تقريب التهذيب:ص:٤٧٩، قم:٥٩٠١،ت:محمد عوامة،دار الرشد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[3] التاريخ الكبير:١٢٨/٢،رقم:١٩٨٨،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[4] الجرح والتعديل:٤٣٢/٢،رقم:١٧١٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

کوئی بات ہے، اور اسے شعبہ، زائدہ اور عبد اللہ بن عثمان نے ترک نہیں کیا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كان عبد الرحمن ابن مهدي ترك حديث أبي صالح باذام“[1]. عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو صالح باذام کی حدیث کو چھوڑ دیا تھا۔

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أبو صالح مولى أم هانئ ليس به بأس، فإذا روى عنه الكلبي فليس بشيء، وإذا روى عنه غير الكلبي فليس به بأس...“[2]. ابو صالح مولی ام ہانی ”لیس بہ بأس“ ہے، اگر اس سے کلبی [محمد بن سائب] روایت نقل کرے تو یہ ”لیس بشی“ ہے، البتہ اگر اس سے کلبی کے علاوہ کوئی شخص روایت نقل کرے تو یہ ”لیس بہ بأس“ ہے۔۔۔“۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أبو صالح باذان صالح الحديث، يكتب حديثه ولا يحتج به“[3]. ابو صالح باذان، صالح الحدیث ہے، ان کی حدیث لکھی تو جائے گی مگر ان سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے باذام ابو صالح کو ”ليس بثقة“[4] کہا ہے۔

روایت بطریق کلبی کا حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عجیب حدیث ہے، اس کی سند میں کلبی ہے، جو ”لیس بثقہ“ ہے، لہذا یہ روایت اس طریق کے ساتھ شدید ضعیف ہے،

---

[1] الجرح والتعديل: ٤٣٢/٢، رقم: ١٧١٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[2] الجرح والتعديل: ٤٣٢/٢، رقم: ١٧١٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[3] الجرح والتعديل: ٤٣٢/٢، رقم: ١٧١٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[4] ميزان الاعتدال: ٢٩٦/١، رقم: ١١٢١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٨٢هـ.

اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق موسی بن حجاج سمرقندی

علامہ عارف باللہ ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ ''الرسالة القشيرية''[1] میں تخریج کرتے ہیں:

''أخبرنا أبو الحسين علي بن محمد بن عبد الله بن بشران ببغداد، قال: حدثنا أبو عمرو عثمان بن أحمد المعروف بابن السماك، قال: حدثنا محمد بن عبد ربه الحضرمي، قال: حدثنا بشر بن عبد الملك، قال: حدثنا موسى بن الحجاج، قال: قال مالك بن دينار حدثنا الحسن، عن أنس بن مالك، قال: كان رجل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يتجر من بلاد الشام إلى المدينة، ومن المدينة إلى بلاد الشام، ولا يصحب القوافل توكلا منه على الله عز وجل، قال: بينا هو جاء من الشام يريد المدينة إذ عرض له لص على فرس، فصاح بالتاجر قف، فوقف له التاجر، وقال له: شأنك بمالي وخل سبيلي، فقال له اللص: المال مالي، وإنما أريد نفسك، فقال له التاجر: ما ترجو بنفسي شأنك والمال وخل سبيلي، قال فرد عليه اللص مثل المقالة الأولى، فقال له التاجر: أنظرني حتى أتوضأ، وأصلي وأدعو ربي عز وجل، قال: افعل ما بدا لك.

قال: فقام التاجر وتوضأ وصلى أربع ركعات، ثم رفع يديه إلى

[1] الرسالة القشيرية:ص:٤٠٦،ت:عبدالحليم محمود ومحمود بن الشريف،المكتبة التوقيفية ـ القاهرة .

السماء، فكان من دعائه أن قال: يا ودود! يا ودود! يا ذا العرش المجيد! يا مبدئ! يا معيد! يا فعال لما يريد! أسألك بنور وجهك الذي ملأ أركان عرشك، وأسألك بقدرتك التي قدرت بها على خلقك، وبرحمتك التي وسعت كل شيء، لا إله إلا أنت يا مغيث! أغثني ثلاث مرات .

فلما فرغ من دعائه، إذا بفارس على فرس أشهب عليه ثياب خضر بيده حربة من نور، فلما نظر اللص إلى الفارس، ترك التاجر، ومر نحو الفارس، فلما دنا منه، شد الفارس على اللص فطعنه طعنة، أذراه عن فرسه، ثم جاء إلى التاجر، فقال له: قم، فاقتله، فقال له التاجر: من أنت؟ فما قتلت أحدا قط، ولا تطيب نفسي لقتله، قال: فرجع الفارس إلى اللص، فقتله، ثم جاء إلى التاجر وقال: اعلم أني ملك من السماء الثالثة، حين دعوت الأولى سمعنا لأبواب السماء قعقعة، فقلنا أمر حدث، ثم دعوت الثانية، ففتحت أبواب السماء، ولها شرر كشرر النار، ثم دعوت الثالثة، فهبط جبريل عليه السلام علينا من قبل السماء وهو ينادي: من لهذا المكروب؟ فدعوت ربي عز وجل أن يوليني قتله.

واعلم يا عبد الله! أنه من دعا بدعائك هذا في كل كربة وكل شدة وكل نازلة، فرج الله تعالى عنه وأعانه، قال: وجاء التاجر سالما غانما حتى دخل المدينة، وجاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فأخبره بالقصة وأخبره بالدعاء، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم:

لقد لقنك الله عز وجل أسماءه الحسنى التي إذا دعي بها أجاب، وإذا سئل بها أعطى"۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص تھا جو شام کے شہر سے مدینہ کی طرف اور مدینہ سے شام کے شہر کی طرف تجارت کیا کرتا تھا، اور اللہ تعالی پر بھروسہ کرتے ہوئے کسی قافلے والوں کے ساتھ نہیں چلا کرتا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ شام سے مدینہ کی طرف آرہا تھا کہ اچانک ان کو ڈاکو ملا جو گھوڑے پر سوار تھا، اس نے تاجر کو آواز دی کہ رک جاؤ، تاجر ٹھہر گیا اور کہا کہ تمہارا مقصود مال ہے یہ لے لو اور مجھے چھوڑ دو، ڈاکو نے کہا کہ مال تو میرا ہی ہے لیکن میں تمہاری جان لینا چاہتا ہوں، تاجر نے کہا کہ میری جان سے تیری کیا غرض ہے؟ مال لے اور میرا راستہ چھوڑ دے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ڈاکو نے پھر وہی جواب دیا، تو تاجر نے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ میں وضو کر کے نماز پڑھ لوں اور اپنے رب سے دعا کر لوں، ڈاکو نے کہا کہ جو تمہارا جی چاہے کر لو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجر اٹھا اور وضو کر کے چار رکعات نماز پڑھی پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یوں دعا کی: "يا ودود! يا ودود! يا ذا العرش المجيد! يا مبدئ! يا معيد! يا فعال لما يريد! أسألك بنور وجهك الذي ملأ أركان عرشك، وأسألك بقدرتك التي قدرت بها على خلقك، وبرحمتك التي وسعت كل شيء، لا إله إلا أنت يا مغيث! أغثني"۔ اور یہ دعا تین بار کی۔

جب تاجر دعا سے فارغ ہوا تو اچانک ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اور ہاتھ میں نور کا نیزہ لئے ہوئے ظاہر ہوا، جب ڈاکو نے گھڑ سوار کر دیکھا تو تاجر کو چھوڑ کر گھڑ سوار کی جانب بڑھا، جب اس کے قریب پہنچا تو گھڑ سوار نے ڈاکو پر حملہ کر دیا اور ایسا نیزہ مارا کہ اُسے گھوڑے سے نیچے گرا دیا، پھر وہ گھڑ سوار تاجر کے پاس آیا اور کہا کہ اٹھو اور اس ڈاکو کو قتل کر دو، تو تاجر نے کہا کہ آپ کون ہو؟ میں نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا اور میرا دل نہیں چاہتا کہ میں اسے قتل کروں، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گھڑ سوار ڈاکو کے پاس گیا اور اُسے قتل کر دیا، پھر وہ گھڑ سوار تاجر کی طرف آیا اور کہا کہ جان لو میں تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں، جب آپ نے پہلی بار پکارا تو ہم نے آسمان کے کڑکنے کی آواز سنی تو ہم نے کہا کہ کوئی واقعہ پیش آگیا ہے، پھر آپ نے دوسری بار پکارا تو آسمان کے دروازے کھل گئے اور آسمان آگ کے شعلوں کی طرح بھڑک اٹھا، پھر آپ نے تیسری بار پکارا تو جبرائیل علیہ السلام آسمان سے اتر کر ہمارے پاس آئے اور آواز لگائی کہ کوئی ہے اس مصیبت زدہ کے لئے؟ تو میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اس ڈاکو کے قتل کا اختیار میرے حوالے کر دیں۔

جان لو اے اللہ کے بندے! جو کوئی بھی آپ کی یہ دعا مانگے گا ہر مصیبت اور سختی کے وقت اور ہر تکلیف کے وقت تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل کر دیں گے اور اس کی مدد کریں گے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ تاجر صحیح سلامت لوٹ آیا یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہوا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سارا قصہ بیان کیا اور دعا کے بارے میں بھی بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ

کو اسمائے حسنیٰ تلقین کئے ہیں، ان کے ذریعے سے جب دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور اِن کے ذریعے سے جب سوال کیا جائے تو عطا کیا جاتا ہے۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت حافظ ابو طاہر احمد بن محمد سلفی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المشیخة البغدادیة"[1] میں اور علامہ جمال الدین یوسف بن احمد بن حسن المعروف ابن المبرد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "صب الخمول"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی بشران بن عبد الملک پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

نوٹ: واضح رہے کہ موسیٰ بن حجاج اور ابو الیسر ابراہیم بن احمد موصلی سے نقل کرنے والا راوی بشران بن عبد الملک ہے، بشر بن عبد الملک تصحیف ہے[3]۔

---

[1] الجزء العشرون من المشيخة البغدادية:ص: ٣٣٠،مخطوط .

[2] صب الخمول:ص: ١٢١،ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ لبنان،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[3] تصحیف کی دلیل ملاحظہ ہو: "ومحمد بن بشران بن عبد الملك القزاز الموصلي، حدث: عن أبيه، وعن بارح بن أحمد الهروي.روى عنه: أبو الفتح محمد بن الحسين الأزدي، وأبو المفضل الشيباني.

خبرني عبيد الله بن عبد العزيز بن جعفر البرذعي، أنا محمد بن عبد الله بن المطلب الشيباني، حدثني محمد بن بشران الموصلي القزاز، نا أبو بشران بن عبد الملك، نا موسى بن الحجاج أبو عمران السمرقندي، ببيسان، نا مالك بن دينار، عن الحسن، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من خاف شيئا حذره، ومن رجا شيئا عمل له، ومن أيقن بالخلف جاد بالعطية"(انظر: تلخيص المتشابة في الرسم:٦٩٧/٢،ت:سكينة الشهابي،طلاس للدراسات والترجمة والنشر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥ء).

دوسری دلیل: "المشيخة البغدادية "کا حوالہ متن میں گزر چکا ہے، جس میں ابو الیسر ابراہیم بن احمد، بشران بن عبد الملک سے نقل کر رہا ہے، نہ کہ بشر بن عبد الملک، مزید ملاحظہ ہو: "وأبو اليسر إبراهيم بن أحمد بن محمد بن موسى الأنصاري الموصلي، يعرف بابن الجوزي، قدم بغداد حاجا، وحدث عن بشران بن عبد الملك ومحمد بن حمدان الموصليين، ومحمد بن أحمد بن محمد المقدمي، حدث عنه من البغداديين ابن رزقويه،

سند میں موجود راوی موسی بن حجاج سمرقندی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الموضوعات"[1] میں ایک دوسری حدیث کے تحت لکھتے ہیں: "حديث: بسند مظلم، ثنا محمد بن حجاج، عن مالك بن دينار، عن الحسن، عن أنس، رفعه: خلقت الزنابير من رءوس الخيل، وخلقت النحل من رءوس البقر. محمد هالك". اس روایت کی سند مظلم ہے۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھڑ گھوڑوں کے سروں سے پیدا کی گئی ہیں، اور شہد کی مکھیاں گائے کے سروں سے پیدا کی گئی ہیں۔ (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سند میں موجود راوی) محمد "هالك" ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الموضوعات" میں مذکورہ ضمنی روایت کی سند میں محمد بن حجاج کے بجائے موسی بن حجاج ہے، جو مالک بن دینار سے اس حدیث کو نقل کر رہا ہے، اور بشران بن عبد الملک اس موسی بن حجاج سے نقل کر رہا ہے، بشران بن عبد الملک کا مروی عنہ اور مالک بن دینار سے نقل کرنے والوں میں موسی بن حجاج کا نام تراجم کی کتب میں ملتا ہے، البتہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی "تلخیص" کی ذکر کردہ یہ عبارت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الموضوعات" سے ماخوذ ہے، جس میں موسی بن حجاج کی جگہ محمد بن حجاج لکھا ہے، اس لئے درست یہی ہے کہ یہ لفظ موسی بن حجاج ہے نہ کہ محمد بن حجاج، بظاہر یہ محمد بن حجاج

وأبو محمد الحسن بن علي بن أبي اليسر بن أبي صالح الأزرق التنيسي أحد الزهاد"(انظر:الإكمال لابن ماكولا:۲۷۵/۱،الفاروق الحديثية ـ القاهرة).

[1] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٤٦،رقم:٨٧،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

تصحیف ہے، الحاصل حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ سند مظلم اور سند میں موجود راوی موسیٰ بن حجاج "ھالك" ہے۔

ذیل میں ہم بعض دیگر شواہد بھی ذکر کریں گے جس میں موسیٰ بن حجاج کے بارے میں دیگر ائمہ کا تعامل بھی واضح ہو جائے گا۔

❶ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب الموضوعات"[1] میں ایک روایت ذکر کی ہے جس کا ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے، اس کی سند میں موسیٰ بن حجاج موجود ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأكثر رجاله مجهولون". یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے صحیح نہیں ہے، اور اس کے اکثر راوی مجہول ہیں۔

❷ علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "ذيل اللآلئ" میں موجود ایسی دو من گھڑت روایتوں کو "تنزيه الشريعة" کی فصلِ ثالث میں ذکر کیا ہے جن کی سند میں موسیٰ بن حجاج موجود ہے، اس کے بعد علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لم يبين علته، وفيه موسى بن الحجاج السمرقندي، وعنه نصر

---

[1] كتاب الموضوعات: ١٨٨/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ روایت ملاحظہ ہو: "أنبأنا ابن خيرون، قال أنبأنا أبو محمد عبد الله بن أحمد السمرقندي، قال حدثنا عبد العزيز بن أحمد الكتاني، قال حدثنا أبو الحسين عبد الوهاب بن جعفر ابن علي الميداني، قال حدثنا محمد بن عبد الله بن أحمد الربعي، قال حدثنا عمر بن عيسى الأصبهاني، قال حدثنا بشران بن عبد الملك الموصلي، قال حدثنا موسى بن الحجاج، قال حدثنا مالك بن دينار، عن الحسن، عن أنس بن مالك، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: خلقت الزنابير من رؤوس الخيل، وخلقت النحل من رؤوس البقر. هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأكثر رجاله مجهولون".

بن إسماعيل بن النعمان وعن هذا علي بن عامر النهاوندي، ولم أعرفهم". علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں کوئی علت بیان نہیں کی، اور سند میں موسی بن حجاج سمرقندی اور دیگر راوی موجود ہیں، جن کو میں نہیں پہچانتا[1]۔

❸ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ دوسری روایت میں فرماتے ہیں: "بيض السيوطي للحكم عليه ولوائح الوضع عليه ظاهرة، وفيه محمد بن عبد الواحد البيع عن عبد الله بن إبراهيم الفامي، عن عبد الله بن إسماعيل بن حماد، عن بشران بن عبد الملك، عن موسى بن الحجاج، ولم أقف لواحد منهم على ترجمة". اس پر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کے مقام پر کچھ نہیں کہا، اور اس میں وضع کی علامت ظاہر ہے، اور سند میں موجود راوی موسی بن حجاج سمرقندی اور دیگر راویوں کے ترجمہ پر میں واقف نہیں ہو سکا ہوں[2]۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ٣٢٦/٢، رقم: ٢١، ت: عبد اللطيف عبد الوهاب، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.
تنزیہ الشریعہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "حديث: إن لله تعالى بحرا من نور، حوله ملائكة من نور على خيل من نور بأيديهم حراب من نور، يسبحون حول ذلك البحر: سبحان ذي الملك والملكوت، سبحان ذي العزة والجبروت، سبحان الحي الذي لا يموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح، فمن قالها في يوم أو شهر أو سنة أو في عمره غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، ولو كانت ذنوبه مثل زبد البحر أو مثل رمل عالج أو فر من الزحف (مي) من حديث أنس (قلت) لم يبين علته، وفيه موسى بن الحجاج السمرقندي، وعنه نصر بن إسماعيل بن النعمان وعن هذا علي بن عامر النهاوندي، ولم أعرفهم، والله تعالى أعلم".

[2] تنزيه الشريعة: ٢٤٦/١، رقم: ٩، ت: عبد اللطيف عبد الوهاب، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.
"تنزیہ الشریعہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "حديث: عبد الله موسى بن عمران ليلة، حتى أصبح لم يقر فيها ولم يسترح، فلما أصبح داخله من ذلك عجب، فأحب الله أن يريه ذلك، فمر موسى على شاطئ البحر فإذا بضفدع يكلمه من البحر يا موسى بن عمران! أعجبتك عبادة ليلة وأنا على شاطئ البحر منذ أربعمائة عام أسبح الله وأقدسه وأمجده لم آمن أن يهب ريح أو يضرب موج فأقع من هذا البرد على منخري في جهنم، فحقر موسى نفسه وعمله، فقال له بالذي أنطقك ما تسبيحك؟ قال: يا موسى! تسبيحي: سبحان

اہم نوٹ: علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزيادات على الموضوعات"[1] میں ایک سند کے تحت موسی بن حجاج سمرقندی کے بارے میں لکھا ہے: "وكان أتى عليه مائة وثلاثة وثلاثون سنة". اوران کی عمر ایک سو تینتیس سال کو پہنچ چکی تھی۔

روایت بطریقِ موسی بن حجاج کا حکم

ماقبل میں آپ جان چکے ہیں کہ موسی بن حجاج کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ہالک" کہا ہے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر من گھڑت روایات کے تحت موسی بن حجاج کے بارے میں دوسرے راویوں کے ساتھ عدم معرفت اور جہالت کا قول اختیار کیا ہے، الحاصل اس سند سے بھی اس روایت کو آپ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

من يسبح له في لجج البحار، سبحان من يسبح له في الأرض القفار، سبحان من يسبح له فى رؤس الجبال، سبحان من يسبح له بكل شفة ولسان، ثم قال رسول الله: من سبح به في كل يوم مرة أو في كل شهر مرة أو في كل سنة مرة كتب الله له كمن أعتق ألف نسمة من ولد إسماعيل أو حج ألف حجة مبرورة.(مي) من حديث أنس (قلت) بيض السيوطي للحكم عليه ولوائح الوضع عليه ظاهرة، وفيه محمد بن عبد الواحد البيع عن عبد الله بن إبراهيم الفامي، عن عبد الله بن إسماعيل بن حماد، عن بشران بن عبد الملك، عن موسى بن الحجاج، ولم أقف لواحد منهم على ترجمة، والله أعلم".

[1] الزيادات على الموضوعات:۵۹۱/۲،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱۴۳۱هـ.

علامہ سیوطیؒ کی ذکر کردہ سند ملاحظہ ہو، جس کا ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے: "الديلمي: أخبرنا أبي، أخبرنا أبو الفرج علي بن محمد بن عبد الحميد البجلي، حدثنا ابن لال، حدثنا علي بن عامر النهاوندي، حدثنا نصر بن إسماعيل بن النعمان، حدثنا موسى بن الحجاج السمرقندي وكان أتى عليه مائة وثلاثة وثلاثون سنة، حدثنا مالك بن دينار، عن الحسن، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن لله تعالى بحرا من نور، حوله ملائكة من نور على خيل من نور، بأيديهم حراب من نور، يسبحون حول ذلك البحر: سبحان ذي الملك والملكوت، سبحان ذي العزة والجبروت، سبحان الحي الذي لا يموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح، فمن قالها في يوم أو شهر أو سنة أو في عمره غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر ولو كانت ذنوبه مثل زبد البحر، أو مثل رمل عالج أو فر من الزحف".

پوری تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ روایت دونوں سندوں سے شدید ضعیف ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت کو عجیب حدیث بھی کہا ہے، چنانچہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
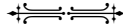
روایت نمبر⑫

روایت: ”إن لله ملكا لو قيل له: التقم السموات والأرضين السبع بلقمة واحدة، لفعل، تسبيحه: سبحانك حيث كنت“. بے شک اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہے اگر اس سے کہا جائے: ساتوں آسمان وزمین ایک ہی لقمہ میں نگل لو، تو وہ ایسا کرلے گا، اس کی تسبیح یہ ہے: تو پاک ہے جہاں کہیں بھی ہے۔

حکم: حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ”منکر حدیث“ ہے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”یہ حدیث غریب جداً ہے، اور اس کے مرفوع (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول) ہونے میں نظر ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہو، اور انہوں نے اسے اسرائیلیات میں سے لیا ہو“، الحاصل اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ”المعجم الأوسط“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”حدثنا محمد بن عبد الله بن عِرْس، ثنا وهب الله بن رِزْق أبو هريرة المصري، ثنا بشر بن بكر، ثنا الأوزاعي، حدثني عطاء، عن عبد الله بن عباس، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن لله ملكا لو قيل له: التقم السموات والأرضين السبع بلقمة واحدة، لفعل،

[1] المعجم الأوسط: ٦/ ٢٩٠، رقم: ٦٤٤٢، ت: طارق بن عوض الله بن محمد، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

تسبيحه: سبحانك حيث كنت ".

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہے اگر اس سے کہا جائے: ساتوں آسمان و زمین ایک ہی لقمہ میں نگل لو، تو وہ ایسا کرلے گا، اس کی تسبیح یہ ہے: تو پاک ہے جہاں کہیں بھی ہے۔

یہی روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الكبير"[1] اور "كتاب الدعاء"[2] میں بھی تخریج کی ہے، اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية الأولياء"[3] میں تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[4] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "لم يرو هذا الحديث عن الأوزاعي إلا بشر بن بكر، تفرد به وهب الله بن رِزْق". یہ حدیث اوزاعی سے صرف بشر بن بکر نے روایت کی ہے، اس میں وہب اللہ بن رِزق متفرد ہے۔

---

[1] المعجم الكبير: ١٩٥/١١، رقم: ١١٤٧٦، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

[2] كتاب الدعاء للطبراني: ص: ٤٩٧، رقم: ١٧٤٨، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] حلية الأولياء: ٣١٨/٣، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[4] المعجم الأوسط: ٢٩٠/٦، رقم: ٦٤٤٢، ت: طارق بن عوض الله بن محمد، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث غريب من حديث الأوزاعي، عن عطاء، لم نكتبه إلا من حديث بشر بن بكر". یہ حدیث غریب ہے اوزاعی، عن عطاء کی سند سے، اسے ہم نے اسے صرف بشر بن بکر کی حدیث سے لکھا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو "العلو"[2] میں نقل کر کے فرماتے ہیں: "حديث منكر، أخرجه الطبراني". یہ منکر حدیث ہے، طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسير"[3] میں نقل روایت کے بعد فرماتے ہیں: "وهذا حديث غريب، بل منكر". یہ حدیث غریب، بلکہ منکر ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسير"[4] ہی میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وهذا حديث غريب جدا، وفي رفعه نظر، وقد يكون موقوفا على ابن عباس، ويكون مما تلقاه من الإسرائيليات، والله

---

[1] حلية الأولياء:٣١٨/٣،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

[2] العلو لعلي الغفار:ص:١١٠،رقم:٢٨٦،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] تفسير ابن كثير:١٠٦/٥،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[4] تفسير ابن كثير:٣١٣/٨،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

أعلم". اور یہ حدیث غریب جداً ہے، اور اس کے مرفوع ہونے میں نظر ہے، اور ہوسکتا ہے کہ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہو، اور انہوں نے اسے اسرائیلیات میں سے لیا ہو، واللہ اعلم۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "البداية والنهاية"[1] میں بھی روایت پر یہی کلام کیا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں فرماتے ہیں: "رواه الطبراني في الأوسط والكبير، وقال: تفرد به وهب بن رِزْق، قلت: ولم أر من ذكر له ترجمة". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط اور کبیر میں تخریج کیا ہے، اور فرمایا: اس میں وہب بن رِزق متفرد ہے، میں (حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اور میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان کا ترجمہ قائم کیا ہو۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فيض القدير"[3] میں حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "التيسير"[4] میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وفيه رجل مجهول". اور اس میں ایک مجہول شخص ہے۔

---

[1] البداية والنهاية: ٩٨/١، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر للطباعة والنشر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] مجمع الزوائد: ٨٠/١، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[3] فيض القدير: ٤٨١/٢، رقم: ٢٣٦٠، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[4] التيسير بشرح الجامع الصغير: ٣٢٩/١، مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تحفة النبلاء"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرمایا ہے:

"رواه الطبراني عن محمد بن عبد الله بن عبد الحكم [كذا في الأصل، والصحيح: عرس]، عن وهب الله بن رزق أبي هبيرة [كذا في الأصل]، وباقي رواته ثقات". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے **محمد بن عبد اللہ بن عِرس، عن وہب اللہ بن رزق ابو ہریرہ** سے روایت کیا ہے، اور اس روایت کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود راوی **محمد بن عبد اللہ بن عِرس** کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا[2]، اور **وہب اللہ بن رِزق ابو ہریرہ مصری** کا ترجمہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ الإسلام"[3] میں قائم کیا ہے، لیکن کوئی جرح وتعدیل ذکر نہیں کی۔

---

[1] تحفة النبلاء من قصص الأنبياء:ص:٨٤،ت:غنيم بن عباس بن غنيم،مكتبة الصحابة ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] پھر بعد میں ملا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے "نتائج الأفكار" میں ایک حدیث کو "حسن" قرار دیا ہے، اور اس حدیث کی سند میں محمد بن عبد اللہ بن عرس موجود ہے(نتائج الأفكار:٢٢٨/٣،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،دارابن كثير۔بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ).

[3] تاريخ الإسلام:١٢٨٠/٥،رقم:٥٨٤،ت:بشار عواد معروف،دارالغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
حافظ ذہبیؒ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وهب الله بن رِزْق، أبو هريرة المصري: لم يذكره ابن يونس في تاريخه، سمع: بشر بن بكر التنيسي، ويحيى بن بكير، وعبد الله بن يحيى المعافري، وغيرهم، وعنه: أبو بكر بن أبي داود، ومحمد بن عبد الله بن عِرْس شيخ الطبراني".

روایت کا حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ "منکر حدیث" ہے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث غریب جداً ہے، اور اس کے مرفوع ہونے میں نظر ہے، ہوسکتا ہے کہ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہو، اور انہوں نے اسے اسرائیلیات میں سے لیا ہو"۔

نیز سند میں موجود راوی محمد بن عبد اللہ بن عِرس کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا، اور وہب اللہ بن رِزق ابو ہریرہ مصری کا ترجمہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا ہے، لیکن کوئی جرح یا تعدیل ذکر نہیں کی۔

الحاصل اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

اہم فائدہ:

زیرِ بحث روایت کا حکم گزر چکا ہے، ذیل میں اسی مضمون کی دو احادیث نقل کی جارہی ہیں، جنہیں بلاتردد بیان کرسکتے ہیں:

① ایک "صحیح" روایت ہے، جسے امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[1] میں تخریج کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا أحمد بن حفص بن عبد الله، حدثني أبي، حدثني إبراهيم بن طَهْمَان، عن موسى بن عقبة، عن محمد بن المنكدر، عن جابر بن

[1] سنن أبي داؤد:۱۰۹/۷،رقم:۴۷۲۷،ت:شعیب الأرنوؤط،دار الرسالة العالمية ـدمشق،الطبعة الأولى ۱۴۳۰ھـ.

عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: أذن لي أن أحدث عن ملك من ملائكة الله من حملة العرش، إن ما بين شحمة أذنه إلى عاتقه مسيرة سبع مئة عام".

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ میں اللہ تعالی کے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کی حالت بیان کروں، بے شک اس کے کان کی لَو سے مونڈھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري"[1] **میں مذکورہ روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:** "أخرجه أبو داود وابن أبي حاتم من رواية إبراهيم بن طهمان، عن محمد بن المنكدر، وإسناده على شرط الصحيح". **اسے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن طہمان، عن محمد بن منکدر کی سند سے تخریج کیا ہے، اور اس کی سند صحیح کی شرط پر ہے۔**

② اسی طرح امام ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "صحیح کے راویوں پر مشتمل" ایک روایت اپنی "مسند"[2] **میں تخریج کی ہے، ملاحظہ ہو:**

"حدثنا عمرو الناقد، حدثنا إسحاق بن منصور، حدثنا إسرائيل، عن معاوية بن إسحاق، عن سعيد المقبري، عن أبي هريرة، قال: قال

---

[1] فتح الباري:٦٦٥/٨،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية .

[2] مسند أبي يعلى الموصلي:٤٩٦/١١،رقم:٦٦١٩،ت:حسين سليم أسد،دار المامون للتراث ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

رسول الله صلى الله عليه وسلم: أذن لي أن أحدث عن ملك قد مرقت رجلاه الأرض السابعة، والعرش على منكبه، وهو يقول: سبحانك أين كنت وأين تكون".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ میں ایک ایسے فرشتہ کی حالت بیان کروں کہ اس کے پاؤں ساتویں زمین تک پہنچ رہے ہیں، اور عرش اس کے کندھے پر ہے، اور وہ یہ تسبیح بیان کر رہا ہے: تو پاک ہے جہاں کہیں بھی ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں مذکورہ روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح". اسے ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

[1] مجمع الزوائد:۱۳۵/۸،دار الکتاب العربی ـ بیروت .
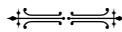
روایت نمبر⑬

روایت: ”إنما خلقت الخلق ليربحوا علي، ولم أخلقهم لأربح عليهم“. میں نے مخلوقات کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے نفع حاصل کریں، اور میں نے ان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ میں ان سے نفع حاصل کروں۔

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: ”میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں“، نیز علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اسرائیلی روایت کے طور پر بیان کیا ہے، اس لئے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں، البتہ اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کر سکتے ہیں۔

روایت کا مصدر

مذکورہ روایت علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قوت القلوب“[1] میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

”وخبر آخر، يقول الله تعالى: إنما خلقت الخلق ليربحوا علي، ولم أخلقهم لأربح عليهم“. اور ایک دوسری خبر ہے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: میں نے مخلوقات کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے نفع حاصل کریں، اور میں نے ان کو اس لئے پیدا نہیں کیا تاکہ میں ان سے نفع حاصل کروں۔

---

[1] قوت القلوب: ٦٠٢/٣، ت: محمود إبراهيم محمد رضواني، دار التراث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

بعض دیگر مصادر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایت کو "إحياء علوم الدين"[۱] میں علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ الفاظ سے نقل کیا ہے، نیز علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفاتيح الغيب"[۲] میں اسے ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "قال عليه الصلاة والسلام حاكيا عن رب العزة سبحانه: خلقتهم ليربحوا علي، لا لأربح عليهم". آپ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ رب العزت سے حکایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں نے انھیں پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے نفع حاصل کریں، اس لئے پیدا نہیں کیا کہ میں ان سے نفع حاصل کروں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ "الرسالة القشيرية"[۳] میں فرماتے ہیں:
"وقيل: أوحى الله إلى داود، قل لهم: إني لم أخلقهم لأربح عليهم، وإنما خلقتهم ليربحوا علي".

اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ آپ ان بندوں سے کہیں کہ بلاشبہ میں نے مخلوقات کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ میں ان سے نفع حاصل کروں، بلکہ میں نے ان کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے نفع حاصل کریں۔

---

[۱] إحياء علوم الدين: ١٥٠/٤، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٢هـ.

[۲] مفاتيح الغيب: ١٨٧/٨، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

[۳] الرسالة القشيرية: ٢٥٢، ت: عبد الحليم محمود، المكتبة التوفيقية ـ القاهرة، الطبعة ٢٠٠٧ء.

علامہ محمد بن عبد الکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”نهاية الإقدام“[1] میں اسے ”ورد في بعض الكتب“ (بعض کتب میں آتا ہے) کہہ کر نقل کیا ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ”المغني عن حمل الأسفار“[2] میں فرماتے ہیں: ”لم أقف له على أصل“. میں اس روایت کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں۔

علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ ”تذكرة الموضوعات“[3] میں فرماتے ہیں: ”لم يوجد“. یہ روایت نہیں ملتی۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ ”إتحاف“[4] میں ”رسالہ قشیریہ“ سے مذکورہ بالا روایت نقل کرنے کے بعد حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”فظهر أنه خبر إسرائيلي“. اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ اسرائیلی روایت ہے۔

[1] نهاية الإقدام: ۲۲٤/۱، أحمد فريد المزيدي، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] المغني عن حمل الأسفار: ۱۰٥٦/۱، رقم: ۳۸۲٤، ت: أبو محمد أشرف، مكتبة طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] تذكرة الموضوعات: ص: ۲۲۸، إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولي ١٣٤٣هـ.

”تذکرۃ الموضوعات“ کے الفاظ ملاحظہ ہوں: ”يأتي كل رجل من أمتي من هذه الأمة بيهودي أو نصراني إلى جهنم، فيقول: هذا فدائي من النار، فيقال للمسلم: إنما خلقت الخلق ليربحوا علي، ولم أخلقهم لأربح عليهم“.

واضح رہے کہ علامہ پٹنیؒ نے زیر بحث روایت کے ساتھ ابتداء میں جو الفاظ نقل کئے ہیں وہ ”مسند احمد“ وغیرہ کتب میں موجود ہیں، نیز الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ یہ ابتدائی حصہ ”صحیح مسلم“ میں بھی موجود ہے، ملاحظہ ہو: ”حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا أبو أسامة، عن طلحة بن يحيى، عن أبي بردة، عن أبي موسى، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كان يوم القيامة، دفع الله عز وجل إلى كل مسلم يهوديا، أو نصرانيا، فيقول: هذا فكاكك من النار“ (الصحيح لمسلم: ۲۱۱۹/٤، رقم: ٤٩، دار الكتب العلمية ـ بيروت، محمد فواد عبد الباقي، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ).

[4] إتحاف: ۳٥۳/۱۱، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: ”میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں“، علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ اسرائیلی روایت ہے“، علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ روایت نہیں ملتی“، علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے داؤد علیہ السلام کی وحی کے طور پر ذکر کیا ہے، نیز علامہ شَہرَستانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”بعض کتب میں آتا ہے“ کہہ کر نقل کیا ہے، الحاصل اس روایت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں، البتہ اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کر سکتے ہیں۔
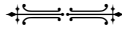
روایت نمبر ⑭

روایت: یعفور نامی دراز گوش (گدھے) کا آپ ﷺ سے ہم کلام ہونا، اور آپ ﷺ کا یعفور کو بطور قاصد صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھروں کی طرف بھیجنا، حضور ﷺ کی وفات کے بعد یعفور کا اپنے آپ کو حضور ﷺ کے غم میں کنویں میں گرا کر جان دے دینا۔

حکم: یہ تمام مضامین من گھڑت ہیں، البتہ آپ ﷺ کا یعفور نامی دراز گوش (گدھا) تھا، جس پر آپ ﷺ سواری فرماتے تھے۔

زیر بحث روایت دو طریق سے مروی ہے:

① طریق ابو جعفر محمد بن مَزْیَد مولی بنی ہاشم ② طریق عبد اللہ بن اُذَینہ طائی۔

روایت بطریق ابو جعفر محمد بن مَزْیَد بغدادی مولی بنی ہاشم

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا أبو غالب وأبو عبد الله قالا: أنبأ أبو سعد بن أبي علانة، أنا أبو طاهر المُخَلِّص، وأبو أحمد بن المهتدي، حدثني أبو الحسن الأسدي عمر بن بشر بن موسى، نا أبو حفص عمر بن مَزْيَد، نا عبد الله بن محمد بن عبيد بن أبي الصهباء، نا أبو حذيفة عبد الله بن حبيب

[1] تاريخ مدينة دمشق: ٢٣٢/٤، رقم: ١٠٠٨، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

الهُذَلي، عن أبي عبد الله السُلَمِي، عن أبي منظور قال: لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم ـ يعني خيبر ـ أصاب أربعة أزواج ثقال [كذا في الأصل، ولعله: نعال كما في المجروحين لابن حبان[1]]، أربعة أزواج خفاف، وعشر أواقي ذهب وفضة، وحمار أسود مُكَبَّلا [وفي البداية: ومِكْتَل].

قال: فكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم الحمار، فكلمه الحمار، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: ما اسمك؟ قال: يزيد بن شهاب، أخرج الله عزوجل من نسل جدي ستين حمارا كلهم لم يركبهم إلا نبي، قد كنت أتوقعك أن تركبني، لم يبق من نسل جدي غيري، ولا من الأنبياء غيرك، قد كنت قبلك لرجل يهودي، وكنت أتعثر به عمدا، وكان يجيع بطني ويضرب ظهري.

قال: فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: فأنت يعفور، يا يعفور! قال: لبيك، قال: أتشتهي الإناث؟ قال: لا.

قال: فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يركبه في حاجته، وإذا نزل عنه بعث به إلى باب الرجل، فيأتي الباب فيقرعه برأسه، فإذا خرج إليه صاحب الدار، أومئ [كذا في الأصل] إليه أن أجب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما قُبض النبي صلى الله عليه وسلم، جاء إلى بئر كانت لأبي الهيثم بن التَيِّهان، فتردى فيها جزعا على رسول الله

---

[1] المجروحين: ۳۰۸/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱۴۱۲هـ.

علیه وسلم، فصارت قبره".

ابو منظور فرماتے ہیں: جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خیبر کو فتح کیا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو چار جوڑے جوتے کے اور چار جوڑے چمڑے کے موزوں کے ملے، اور دس اوقیہ سونا اور چاندی ملا، اور ایک سیاہ بندھا ہوا گدھا ملا۔

روای کہتے ہیں: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے گدھے سے کلام کیا، تو گدھے نے بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کلام کیا، چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے گدھے سے کہا: تمہارا نام کیا ہے؟ گدھے نے عرض کیا: یزید بن شہاب، اللہ تعالی نے میری نسل سے ساٹھ گدھوں کو پیدا کیا، ہر گدھے پر نبی ہی نے سواری کی ہے، میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یہ توقع کرتا تھا کہ آپ مجھ پر سوار ہوں گے، میرے دادا کی نسل میں میرے علاوہ کوئی نہیں بچا، اور انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علاوہ کوئی باقی نہیں، میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے ایک یہودی شخص کی ملکیت تھا، اور میں اس کو جان بوجھ کر گراتا تھا، اور وہ میرے پیٹ کو بھوکا رکھتا تھا اور میری کمر کو مارتا تھا۔

راوی کہتے ہیں: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے کہا، تم یعفور ہو، اے یعفور! عرض کیا: میں حاضر ہوں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم گدھیوں کی خواہش رکھتے ہو؟ عرض کیا: نہیں۔

راوی کہتے ہیں: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس پر اپنی ضرورت کے لئے سوار ہوتے تھے، اور جب اس سے اتر جاتے، تو اس کو کسی کے دروازے کی طرف بھیجتے، چنانچہ وہ دروازے کے پاس آتا اور اس کو اپنے سر سے مارتا، پھر جب گھر والا باہر نکلتا، تو وہ اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشارہ کرتا، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی

وفات ہوئی، تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں ابو ہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کے کنویں کے پاس آکر اپنے آپ کو اس میں گرا دیا، لہذا وہی کنواں اس کی قبر بنا۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ سند میں موجود راوی عمر بن مَزُید ہی بظاہر محمد بن مَزُید ہے جیساکہ "البدایۃ والنہایۃ"[1] اور "المجروحین"[2] کی سند میں ہے۔

پھر بعد میں سند میں موجود حافظ ابو طاہر مُخَلِّص کا طریق ملا، جس میں ابو جعفر محمد بن مَزُید لکھا ہے[3]۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[4] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[5] میں محمد بن مَزُید کو محمد بن یزید کہہ کر بھی ذکر کیا ہے۔

بعض دیگر مصادر

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت "المجروحین"[6] میں اور

---

[1] البداية والنهاية: ٤١/٩، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] المجروحين: ٣٠٨/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] چنانچہ علامہ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "جامع الآثار" میں تحریر فرماتے ہیں: "وهذا الحديث الذي ذكره القاضي عياض مختصرا، رواه أبو طاهر المُخَلِّص فقال: حدثني أبو الحسن الأسدي ابن عم بشر بن موسى، حدثنا أبو جعفر محمد بن مَزْيَد، حدثنا عبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الصهباء، حدثنا أبو حذيفة موسى بن مسعود، عن عبد الله بن حبيب الهذلي، عن أبي عبد الله السُلَمِي، عن أبي منظور، قال: لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم خيبر... "(جامع الآثار في السير ومولد المختار: ٧١/٨، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، وزارة الأوقاف ـ قطر، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ).

[4] ميزان الاعتدال: ٦٧/٤، رقم: ٨٣٢٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] لسان الميزان: ٥٩١/٧، رقم: ٧٣٩٧، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[6] المجروحين: ٣٠٨/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "البداية والنهاية"[1] میں تعلیقاً نقل کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی محمد بن مَزیُد پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ "تاريخ دمشق"[2] کی سند میں محمد بن مَزیُد کے شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبید بن ابو الصہباء ہیں، جبکہ "البداية والنهاية"[3] میں محمد بن مَزیُد کے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عقبہ بن ابو الصہباء مذکور ہے، اور "المجروحين"[4] کی سند میں محمد بن مَزیُد کے شیخ ابو حذیفہ موسی بن مسعود ہیں۔

اسی طرح "تاريخ دمشق"[5] میں محمد بن مَزیُد کے شیخ الشیخ، ابو حذیفہ عبد اللہ بن حبیب ہذلی لکھا ہے، جبکہ "البداية والنهاية"[6] میں ابو حذیفہ عن عبد اللہ بن حبیب ہُذلی لکھا ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] البداية والنهاية: ٤١/٩، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] تاريخ مدينة دمشق: ٢٣٢/٤، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[3] البداية والنهاية: ٤١/٩، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] المجروحين: ٣٠٨/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

"المجروحین" کی سند ملاحظہ ہو: "محمد بن مَزْيَد أبو جعفر مولى بني هاشم من أهل بغداد، يروي عن أبي حذيفة موسى بن مسعود، عن عبد الله بن حبيب الهُذَلي، عن أبي عبد الرحمن السُلَمِي، عن أبي منظور وكانت له صحبة، قال: لما فتح... ".

[5] تاريخ مدينة دمشق: ٢٣٢/٤، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ

[6] البداية والنهاية: ٤١/٩، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ

"البدایہ والنہایہ" کی سند ملاحظہ ہو: "فقال أبو محمد عبد الله بن حامد: أخبرنا أبو الحسين أحمد بن حمدان السِجْزِي، حدثنا عمر بن محمد بن بُجَيْر، حدثنا أبو جعفر محمد بن مَزْيَد إملاء، أنا أبو عبد الله محمد بن عقبة بن أبي الصهباء، حدثنا أبو حذيفة، عن عبد الله بن حبيب الهُذَلي، عن أبي عبد الرحمن السُلَمي، عن أبي منظور، قال: لما فتح الله... ".

اسی طرح "تاریخ دمشق"[1] میں **محمد بن مَزْیَد** سے روایت کرنے والا راوی **عمر بن بشر بن موسی** ہے، جبکہ "البداية والنهاية"[2] میں **محمد بن مَزْیَد** سے روایت کرنے والا **عمر بن محمد بن بجیر** ہے۔

روایت بطریق ابو جعفر محمد بن مَزْیَد پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[3] میں **محمد بن مَزْیَد** کے ترجمہ کے تحت فرماتے ہیں:

"ذكر ابن أبي حاتم أنه روى عن أبي حذيفة هذا الخبر الباطل".

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ اس محمد بن مَزْیَد نے ابو حذیفہ سے اس باطل خبر کو نقل کیا ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے **زیر بحث حدیث یعفور** کو ذکر کیا، پھر حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول لائے ہیں، جو عنقریب آئے گا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں **زیر بحث روایت محمد بن مَزْیَد** کے طریق سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث لا أصل

---

[1] تاريخ مدينة دمشق: ٢٣٢/٤، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر - بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] البداية والنهاية: ٤١/٩، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر - مصر، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٣٤/٤، رقم: ٨١٦٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة - بيروت.

[4] المجروحين: ٣٠٨/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

له، وإسناده ليس بشيء، ولا يجوز الاحتجاج بهذا الشيخ". اس حدیث کی کوئی اصل نہیں، اور اس کی سند "لیس بشیء" ہے، اور اس شیخ (یعنی محمد بن مَزْیَد) سے احتجاج جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[1] میں زیر بحث روایت محمد بن مَزْیَد کے طریق سے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ومحمد بن مَزْيَد هذا لا يجوز الاحتجاج به". اور اس محمد بن مَزْیَد سے احتجاج جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الموضوعات"[2] میں زیر بحث روایت کو محمد بن مَزْیَد کے طریق سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "هذا حديث موضوع، فلعن الله واضعه، فإنه لم يقصد إلا القدح في الإسلام والاستهزاء به، قال أبو حاتم بن حبان: لا أصل لهذا الحديث، وإسناده ليس بشيء، ولا يجوز الاحتجاج بمحمد بن مزيد".

یہ من گھڑت حدیث ہے، اس کے گھڑنے والے پر اللہ کی لعنت ہو، کیوں کہ اس کا مقصد ہی اسلام میں عیب لگانا اور مذاق اڑانا ہے، ابو حاتم ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں، اور اس کی سند "لیس بشیء" ہے، اور محمد بن مَزْیَد سے احتجاج جائز نہیں۔

---

[1] تذكرة الحفاظ: ص: ٢٦٢، رقم: ٦٤٨، ت: حمدي عبد المجيد بن إسماعيل السلفي، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] كتاب الموضوعات: ص: ٢٠٩، رقم: ٥٥٦، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[1] اور "تلخیص الموضوعات"[2] میں، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[3] میں، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[4] اور "مناهل الصفا"[5] میں، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[6] میں، ملا علی قاری نے "شرح الشفا"[7] میں اور علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے "نسيم الرياض"[8] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابوموسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۸۱ھ) کا قول

حافظ ابوموسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"هذا حديث منكر جدا إسنادا ومتنا، لا أحل لأحد أن يرويه عني إلا مع كلامي عليه"[9]. یہ حدیث سند اور متن کے لحاظ سے بہت زیادہ منکر ہے،

---

[1] ميزان الاعتدال: ٣٤/٤، رقم: ٨١٦٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] تلخيص الموضوعات: ص: ٨٨، رقم: ٢٠١، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] لسان الميزان: ٥٩١/٧، رقم: ٧٣٩٧، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] اللآلئ المصنوعة: ٢٥٣/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[5] مناهل الصفا: ص: ١٣٣، رقم: ٦٢٤، ت: سمير القاضي، دار الجنان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[6] تنزيه الشريعة المرفوعة: ٣٢٦/١، رقم: ١١، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[7] شرح الشفا: ٦٤٣/١، ت: عبد الله محمد الخليلي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[8] نسيم الرياض: ٦١/٤، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[9] أسد الغابة: ٢٩٨/٦، رقم: ٦٢٩١، ت: علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

میں کسی کے لئے حلال نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے اس روایت کو میرے اس پر کلام کے بغیر نقل کرے۔

حافظ ابو موسیٰ مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "أسد الغابة"[1] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإصابة"[2] میں اور علامہ دَمیری رحمۃ اللہ علیہ نے "حياة الحيوان"[3] میں اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ تقی الدین مَقْرِیزِی رحمۃ اللہ علیہ "إمتاع الأسماع"[4] میں زیر بحث حدیث یعفور پر حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"قال الذهبي: يروى بإسناد مجهول عن مجهول، يقال له أبو منظور: كتبه للفُرْجة لا للحجة". ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت مجہول عن مجہول کی سند سے منقول ہے، جسے ابو منظور کہا جاتا ہے، اس کو بطور فرجہ (تماشہ) کے لکھا ہے، نہ کہ بطور استدلال کے۔

اہم نوٹ: حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا۔

---

[1] أسد الغابة:٢٩٨/٦،رقم:٦٢٩١،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[2] الإصابة:٣٢١/٧،رقم:١٠٥٨٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] حياة الحيوان الكبرى:٣٥٦/١،ت:أحمد حسن بسج،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[4] إمتاع الأسماع:٢٢٦/٧،ت:محمد عبد الحميد النميسي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[1] میں زیر بحث روایت بطریق محمد بن مَزْیَد ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فهو حديث لا يعرف له إسناد بالكلية، وقد أنكره غير واحد من الحفاظ، منهم عبد الرحمن بن أبي حاتم وأبوه رحمها الله، وقد سمعت شيخنا الحافظ أبا الحجاج المزي رحمه الله ينكره غير مرة إنكارا شديدا".

اس حدیث کی بالکل کوئی سند معروف نہیں ہے، اور کئی حفاظ نے اس روایت کا انکار کیا ہے، ان میں سے عبد الرحمن بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے والد رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور میں نے اپنے شیخ حافظ ابو حجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ کو کئی مرتبہ اس روایت کا شدید انکار کرتے ہوئے سنا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "الفصول"[2] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"قلت: وأغرب من هذا كله رواية أبي قاسم السهيلي في روضه الحديث المشهور في قصة عفير أنه كلم النبي صلى الله عليه وسلم، وقال: إنه من نسل سبعين حمارا، كل منها ركبه نبي،

---

[1] البداية والنهاية: ۳۸۳/۸، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[2] الفصول في سيرة الرسول: ص: ۲۵۹، ت: محمد العيد الخطراوي ومحيي الدين مستو، مؤسسة علوم القرآن ـ بيروت، الطبعة الثالثة ۱٤۰۳هـ.

وأن اسمه يزيد بن شهاب، وأنه كان يبعثه النبي صلى الله عليه وسلم في الحاجات إلى أصحابه.

فهذا شيء باطل لا أصل له من طريق صحيح ولا ضعيف إلا ما ذكره أبو محمد بن أبي حاتم من طريق منكر مردود، ولا شك أهل العلم [كذا في الأصل] بهذا الشأن أنه موضوع.

وقد ذكر هذا أبو إسحاق الإسفراييني وإمام الحرمين، حتى ذكره القاضي عياض في كتابه الشفاء استطرادا، وكان الأولى ترك ذكره لأنه موضوع، سألت شيخنا أبا الحجاج عنه فقال: ليس له أصل وهو ضحكة".

میں (حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اور ان سب سے زیادہ غریب ابو القاسم سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کتاب "روض" میں قصہ عفیر کی مشہور حدیث روایت کرنا ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا، اور کہا: وہ ان ستر گدھوں کی نسل میں سے ہے، جن میں سے ہر ایک پر نبی نے سواری کی، اور اس کا نام یزید بن شہاب ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ضرورت کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف بھیجتے تھے۔

یہ ایک باطل شیء ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، نہ کسی صحیح طریق سے اور نہ ہی کسی ضعیف طریق سے، سوائے اس کے جس کو ابو محمد بن ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے منکر مردود طریق سے ذکر کیا ہے، اور اس فن کے اہل علم اس کے من گھڑت ہونے میں شک نہیں کرتے۔

اور اس کو ابو اسحاق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ اور امام حرمین رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے،

حتی کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی کتاب ''الشفاء'' میں استطرادا ذکر کیا ہے، اور اس کو ذکر نہ کرنا زیادہ بہتر تھا، کیوں کہ یہ من گھڑت ہے، میں نے اپنے شیخ ابو حجاج رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے کہا: اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ ہنسنے کی چیز ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ ''التوضیح''[1] میں زیر بحث روایت بحوالہ تاریخ ابن عساکر ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''قال أبو القاسم: هذا حديث غريب، وفي إسناده غير واحد من المجهول، وقال ابن حبان في ضعفائه: لا أصل لهذا الحديث، وإسناده ليس بشيء''.

ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، اور اس کی سند میں کئی مجہول روای ہیں، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''ضعفاء'' میں فرماتے ہیں: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس کی سند لیس بشیء ہے۔

علامہ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ''جامع الآثار''[2] میں زیر بحث حدیث یعفور محمد بن مَزْیَد کے طریق سے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''هذا حديث غريب متنا مجهول إسنادا، أدخله ابن الجوزي في كتابه في

[1] التوضيح لشرح الجامع الصحيح: ٥٠٨/١٧، ت: دار الفلاح، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية ـ قطر، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[2] جامع الآثار ٧٢/٨، ت: أبو يعقوب نشأت كمال، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية ـ قطر، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

الموضوعات، وصرح بوضعه". یہ حدیث متن کے لحاظ سے غریب ہے، اسناد کے لحاظ سے مجہول ہے، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی کتاب الموضوعات میں داخل کیاہے، اور اس کے من گھڑت ہونے کی صراحت کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإصابة"[1] میں زیر بحث حدیث یعفور کو "خبر واه" کہاہے۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث حدیث یعفور کو ذکر کرکے حافظ ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام (جو کہ گزر چکاہے) اعتماداً ذکر کیاہے۔

حافظ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ "أشرف الوسائل"[2] میں زیر بحث روایت بحوالہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ وابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ولكن الحديث مطعون فيه، وذكره ابن الجوزي في الموضوعات، وفي غيره غنية عنه". لیکن اس حدیث میں طعن کیا گیاہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے موضوعات میں ذکر کیاہے، اور اس کے علاوہ روایتیں اس سے مستغنی کر دیتی ہیں۔

---

[1] الإصابة:۳۲۱/۷،رقم:۱۰۵۸٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـبيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] أشرف الوسائل:ص:۲۵۱،ت:أبو الفوارس أحمد بن فريد،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ "إنسان العیون"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قال ابن حبان: هذا خبر لا أصل له، وإسناده ليس بشيء وقال ابن الجوزي: لعن الله واضعه فإنه لم يقصد إلا القدح في الإسلام والاستهزاء به، وقد قال شيخنا العماد بن كثير: هذا شيء باطل، لا أصل له من طريق صحيح ولا ضعيف، وسألت شيخنا المزي رحمه الله فقال: ليس له أصل، وهو ضحكة، وقد أودعه كتبهم جماعة، منهم القاضي عياض في الشفاء، والسهيلي في روضه، وكان الأولى ترك ذكره، ووافقه على ذلك الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالى وغفر لنا وله وللمسلمين".

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس خبر کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس کی اسناد لیس بشیء ہے، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کے گھڑنے والے پر اللہ کی لعنت ہو، کیوں کہ اس کا مقصد ہی اسلام میں عیب لگانا اور مذاق اڑانا ہے، اور ہمارے شیخ عماد بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ایک باطل شیء ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، نہ کسی صحیح طریق سے اور نہ ہی کسی ضعیف طریق سے، اور میں نے اپنے شیخ مزی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور یہ ہنسنے کی چیز ہے، اور ایک جماعت نے اس روایت کو اپنی

---

[1] السيرة الحلبية (إنسان العيون): ٦٨/٣، مطبعة محمد علي صبيح ميدان الأزهر ـ مصر، الطبعة ١٣٥٣هـ.

کتب میں ذکر کیا ہے، انہی میں سے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "شفاء" میں اور سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "روض" میں اسے ذکر کیا ہے، اور اس کے ذکر کو ترک کرنا زیادہ بہتر تھا، اور اسی پر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے موافقت کی ہے، اللہ ہماری، ان کی اور مسلمانوں کی مغفرت فرمائے۔

سند میں موجود راوی ابو جعفر محمد بن مزید مولی بنی ہاشم بغدادی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں: "لا يجوز الاحتجاج بهذا الشيخ". اس شیخ سے احتجاج جائز نہیں ہے۔

حافظ محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[2] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[3] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[4]، "المغني"[5] اور "ديوان الضعفاء"[6] میں، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[7] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] كتاب المجروحين: ٣٠٩/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] تذكرة الحفاظ: ص: ٢٦٢، رقم: ٦٤٨، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، ط: دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين: ٩٩/٣، رقم: ٣١٩٣، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] ميزان الاعتدال: ٦٧/٤، رقم: ٨٣٢٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] المغني في الضعفاء: ٢٦٤/٢، رقم: ٥٩٧٤، ت: نورالدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[6] ديوان الضعفاء والمتروكين: ص: ٣٧٤، رقم: ٣٩٧٣، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[7] لسان الميزان: ٥٩١/٧، رقم: ٧٣٩٧، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں فرماتے ہیں: "محمد بن مَزْيَد أبو جعفر مولى بني هاشم عن أبي حذيفة النَهْدِي عن عبد الله بن حبيب الهَذَلي بخبر باطل، اتهم به". محمد بن مَزْیَد ابو جعفر مولی بنو ہاشم نے ابو حذیفہ نَہْدِی سے عن عبد اللہ بن حبیب ہُذَلی کی سند سے ایک باطل خبر نقل کی ہے، جس کی وجہ سے یہ متہم ہے۔

روایت بطریق ابو جعفر محمد بن مَزْیَد کا حکم

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث یعفور کا انکار کیا ہے، حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خبر باطل کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی کوئی اصل نہیں، اور اس کی سند لیس بشیء ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صاف من گھڑت کہا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ تقی الدین مَقْرِیزِی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ خَفَاجی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے سند و متن کے لحاظ سے منکر جداً کہا ہے۔ حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ دَمِیرِی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ١/١١٣، رقم: ٢٦٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کو بطور فرجہ (تماشہ) کے لکھا ہے، نہ کہ بطور استدلال کے۔

حافظ مِزّی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث یعفور کو ضحکہ (جس سے بکثرت ہنسا جاتا ہو) کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث حدیث یعفور کو منکر مردود، باطل، بے اصل، من گھڑت کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "واہی خبر" کہا ہے، لہذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق عبد اللہ بن عطارد اُذَینہ طائی

حافظ ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ "دلائل النبوة"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"ثنا أبوبكر أحمد بن محمد بن موسى العَنْبَرِي، ثنا أحمد بن محمد بن يوسف، ثنا إبراهيم بن سويد الجُذُوْعِي، قال: حدثنا عبد الله بن أذَيْنة الطائي، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن معاذ بن جبل قال: أتى النبي صلى الله عليه وسلم، وهو بخيبر حمار أسود، فوقف بين يديه، فقال: من أنت؟ فقال: أنا عمرو بن فلان، كنا سبعة إخوة كلنا ركبنا الأنبياء، وأنا أصغرهم، وكنت لك،

---

[1] دلائل النبوة: ٣٨٦/٢، رقم: ٢٨٨، ت: محمد رواس قلعه جي وعبد البر عباس، دار النفائس - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

فملكني رجل من اليهود، فكنت إذا ذكرتك كبأت به، فيوجعني ضربا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم فأنت يعفور".

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خیبر کے موقع پر ایک سیاہ دراز گوش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کون ہو؟ دراز گوش نے کہا: میں عمرو بن فلاں ہوں، ہم سات بھائی تھے، ہم سب انبیاء علیہم السلام کی سواری رہے ہیں، اور میں ان میں سب سے چھوٹا ہوں، اور میں آپ کے لئے تھا، لیکن ایک یہودی شخص میرا مالک بن گیا، جب مجھے آپ یاد آتے تھے تو میں اسے پچھاڑ دیتا تھا، چنانچہ یہ میری خوب پٹائی کر کے تکلیف پہنچاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یعفور ہو۔

روایت بطریق عبد اللہ بن عُطارد اُذَینہ طائی پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[1] میں "دلائل النبوۃ" سے عبد اللہ بن اُذَینہ کا طریق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث غريب جدا".

یہ حدیث غریب جداً ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[2] میں ہی ایک دوسرے مقام پر زیر بحث حدیث یعفور کو عبد اللہ بن اُذَینہ کے طریق سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] البداية والنهاية:۳۸۳/۸،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر ـ مصر،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[2] البداية والنهاية:۳۸۹/۹،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر ـ مصر،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

”وهذا الحديث فيه نكارة شديدة، ولا نحتاج إلى ذكره مع ما تقدم من الأحاديث الصحيحة التي فيها غنية عنه، وقد روي على غير هذه الصيغة، وقد نص على نكارته ابن أبي حاتم، عن أبيه، والله أعلم“.

اور اس حدیث میں شدید نکارت ہے، اور ہمیں اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، جبکہ وہ صحیح احادیث گزر چکی ہیں جن کی وجہ سے اس کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے، اور یہ روایت اس کے علاوہ دوسرے الفاظ سے بھی نقل کی گئی ہے، اور اس پر ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اس کی نکارت نقل کی ہے، واللہ اعلم۔

سند میں موجود راوی عبد اللہ بن عطارد اُذَیْنَہ طائی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ”المجروحین“[1] میں عبد اللہ بن اُذَیْنَہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: ”شيخ، منكر الحديث جدا، يروي عن ثور بن يزيد ما ليس من حديثه، لا يجوز الاحتجاج به بحال“. شیخ، منکر الحدیث جداً ہے، ثور بن یزید سے ایسی روایات نقل کرتا ہے، جو ثور بن یزید کی حدیث میں سے نہیں ہیں، اس سے کسی صورت احتجاج جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ہی عبد اللہ بن اذینہ کی دو روایتیں نقل کرنے بعد فرماتے ہیں: ”أخبرنا بالحديثين جميعا حمزة بن داود بن سليمان بن داود، قال: حدثنا إسماعيل بن عيسى بن زاذان الأبلي، قال: حدثنا عبد الله

[1] المجروحين: ١٩/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

بن أذينة عن ثور بن يزيد في نسخة كتبناها عنه لا يحل ذكرها في الحديث إلا على سبيل القدح في ناقليها"[1].

دونوں روایتیں عبد اللہ بن اُذَینَہ نے ثور بن یزید سے اس نسخہ سے نقل کی ہیں، جو ہم نے اس سے لکھا ہے، اس نسخہ کا ذکر کرنا اس کے نقل کرنے والے پر جرح کے بغیر حلال نہیں ہے۔

واضح رہے کہ زیر بحث روایت بھی عبد اللہ بن اُذَینَہ نے ثور بن یزید ہی سے نقل کی ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[2] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[3]، "ديوان الضعفاء"[4] اور "المغني"[5] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[6] میں اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[7] میں فرماتے ہیں: "وعبد الله يروي عن ثور المنكرات". اور عبد اللہ، ثور سے منکر روایات نقل کرتا ہے۔

---

[1] المجروحين: ١٩/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ١١٥/٢، رقم: ١٩٨٣، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] ميزان الاعتدال: ٣٩١/٢، رقم: ٤٢٠٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] ديوان الضعفاء والمتروكين: ص: ٢١١، رقم: ٢١١٧، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[5] المغني في ضعفاء الرجال: ٤٧٢/١، رقم: ٣١٠١، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[6] لسان الميزان: ٤٣٢/٤، رقم: ٤١٥٣، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[7] تذكرة الحفاظ: ص: ١٠٤، رقم: ٢٣٤، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن اُذَینَہ کو "منکر الحدیث"[1] کہا ہے۔

نیز حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن اُذَینَہ کی روایات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ولابن أذَيْنة من الحديث غير ما ذكرت مما لا يتابع عليه، ولم أر للمتقدمين فيه كلاما فأذكره"[2]. اور ابن اُذَینَہ کی جن روایات کو میں نے ذکر کیا اس کے علاوہ بھی اس کی ایسی احادیث ہیں جن میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی، اور میں نے اس کے بارے میں متقدمین کا کلام نہیں دیکھا جس کو میں ذکر کروں۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى أحاديث موضوعة"[3]. اس نے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن اذینہ کو "متروك الحديث" کہا ہے[4]۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[5] میں عبد اللہ بن اُذَینَہ کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

---

[1] الكامل في الضعفاء:٣٥٨/٥،رقم:١٠٢١،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الكامل في الضعفاء:٣٥٩/٥،رقم:١٠٢١،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] لسان الميزان: ٤٣٢/٤،رقم:٤١٥٣،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] لسان الميزان: ٤٣٢/٤،رقم:٤١٥٣،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ٧٢/١،رقم:٣٦،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق عبد اللہ بن عطارد اُذَینَہ کا حکم

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو عبد اللہ بن اُذَینَہ کے طریق سے غریب جداً کہا ہے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک موقع پر فرماتے ہیں: اس حدیث میں شدید نکارت ہے۔

نیز سند میں موجود راوی عبد اللہ بن اُذَینَہ کے بارے میں ائمہ محدثین نے شدید جرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں (مثلا: منکر الحدیث جدا ہے، اس سے کسی صورت احتجاج جائز نہیں ہے (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، ثور بن یزید سے منکر روایات نقل کرتا ہے (حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ)، منکر الحدیث (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)، اس نے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں (امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام نقاش رحمۃ اللہ علیہ)، متروک الحدیث (امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، لہذا زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کا انکار کیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس کی سند لیس بشیءہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صاف من گھڑت کہا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو خبر باطل کہا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ علامہ تقی الدین مَقْرِیزِی رحمۃ اللہ علیہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ خَفَاجی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے سند و متن کے لحاظ سے منکر جداً کہا ہے۔

حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ دَمِیرِی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابو موسی مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کو بطور فرجہ (تماشہ) کے لکھا ہے، نہ کہ بطور استدلال کے۔

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث یعفور کو ضحکہ (جس سے بکثرت ہنسا جاتا ہو) کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث حدیث یعفور کو منکر مردود، باطل، بے اصل، من گھڑت کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "واہی خبر" کہا ہے، لہذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں۔

اہم فائدہ:

زیر بحث من گھڑت روایت کی تفصیل تو گزر چکی ہے، تاہم قطع نظر زیر

بحث روایت کے حضور ﷺ کی سواریوں میں یعفور نامی دراز گوش کا ذکر معتبر روایات میں ملتا ہے، جیساکہ حافظ ابن سعد "الطبقات الکبری"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا محمد بن عمر الأسلمي، أخبرنا أبو بكر بن عبد الله بن أبي سَبْرَة، عن زامل بن عمرو، قال: أهدى فروة بن عمرو إلى النبي صلى الله عليه وسلم بغلة يقال لها: فضة، فوهبها لأبي بكر، وحماره يعفور، فنفق منصرفه من حجة الوداع".

زامل بن عمرو فرماتے ہیں: فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ایک خچر ہدیہ کیا، جسے فضہ کہا جاتا تھا، آپ ﷺ نے وہ خچر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا، نیز اس نے اپنا دراز گوش یعفور بھی آپ ﷺ کو ہبہ کیا تھا، اس یعفور کا حجۃ الوداع سے واپسی پر انتقال ہوا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري"[2] میں فرماتے ہیں:

قوله: كنت ردف النبي صلى الله عليه وسلم على حمار يقال له: عُفَيْر بالمهملة، والفاء مصغر، مأخوذ من العَفْر، وهو لون التراب كأنه سمي بذلك للونه، والعُفْرَة حمرة يخالطها بياض، وهو تصغير أعفر، أخرجوه عن بناء أصله كما قالوا سويد في تصغير أسود، ووهم من ضبطه بالغين المعجمة، وهو غير الحمار الآخر الذي يقال له: يعفور، وزعم ابن عبدوس أنهما واحد، وقواه صاحب الهدي، ورده الدمياطي، فقال: عفير

---

[1] الطبقات الكبرى: ٤٩١/١، دار صادر ـ بيروت.

[2] فتح الباري: ٥٩/٦، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، المكتبة السلفية.

أهداه المقوقس، ويعفور أهداه فروة بن عمرو، وقيل: بالعكس، ويعفور بسكون المهملة وضم الفاء، هو اسم ولد الظبي، كأنه سمي بذلك لسرعته.

قال الواقدي: نفق يعفور منصرف النبي صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع، وبه جزم النووي عن ابن الصلاح، وقيل: طرح نفسه في بئر يوم مات رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقع ذلك في حديث طويل ذكره ابن حبان في ترجمة محمد بن مرثد [كذا في الأصل، والصواب: محمد بن مزيد] في الضعفاء، وفيه أن النبي صلى الله عليه وسلم غنمه من خيبر، وأنه كلم النبي صلى الله عليه وسلم، وذكر له أنه كان ليهودي، وأنه خرج من جده ستون حمارا لركوب الأنبياء، فقال: ولم يبق منهم غيري، وأنت خاتم الأنبياء، فسماه يعفورا، وكان يركبه في حاجته، ويرسله إلى الرجل، فيقرع بابه برأسه فيعرف أنه أرسل إليه، فلما مات النبي صلى الله عليه وسلم جاء إلى بئر أبي الهيثم بن التَيِّهان، فتردى فيها فصارت قبره قال ابن حبان: لا أصل له، وليس سنده بشيء".

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قول:(میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے درازگوش پر سوار تھا، جسے عفیر کہا جاتا ہے)۔ عُفَیر مہملہ کے ساتھ ہے، اور فاء مصغر ہے، یہ عَفَر سے ماخوذ ہے، اور عَفُر مٹی کا رنگ ہے، گویا کہ اس (درازگوش) کا نام اس کے رنگ کی وجہ سے پڑا، اور عُفُرَہ ایسی سرخی کو کہتے ہیں جس میں سفیدی ملی ہو، اور (عُفَیر) اعفر کی تصغیر ہے، اس کو اس کی اصل بناء سے خارج کیا گیا ہے، جیسے سُوَید کے

بارے میں کہا ہے کہ اس کی تصغیر اسود سے ہے، اور اس شخص کو وہم ہوا ہے جس نے اسے (یعنی عفیر کو) غین معجمہ کے ساتھ ضبط کیا ہے، اور یہ (عُفَیر) اس دوسرے درازگوش کے علاوہ ہے جسے یعفور کہا جاتا ہے، اور ابن عبدوس کا خیال یہ ہے کہ وہ دونوں ایک ہی ہیں، اور اس قول کو صاحب ہدی نے قوی کہا ہے، اور دِمْیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے رد فرمایا ہے، (دِمْیاطی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: عفیر مقوقس نے ہدیہ کیا تھا، اور یعفور فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہدیہ کیا تھا، اور اس کے برعکس بھی کہا گیا ہے، اور یعفور سکون مہملہ اور فاء کے ضمہ کے ساتھ ہے، اور یہ ہرن کے بچہ کا نام ہے، گویا کہ یعفور کو اس کی تیز رفتاری کی وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے۔

واقدی فرماتے ہیں: حجۃ الوداع سے واپسی پر اس کا انتقال ہو گیا تھا، اور اسی پر نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ سے جزم نقل کیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ایک کنویں میں پھینک دیا تھا، اور یہ بات ایک طویل حدیث میں واقع ہے، جسے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "ضعفاء" میں محمد بن مَزْیَد کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔

اور اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خیبر میں غنیمت میں حاصل کیا تھا، اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہوا تھا، اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر بھی کیا کہ وہ ایک یہودی شخص کی ملکیت تھا، اور اس کے دادا (کی نسل) سے ساٹھ درازگوش انبیاء علیہم السلام کی سواری کے لئے پیدا ہوئے ہیں، پھر کہا کہ میرے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا، اور آپ آخری نبی ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھ دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت کے وقت اس پر سواری کرتے تھے، اور کسی شخص کی طرف اس کو روانہ کرتے تھے، تو وہ اپنے سر سے دروازے کو مارتا تھا

جس سے وہ شخص سمجھ جاتا تھا کہ اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میری جانب بھیجا ہے، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا انتقال ہوا تو وہ ابو الہیثم بن تیّہان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے کنویں کے پاس آیا اور اس میں گر گیا، اور یہی کنواں اس کی قبر بن گیا، ابن حبان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس (حدیث) کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اس کی سند "لیس بشیء" ہے۔
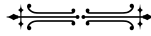
روایت نمبر ⑮

روایت: جو شخص نہار منہ پانی پیئے گا اس کی طاقت کم ہو جائے گی۔

حکم: منکر، شدید ضعیف ہے، بعض محدثین نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، بہر صورت بیان نہیں کر سکتے۔

یہ روایت دو طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریقِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ② روایت بطریقِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا طریق دو سندوں سے منقول ہے: ① بسندِ زفر بن واصل ② بسندِ عاصم بن سلیمان کوزی۔

روایت بطریقِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا عبيد الله بن محمد بن خنيس الدِمْيَاطِي، قال: نا محمد بن مخلد الرُعَيْنِي، قال: نا عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، عن أبيه، عن عطاء بن يسار، عن أبي سعيد الخدري، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من شرب الماء على الريق انتقصت قوته.

لم يرو هذه الأحاديث عن زيد بن أسلم إلا ابنه عبد الرحمن، تفرد بها أبو أسلم".

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے نہار منہ پانی پیا تو اس کی قوت کم ہو جائے گی۔

---

[1] المعجم الأوسط: ٥/٥١، رقم: ٤٦٤٦، ت: طارق بن عوض الله، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

اس روایت کو زید بن اسلم سے صرف اس کے بیٹے عبد الرحمن نے روایت کیا ہے، اس میں ابو اسلم متفرد ہے۔

روایت بطریق ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ پر ائمہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں فرماتے ہیں: "رواه الطبراني في الأوسط، وفيه محمد بن مخلد الرُعَيْني، وهو ضعيف...". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں تخریج کیا ہے، اس کی سند میں محمد بن مخلد رُعَیْنی ضعیف راوی ہے۔۔۔"۔

سند میں موجود راوی ابو اسلم محمد بن مخلد رُعَیْنی حمصی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[2] میں محمد بن مخلد کا ترجمہ قائم کر کے سکوت فرمایا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لم أر في حديثه منكرا"[3]. میں نے محمد بن مخلد کی کوئی منکر حدیث نہیں دیکھی ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يحدث عن مالك وغيره بالبواطيل"[4]. مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے انتساب سے باطل احادیث بیان کرتا ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد: ۸۷/۵، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[2] التاريخ الكبير: ۲۴۲/۱، رقم: ۷۶۶، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثاني ۱۴۲۹هـ.

[3] الجرح والتعديل: ۹۳/۸، رقم: ۳۹۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[4] الكامل في ضعفاء الرجال: ۵۰۳/۷، رقم: ۱۷۳٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

نیز حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں: "ولمحمد بن مخلد غير ما ذكرت من الحديث، وهو منكر الحديث عن كل من يروي عنه"[1]۔
اور محمد بن مخلد کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں، یہ جن سے بھی روایت کرے اُس میں یہ منکر الحدیث ہوتا ہے۔

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "غرائب مالك" میں محمد بن مخلد کو "متروك الحديث" کہا ہے[2]۔

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[3] میں فرماتے ہیں: "يروي عن مالك أحاديث لا يتابع عليها، يتفرد بها، وهو صالح". یہ مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی احادیث نقل کرتا ہے جن میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی، یہ اُن سے نقل میں متفرد ہے، اور یہ صالح ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں محمد بن مخلد کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔

سند میں موجود راوی عبد الرحمن بن زید بن اسلم (متوفی ۱۸۲ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

اہم تنبیہ: واضح رہے کہ عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے حالات میں بعض اقوال کے تحت حدیثِ لولاک کا ذکر ضمناً آئے گا۔

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:۷/۵۰۳،رقم:۱۷۳٤،ت:عادل أحمدعبدالموجود وعلي محمدمعوض،دار الكتب العلمية ـبيروت.

[2] لسان الميزان:۷/٤۹٦،رقم:۷۳۹۰،ت:عبدالفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الإرشاد: ۱/۲٦٤،رقم:۱۰٤،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ۱/۱۱۳،رقم: ۲٦۰،ت:عبد الوهاب وعبد الله الغماري،دار الكتب العلمية ـبيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، ليس حديثه بشيء، ضعيف“[1].

حافظ عبد اللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وكان أبي يضعف عبد الرحمن بن زيد بن أسلم...“[2]. میرے والد (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی تضعیف کیا کرتے تھے۔۔۔“۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن سعد فرماتے ہیں: ”وكان كثير الحديث، ضعيف جدا“[3].

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”التاريخ الكبير“[4] میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے متعلق حافظ علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف نقل کرتے ہیں: ”ضعفه علي جدا“. علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شدید تضعیف کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”التاريخ الأوسط“[5] میں بھی یہی کلام نقل کیا ہے۔

مذکورہ بالا ائمہ کے کلام پر حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اکتفاء کیا ہے[6]۔

---

[1] الجرح والتعديل: ٥ /٢٣٣، رقم: ١١٠٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] العلل ومعرفة الرجال: ٢٧١/٣، رقم: ٥٢٠٣، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[3] الطبقات الكبرى: ٤٨٤/٥، رقم: ١٤١٤، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

[4] التاريخ الكبير: ١٦٨/٥، رقم: ٦٩٩٢، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[5] التاريخ الأوسط: ٢٠٩/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] الضعفاء الكبير: ٣٣١/٢، رقم: ٩٢٦، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعیف الحدیث"[1].

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[2] میں لکھتے ہیں: "سألت أبي عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، فقال: ليس بقوي الحديث، كان في نفسه صالحا، وفي الحديث واهيا، ضعفه علي ابن المديني جدا".

میں نے اپنے والد (ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ) سے عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: وہ حدیث میں قوی نہیں ہے، فی نفسہ صالح ہے، لیکن حدیث میں واہی ہے (جرح)، علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شدید تضعیف کی ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حديثه عند أهل العلم بالحديث في النهاية من الضعف"[3]. اہل علم کے نزدیک اس کی روایات ضعف کے انتہائی درجہ پر ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "سنن الترمذي"[4] اور "العلل الكبير"[5] میں فرماتے ہیں: "عبد الرحمن بن زيد بن أسلم ضعيف في الحديث،

---

[1] الجرح والتعديل: ٢٣٤/٥، رقم: ١١٠٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٢٣٣/٥، رقم: ١١٠٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] تهذيب التهذيب: ٤٨/٤، رقم: ٤٥١١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[4] سنن الترمذي: ١٧/٣، رقم: ٦٣٢، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، مطبعة مصطفى البابي ـ القاهرة، الطبعة الثانية ١٣٨٨هـ.

[5] علل الترمذي الكبير: ص: ٨٥، رقم: ١٣٥، صبيحي السامرائي وغيره، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

ضعفه أحمد بن حنبل وعلي بن المديني وغيرهما من أهل الحديث، وهو كثير الغلط".

عبد الرحمن بن زید بن اسلم حدیث میں ضعیف ہے، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دوسرے علماء حدیث نے ان کی تضعیف کی ہے، اور یہ کثیر الغلط ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[1] میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے متعلق فرماتے ہیں: "ضعيف، مدني".

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "كان ممن يقلب الأخبار وهو لا يعلم حتى كثر ذلك في روايته من رفع المراسيل وإسناد الموقوف، فاستحق الترك".

وہ ان لوگوں میں سے تھا جو لاعلمی میں روایات کو خلط ملط کر دیا کرتے تھے حتیٰ کہ اس کی روایات میں کثیر تعداد میں مراسیل کو مرفوع اور موقوف کو مسند کر دیا گیا ہے، چنانچہ یہ اس کا مستحق ہے کہ اسے متروک قرار دیا جائے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[3] میں عبد الرحمن

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٥٨، رقم: ٣٧٧، ت: بوران الضناوي و كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[2] المجروحين: ٥٧/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين: ٩٥/٢، رقم: ١٨٧١، ت: أبو الفداء عبدالله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

بن زید بن اسلم کے بارے میں سابقہ ذکر کردہ ائمہ کرام کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[1] میں عبد الرحمن بن زید کے متعلق فرماتے ہیں: "عبد الرحمن بن زيد ليس هو ممن يحتج أهل التثبيت بحديثه، لسوء حفظه للأسانيد، وهو رجل صناعته العبادة، والتقشف، والموعظة والزهد، ليس من أحلاس الحديث الذي يحفظ الأسانيد".

عبد الرحمن بن زید ان لوگوں میں سے نہیں ہے، جن کی روایات سے اہل علم میں پختہ کار لوگ استدلال کریں، کیونکہ وہ اسانید کو یاد رکھنے کے سلسلے میں سوء حفظ کا شکار ہے، عبادت، ادنی حالت پر کفایت، نصیحت اور زہد ان کا مشغلہ ہے، وہ حدیث کا مستقل مشغلہ رکھنے والوں میں سے نہیں ہے جو سندوں کو یاد رکھتے ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت لولاک کو "صحیح الاسناد" قرار دیا ہے (جس کی تفصیل حصہ دوم میں گزر چکی ہے)، لیکن آپ ہی نے روایت لولاک کی سند میں موجود عبد الرحمن بن زید بن اسلم - جو اس روایت کو اپنے والد سے نقل کر رہا ہے- کے بارے میں "المدخل"[2] میں لکھتے ہیں:

"روى عن أبيه أحاديث موضوعة، لا يخفى على من تأملها من أهل الصنعة أن الحمل فيها عليه". یہ اپنے والد کے انتساب سے من

---

[1] صحيح ابن خزيمة: ٢٣٣/٣، رقم: ١٩٧٢، ت: محمد مصطفى الأعظمي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٠هـ.

[2] المدخل إلى الصحيح: ص: ١٥٤، رقم: ٩٧، ت: ربيع هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

گھڑت احادیث روایت کرتا تھا، اہل فن میں سے غور کرنے والے پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ان من گھڑت روایات کی ذمہ داری عبد الرحمن بن زید بن اسلم پر ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] کے مقدمہ میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (تاج الدین سبکی کے والد، المتوفی ۷۵٦ھ) نے "شفاء السقام"[2] میں بسندِ حاکم عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے منقول روایتِ لولاک نقل کرکے لکھا ہے:

"ونحن نقول: قد اعتمدنا في تصحيحه على الحاكم، وأيضا عبد الرحمن بن زيد بن أسلم لا يبلغ في الضعف إلى الحد الذي ادعاه". ہم نے اس روایت کو صحیح قرار دینے میں حاکم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد کیا ہے، اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم اتنے ضعیف نہیں، جتنا مدعی کا دعوی ہے۔

واضح رہے کہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ "مستدرک" میں اس روایت لولاک کو "صحیح الاسناد" کہا ہے، لیکن امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ یہ اپنے والد کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا تھا، اس لئے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے اعتماد پر روایتِ لولاک کو صحیح کہنا محل نظر ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ نے "الصارم المنكي"[3] میں حافظ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے

[1] تنزيه الشريعة: ۷۸/۱، رقم: ۱٤٤، ت: عبد الوهاب وعبد الله الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰۱هـ.

[2] شفاء السقام في زيارة خير الأنام: ص: ۳٦۱، ت: حسين محمد علي شكري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۹هـ.

[3] الصارم المنكي: ص: ٤۳، ت: أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٤هـ.

قول کی تردید کی ہے، اور اس سند سے بھی روایتِ لولاک کو شدید ضعیف کہا ہے، مزید تفصیل جاننے کے لئے کتاب غیر معتبر روایات حصہ دوم (ص:۱۱۷) ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "عبد الرحمن بن زيد بن أسلم حدث عن أبيه، لا شيء". عبد الرحمن بن زید بن اسلم اپنے والد سے روایت نقل کرتا ہے، لا شیء ہے۔

علامہ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وإني لأتعجب منه كيف قلد الحاكم فيما صححه من حديث عبد الرحمن بن زيد بن أسلم الذي رواه في التوسل، وفيه قول الله لآدم: لولا محمد ما خلفتك مع أنه حديث غير صحيح ولا ثابت، بل هو حديث ضعيف الإسناد جدا، وقد حكم عليه بعض الأئمة بالوضع وليس إسناده من الحاكم إلى عبد الرحمن بن زيد بصحيح، بل هو مفتعل على عبد الرحمن كما سنبينه، ولو كان صحيحا إلى عبد الرحمن لكان ضعيفا غير محتج به، لأن عبد الرحمن في طريقه.

وقد أخطأ الحاكم في تصحيحه وتناقض تناقضا فاحشا كما عرف له ذلك في مواضع فإنه قال في كتاب الضعفاء بعد أن ذكر عبد الرحمن منهم، وقال: ما حكيته عنه فيما تقدم أنه روى عن أبيه أحاديث موضوعة لا يخفى على من تأملها من أهل الصنعة أن الحمل فيها عليه. قال في آخر هذا الكتاب: فهؤلاء الذين قدمت ذكرهم قد ظهر عندي جرحهم لأن الجرح لا يثبت إلا ببينة فهم الذين أبين جرحهم لمن طالبني به، فإن الجرح لا أستحله تقليدا، والذي أختاره لطالب هذا الشأن أن لا يكتب حديث واحد من هؤلاء الذين سميتهم، فالراوي لحديثهم دخل في قوله صلى الله عليه وسلم: من حدث بحديث وهو يرى أنه كذب فهو أحد الكاذبين.

هذا كله كلام أبي عبد الله صاحب المستدرك، وهو متضمن أن عبد الرحمن بن زيد قد ظهر له جرحه بالدليل، وأن الراوي لحديثه داخل في قوله صلى الله عليه وسلم: من حدث بحديث وهو يرى أنه كذب فهو أحد الكاذبين. ثم أنه رحمه الله لما جمع المستدرك على الشيخين ذكر فيه من الأحاديث الضعيفة والمنكرة بل والموضوعة جملة كثيرة، وروى فيه لجماعة من المجروحين الذين ذكرهم في كتابه في الضعفاء وذكر أنه تبين له جرحهم، وقد أنكر عليه غير واحد من الأئمة هذا الفعل، وذكر بعضهم أنه حصل له تغير وغفلة في آخر عمره فذلك وقع منه ما وقع وليس ذلك ببعيد، ومن جملة ما خرجه في المستدرك حديث لعبد الرحمن بن زيد بن أسلم في التوسل قال بعد روايته: هذا حديث صحيح الإسناد وهو أول حديث ذكرته لعبد الرحمن بن زيد بن أسلم في هذا الكتاب. فانظر إلى ما وقع للحاكم في هذا الموضوع من الخطأ العظيم والتناقض الفاحش".

[1] الضعفاء لأبي نعيم: ۱۰۲/۱، رقم: ۱۲۲، ت: فاروق حمادة، مطبعة النجاح الجديدة.

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں: "روى عن أبيه أحاديث موضوعة"[1]. اس نے اپنے والد کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں۔

واضح رہے کہ عبد الرحمن بن زید نے مذکورہ روایت اپنے والد زید بن اسلم سے نقل کی ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل في الضعفاء"[2] میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے ترجمہ میں ان سے منقول بعض روایات نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: "عبد الرحمن بن زيد بن أسلم له أحاديث حسان، وقد روى عنه كما ذكرت يونس بن عبيد وسفيان بن عيينة حديثين، وروى معتمر عن آخر عنه، وهو ممن احتمله الناس، وصدقه بعضهم، وهو ممن يكتب حديثه".

عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے حسن درجے کی روایات بھی منقول ہیں، اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ اس سے یونس بن عبید اور سفیان بن عیینہ نے دو روایتیں نقل کی ہیں، اور معتمر اس سے ایک واسطہ سے روایت نقل کرتے ہیں، عبد الرحمن ایسے لوگوں میں سے ہے جن سے محدثین روایات کا تحمل کرتے ہیں، بعض لوگوں نے ان کی توثیق بھی کی ہے، فی الجملہ وہ ایسے راویوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی روایات کو لکھا جاتا ہے۔

---

[1] تهذيب التهذيب: ٤٨/٤، رقم: ٤٥١١، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] الكامل: ٤٤٨/٥، رقم: ١١٠٥، ت:عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "معرفة السنن"[1] میں عبد الرحمن بن زید سے مروی روایت ذکر کرنے کے بعد عبد الرحمن کے بارے میں فرماتے ہیں: "... أن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم ضعيف في الحديث، لا يحتج بما ينفرد به". "... عبد الرحمن بن زید حدیث میں ضعیف ہے، جس روایت میں یہ متفرد ہو اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[2] میں فرماتے ہیں: "ضعفوه". محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے۔

اور "ديوان الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "ضعفه أحمد بن حنبل، والدارقطني.ت، ق". احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ یہ ترمذی و ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہے۔

واضح رہے کہ علامہ برہان الدین سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکاشف" کے حاشیہ میں عبد الرحمن بن زید سے منقول "ترمذی" میں جو روایت ہے اسے ذکر کیا اور اس کے بعد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[4] میں فرماتے ہیں: "ضعيف، من الثامنة". یہ ضعیف ہے، اور آٹھویں طبقہ کا راوی ہے۔

---

[1] معرفة السنن والآثار: ٢٦٣/٦، رقم: ٨٦٧٦، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار قتيبة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[2] الكاشف: ٦٢٨/١، رقم: ٣١٩٦، ت: محمد عوامة، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة، الطبعة ١٤١٣هـ.

[3] ديوان الضعفاء: ص: ٢٤٢، رقم: ٢٤٤٦، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[4] تقريب التهذيب: ص: ٣٤٠، رقم: ٣٨٦٥، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

حافظ محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ "معرفۃ التذکرۃ"[1] میں فرماتے ہیں:

"ھو لیس بشيء".

اہم نوٹ: ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

روایت بطریقِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا حکم

سند میں موجود راوی عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید صیغے استعمال کئے ہیں (جیسے: لیس حدیثہ بشیء، حدیث میں واہی ہے، شدید ضعیف، ان لوگوں میں سے ہے جو لاعلمی میں روایات کو خلط ملط کرتے ہیں، یہ اپنے والد کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے) لہذا یہ روایت اس طریق سے شدید ضعیف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

طریقِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ زُفَر بن واصل

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[2] میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] معرفة التذكرة:ص:٨٦،رقم:٢٠،ت:عماد الدين أحمد حيدر،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[2] المعجم الأوسط:٣٣٤/٦،رقم:٦٥٥٧،ت:طارق بن عوض الله،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ.

"حدثنا محمد بن أبي غسان، ثنا أبو نعيم عبد الأول المعلم، ثنا أبو أمية الأيْلِي، عن زفر بن واصل، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كثر ضحكه استخف بحقه، ومن كثرت دعابته ذهبت جلالته، ومن كثر مزاحه ذهب وقاره، ومن شرب الماء على الريق انتقضت قوته، ومن كثر كلامه كثر سقطه، ومن كثر سقطه كثرت خطاياه، ومن كثرت خطاياه كانت النار أولى به".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص زیادہ ہنستا ہے تو اس کا حق ہلکا ہو جاتا ہے، اور جس شخص کی ہنسی مذاق بہت زیادہ بڑھ جائے تو اس کی جلالت ختم ہو جاتی ہے، اور جس شخص کا مذاق زیادہ ہو جاتا ہے اس کا رعب ختم ہو جاتا ہے، اور جو شخص نہار منہ پانی پیئے گا اس کی قوت ٹوٹ جائے گی، اور جس شخص کا کلام زیادہ ہو گا اس کی لغزشیں زیادہ ہوں گی، اور جس کی لغزشیں زیادہ ہوں گی اس غلطیاں زیادہ ہوں گی، اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی آگ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

یہ روایت حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الكبير"[1] میں اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے "العلل المتناهية"[2] میں تخریج کی ہے، اسی طرح حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[3] میں

---

[1] الضعفاء الكبير:٣١٦/٣،رقم:١٣٣٢،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] العلل المتناهية:٢١٧/٢،رقم:١١٧٦،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[3] تاريخ دمشق:٤٥٦/٢٤،رقم:٢٩٥٧،ت:محب الدين أبي سعيدعمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو نعیم عبد الاول معلم پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ متن میں زیر بحث نہار منہ پانی پینے والا مضمون نہیں ہے[1]۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "غريب الإسناد والمتن". یہ سند اور متن دونوں اعتبار سے غریب ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[3] میں فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني في الأوسط في حديث طويل هو في الزهد،

---

[1] حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا روح بن الفرج، قال: حدثنا عبد الأول بن إسماعيل المرادي، قال: حدثنا أبو أمية عمارة بن عمار، عن زفر بن واصل، عن أبي سلمة بن عبد الرحمن، عن أبي هريرة، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كثر ضحكه استخف بحقه، ومن كثرت مزاحته ذهبت جلالته، ومن كثرت دعابته ذهبت مهابته" (الضعفاء الكبير:۳۱۶/۳،رقم:۱۳۳۲،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ).

[2] تاريخ دمشق:٤٥٦/٢٤،رقم:۲۹۵۷،ت:محب الدين أبي سعيدعمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱٥هـ.

[3] مجمع الزوائد:۸۷/٥، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

وفي إسناده من لم أعرفهم". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ایک لمبی حدیث میں تخریج کیا ہے جو زہد کے بارے میں ہے، اور اس کی سند میں بعض ایسے راوی ہیں جن کو میں نہیں پہچانتا۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[1] میں زیرِ بحث سند میں موجود راوی عمارہ بن عمار ایلی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"عن زفر بن واصل، وزفر مجهول، والحديث منكر". عمارہ نے زفر بن واصل سے حدیث نقل کی ہے، اور (یہ) زُفَر مجہول ہے، اور حدیث منکر ہے۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث حدیث کو اپنی سند سے تخریج کیا ہے، واضح رہے کہ اس میں زیر بحث نہار منہ پانی پینے والا مضمون نہیں ہے۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هذا يروى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه من قوله". یہ روایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اُن کے قول کے طور پر بھی منقول ہے۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول تخریج کیا، لیکن اس میں بھی زیرِ بحث نہار منہ پانی والا مضمون نہیں ہے، روایت کے دیگر مضامین موجود ہیں[2]۔

---

[1] الضعفاء الكبير:٣١٦/٣،رقم:١٣٣٢،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الضعفاء الكبير:٣١٦/٣،رقم:١٣٣٢،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناھیة"[1] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی زفر بن واصل کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ عمارہ بن عمار اَیْلِی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "عن زفر بن واصل، وزفر، مجهول، والحديث منكر"[3]. عمارہ نے زفر بن واصل سے حدیث نقل کی ہے، اور (یہ) زُفَر مجہول ہے، اور حدیث منکر ہے۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث حدیث تخریج کی ہے جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[4] میں حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ملاحظہ ہو: "حدثنا محمد بن جعفر بن محمد بن أعين، قال: حدثنا عبيد الله بن محمد بن عائشة، قال: حدثنا دريد بن مجاشع، عن غالب القطان، عن مالك بن دينار، عن الأحنف بن قيس، قال: قال لي عمر: يا أحنف! من كثر ضحكه قلت هيبته، ومن مزح استخف به، ومن أكثر من شيء عرف به، ومن كثر كلامه كثر سقطه، ومن كثر سقطه قل حياؤه، ومن قل حياؤه قل ورعه، ومن قل ورعه مات قلبه".

[1] العلل المتناهية:۲/۲۱۷،رقم:۱۱۷٦،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ.

[2] لسان الميزان:٦/٥٨،رقم:٥٥٦٦،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشار الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الضعفاء الكبير:۳/۳۱٦،رقم:۱۳۳۲،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] لسان الميزان:٦/٥٨،رقم:٥٥٦٦،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "میزان الاعتدال"[1] میں عمارہ بن عمار کے ترجمہ میں عمارہ اور زفر بن واصل دونوں کو "لا یعرفان" کہا ہے۔

طریقِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ زفر بن واصل کا حکم

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقِ ابو ہریرہ بسند زفر بن واصل کو منکر قرار دیا ہے، اور سند میں موجود راوی زفر بن واصل کو مجہول کہا ہے، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اس روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

طریقِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ عاصم بن سلیمان عبدی کوزی

حافظ ابن عدی "الکامل"[2] میں عاصم بن سلیمان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث گھڑتا تھا، اس کے بعد لکھتے ہیں:

"قال عمرو بن علي: وعاصم بن سليمان الكُوْزِي كان يضع الحديث، ما رأيت مثله قط يحدث بأحاديث ليس لها أصول، سمعته: يحدث عن هشام بن حسان، عن محمد، عن أبي هريرة.

قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: شرب الماء على الريق يعقد الشحم".

---

[1] ميزان الاعتدال:۱۷۷/۳،رقم:٦٠٣٤،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:٤١٢/٦،رقم:١٣٨٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عاصم بن سلیمان کوزی حدیث گھڑتا تھا، میں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا جو ایسی احادیث بیان کرے جن احادیث کے اصول ہی نہ ہوں، میں نے اس سے عن ہشام بن حسان، عن محمد، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: نہار منہ پانی پینا چربی کو ختم کرتا ہے۔

یہی روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الموضوعات"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اسے ذکر کیا ہے، نیز حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "المتفق والمفترق"[3] میں اس کی تخریج کی ہے۔

اہم نوٹ:

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے ولا راوی ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ ہے، اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق میں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

---

[1] كتاب الموضوعات: ۴۰/۳، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية۔المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸۸ھ۔

[2] اللآلئ المصنوعة: ۲۱۹/۲، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھ۔

[3] المتفق والمفترق: ص: ۱۷۲٤، رقم: ۱۲۵٦، ت: محمد صادق آيدن الحامدي، دار القاري۔بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھ۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۷۶ھ) کا قول

امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ ”تأويل مختلف الحديث“[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

”هو موضوع، وضعه عاصم الكوزي“. یہ من گھڑت ہے، اسے عاصم کوزی نے گھڑا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام گزر چکا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حبان ”المجروحين“[2] میں عاصم بن سلیمان کُوزِی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

”وهو صاحب حديث شرب الماء على الريق يعقد الشحم، يرويه عن هشام بن حسان، عن ابن سيرين، عن أبي هريرة، عن النبي عليه الصلاة والسلام، ومن روى مثل هذا كان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب“.

---

[1] تأويل مختلف الحديث:ص:۱۲۸،ت:محمد محيي الدين الأصفر،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۱۹هـ.

[2] المجروحين:۱۲٦/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲هـ.

یہ عاصم حدیث "شرب الماء علي الريق يعقد الشحم" (نہار منہ پانی پینا چربی کو ختم کرتا ہے) والا ہے، اسے یہ ہشام بن حسان عن ابن سیرین عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی علیہ الصلاۃ والسلام کی سند سے روایت کرتا ہے، جو شخص ایسی حدیث نقل کرے تو وہ ثبت لوگوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے، اس کی احادیث کو صرف تعجب کے طور پر لکھنا حلال ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الموضوعات"[1] میں روایت کو تخریج کرکے فرماتے ہیں:

"ما أخوفني أن يكون هذا الواضع قصد شين الشريعة، وإلا فأي شيء في الماء حتى يعقد الشحم". مجھے بہت زیادہ اندیشہ ہے کہ اس کے گھڑنے والے نے شریعت کو عیب دار کرنے کا ارادہ کیا ہے، ورنہ پانی میں کیا چیز ہے جو چربی کو پگھلا دے؟۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني في الضعفاء"[2] میں لکھتے ہیں: "روى بسند الصحيحين: الشرب على الريق يعقد الشحم، كذبه غير واحد". عاصم بن سلیمان صحیحین کی سند سے یہ روایت نقل کرتا ہے: نہار منہ پانی پینا چربی کو ختم کرتا ہے، اس کو متعدد علماء نے جھوٹا کہا ہے۔

---

[1] كتاب الموضوعات: ٤٠/٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٨هـ.

[2] المغني في الضعفاء: ٤٥٦/١، رقم: ٢٩٨٢، ت: نور الدين عتر، ادارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت لا کر فرماتے ہیں: "فيه: عاصم بن سليمان العبدي كذاب، عن هشام، عن ابن سيرين، عن أبي هريرة". اس میں عاصم بن سلیمان عبدی کذاب ہے، ہشام عن ابن سیرین عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں زیر بحث حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"من حديث أبي هريرة، من طريق عاصم بن سليمان الكوزي، وهو المتهم به". حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عاصم بن سلیمان کوزی کے طریق سے ہے، اور اس میں یہی عاصم متہم ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[3] زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"في إسناده عاصم بن سليمان وضاع". اس کی سند میں عاصم بن سلیمان حدیث گھڑنے والا ہے۔

---

[1] تلخيص كتاب الموضوعات:ص: ٢٦١،رقم: ٦٩١،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٢٤١/٢،رقم: ٣٠،ت:عبد الوهاب وعبد الله الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

[3] الفوائد الجموعة:ص: ١٨٦،رقم: ٧٣،ت:عبدالرحمن بن يحيي المعلي،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

سند میں موجود راوی ابو شعیب ابو عمر ابو محمد عاصم بن سلیمان عبدی کُوزِی تمیمی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ عمرو بن علی فلّاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أن عاصما الكوزي كان كذابا، يحدث باحاديث ليس لها أصول كذب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه"[1]. عاصم کوزی جھوٹا ہے، یہ ایسی احادیث بیان کرتا ہے جن کے اصول نہیں ہوتے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے انتساب سے جھوٹ کہتا تھا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن سلیمان کو "ضعيف الحديث، متروك الحديث"[2] کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[3] میں زیرِ بحث حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں: "ومن روى مثل هذا كان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب". جو شخص ایسی حدیث نقل کرے تو وہ ثبت لوگوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے، اس کی احادیث کو صرف تعجب کے طور پر لکھنا حلال ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[4] میں لکھتے ہیں: "يعد فيمن يضع

---

[1] الجرح التعديل:٣٤٤/٦،رقم:١٩٠١،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الجرح التعديل:٣٤٤/٦،رقم:١٩٠١،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] المجروحين:١٢٦/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[4] الكامل في ضعفاء الرجال:٤١٢/٦،رقم:١٣٨٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

الحديث". یہ حدیث گھڑنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن سلیمان کو "متروك الحديث"[1] کہا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن سلیمان کو "كذاب"[2] کہا ہے۔

حافظ ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن سلیمان کو "كذاب"[3] کہا ہے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك، يضع الحديث"[4]. متروک ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث، لا يحتج بحديثه"[5]. منکر الحدیث ہے، اس کی حدیث سے احتجاج نہ کیا جائے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[6] میں لکھتے ہیں: "غلب على حديثه الوهم". اس کی حدیثوں میں وہم کا غلبہ تھا۔

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٤١٣/٦،رقم:١٣٨٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] لسان الميزان:٣٦٩/٤،رقم:٤٠٣١،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] لسان الميزان:٣٧٠/٤،رقم:٤٠٣١،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] لسان الميزان:٣٧٠/٤،رقم:٤٠٣١،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي:٦٩/٢،رقم:١٧٥٢،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] الضعفاء الكبير:٣٣٧/٣،رقم:١٣٦٢،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[1] **میں لکھتے ہیں:** "روى عن داود بن أبي هند، وعاصم الأحول، وهشام بن حسان أحاديث موضوعة".
یہ داؤد بن ابی ہند، عاصم احول اور ہشام بن حسان کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[2] **میں لکھتے ہیں:** "روى بسند الصحيحين الشرب على الريق يعقد الشحم، كذبه غير واحد". **عاصم بن سلیمان صحیحین کی سند سے یہ روایت نقل کرتا ہے: نہار منہ پانی پینا چربی کو ختم کرتا ہے، اس کو متعدد علماء نے جھوٹا کہا ہے۔**

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[3] **میں فرماتے ہیں:** "كذبوه". **محدثین نے اسے جھوٹا کہا ہے۔**

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أحد المتروكين"[4].

طریقِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسندِ عاصم بن سلیمان عبدی کُوزِی کا حکم

امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو من گھڑت کہہ کر فرماتے ہیں کہ اسے عاصم بن سلیمان نے گھڑا ہے، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں موجود راوی عاصم بن

---

[1] المدخل إلى الصحيح:ص:۱۷۰،رقم:۱۲۸،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،موسسة الرسالة ــ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هــ.
[2] المغني في الضعفاء: ٤٥٦/١،رقم:۲۹۸۲،ت:نور الدين عتر،دار إحياء التراث الإسلامي ــ قطر .
[3] ديوان الضعفاء:ص:۲۰۲،رقم:۲۰۲۹،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مطبعة النهضة الحديثية ــ مكة المكرمة .
[4] تبصير المنتبه بتحرير المشتبه:ص:۱۲۲۲،ت:محمد علي النجار،المؤسسة المصرية العامة .

سلیمان کو حدیث گھڑنے والا قرار دے کر بطور مثال اس حدیث کو پیش کیا ہے، نیز علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ذکر کرنے کے بعد عاصم کو متہم قرار دیا ہے، اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ یہی حدیث لا کر لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں عاصم بن سلیمان حدیث گھڑنے والا ہے، اس لئے یہ روایت اس سند سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ما قبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ یہ روایت تینوں سندوں سے منکر، شدید ضعیف ہے، یہاں تک کہ بعض محدثین نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
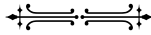
روایت نمبر⑯

روایت: "من صبر على سوء خلق امرأته، أعطاه الله من الأجر مثل ما أعطى أيوب على بلائه ومن صبرت على سوء خلق زوجها أعطاها الله مثل ثواب آسية امرأة فرعون".

جو شخص اپنی عورت کی بداخلاقی پر صبر کرے گا تو اللہ تعالی اس کو وہ اجر دیں گے جو حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی بیماری پر صبر کرنے پر دیا گیا تھا، اور جو عورت اپنے شوہر کی بداخلاقی پر صبر کرے تو اللہ تعالی اس کو فرعون کی بیوی آسیہ علیہا السلام کے ثواب کے مثل عطاء کریں گے۔

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں"، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر علامہ ابن رسلان رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، نیز علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ان احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند انھیں نہیں مل سکی ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "إحياء علوم الدين"[1] میں لکھتے ہیں:

"وقال عليه السلام: من صبر على سوء خلق امرأته،أعطاه الله من الأجر مثل ما أعطى أيوب على بلائه، ومن صبرت على

[1] إحياء علوم الدين:٤٢/٢،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٢هـ.

سوء خلق زوجها أعطاها الله مثل ثواب آسية امرأة فرعون".

آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنی عورت کی بداخلاقی پر صبر کرے گا تو اللہ تعالی اس کو وہ اجر دیں گے جو حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی بیماری پر صبر کرنے پر دیا گیا تھا، اور جو عورت اپنے شوہر کی بداخلاقی پر صبر کرے تو اللہ تعالی اس کو فرعون کی بیوی آسیہ علیہا السلام کے ثواب کے مثل عطاء کریں گے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں فرماتے ہیں: "لم أقف لـه علـى أصل". میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں۔

علامہ شہاب الدین احمد بن حسین المعروف ابن رسلان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۴۴ھ) نے "شرح سنن أبي داود"[2] میں، علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[3] میں، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[4] میں اور علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف"[5] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] المغني عن حمل الأسفار: ٣٩٠/١، رقم: ١٤٦٩، دار الطبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] شرح سنن أبي داود: ١٠٣/٢، ت: ياسر كمال وأحمد سليمان، دار الفلاح ـ الفيوم، الطبعة الأولى ١٤٣٧هـ.

[3] تذكرة الموضوعات: ص: ١٢٨، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولي ١٣٤٣هـ.

[4] الفوائد الجموعة: ص: ١٣٥، رقم: ٥١، ت: عبدالرحمن بن يحيي المعلي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٣٠هـ.

[5] إتحاف: ١٣٨/٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ "طبقات الشافعیۃ الکبری"[1] میں اس روایت کو اُن احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند انھیں نہیں مل سکی ہے۔

روایت کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں"، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر علامہ ابن رسلان رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، نیز علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ان احادیث کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کی سند انھیں نہیں مل سکی ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
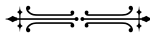
[1] طبقات الشافعیۃ الکبری:٦/٣١٠،ت:محمود محمد الطناحي وعبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

روایت نمبر⑰

روایت: جس شخص نے بھی کسی اجنبی عورت کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھا، تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ ڈالا جائے گا۔

حکم: حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا حاصل یہی ہے کہ یہ روایت ان الفاظ سے سنداً نہیں ملتی، بلکہ حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف کہا ہے کہ "یہ صحیح نہیں ہے"، اس لئے یہ روایت ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

نیز یہ تمام ائمہ ساتھ ساتھ اس کی صراحت بھی فرماتے رہے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں "صحیح بخاری" میں موجود یہ الفاظ معروف ہیں: "جس نے لوگوں کی باتوں پر کان لگایا، جبکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہوں، تو روز قیامت اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا"۔

روایت کا مصدر

امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ "المبسوط"[1] میں لکھتے ہیں: "لقوله صلى الله عليه وسلم: من نظر إلى محاسن أجنبية عن شهوة، صب في عينيه الآنك يوم القيامة".

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جس شخص نے بھی کسی اجنبی عورت کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھا تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ ڈالا جائے گا۔

---

[1] كتاب المبسوط للسرخسي: ۱۵۳/۱۰، دار المعرفة ـ بيروت.

بعض دیگر مصادر

یہی روایت امام برہان الدین مَرغِینَانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الهداية"[1] میں، امام فخر الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبيين الحقائق"[2] میں، امام ابو بکر بن علی الحداد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۰ھ) نے "الجوهرة النَيِّرَة"[3] میں، حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ) نے "منحة السلوك"[4] میں، علامہ ملا خسرو رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۸۵ھ) نے "درر الحكام"[5] میں، علامہ عبد الرحمن بن محمد بن سلمان المعروف شیخی زادہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۷۸ھ) نے "مجمع الأنهر"[6] میں اور علامہ محمد بن حسین بن علی طوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۳۸ھ) نے "تكملة بحر الرائق"[7] میں بلا سند نقل کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ "نصب الراية"[8] میں روایت نقل کرنے

---

[1] الهداية: ۱۸۸/۷، ت: نعيم أشرف نور أحمد، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي ـ باكستان، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] تبيين الحقائق: ۱۷/٦، المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر، الطبعة الأولى ۱۳۱٥هـ.

[3] الجوهرة النيرة: ٦۱۹/۲، ت: إلياس قبلان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۷هـ.

[4] منحة السلوك في شرح تحفة الملوك: ص: ٤۰۹، ت: أحمد عبد الرزاق الكبيسي، إدارة الشؤون الإسلامية ـ قطر، الطبعة الأولى ۱٤۲۸هـ.

[5] درر الحكام: ۳۱٤/۱، مير محمد كتب خانة ـ كراتشي ـ باكستان.

[6] مجمع الأنهر: ۲۰۲/٤، ت: خليل عمران المنصور، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[7] تكملة البحر الرائق: ۳٥۲/۸، ت: زكريا عميرات، مكتبة رشيدية ـ كوئته ـ باكستان.

[8] نصب الراية: ۲٤۰/٤، رقم: ۱٤، ت: محمد عوامة، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

کے بعد فرماتے ہیں:

"قلت: غريب، والمعروف: من استمع إلى حديث قوم، وهم له كارهون، صب في أذنه الآنك يوم القيامة. أخرجه البخاري في صحيحه في كتاب التعبير. عن أيوب السختياني، عن عكرمة، عن ابن عباس مرفوعا: من تحلم بحلم ....".

"میں کہتا ہوں کہ یہ غریب ہے، اور معروف یہ ہے: جس نے لوگوں کی باتوں پر کان لگایا، جبکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہوں، تو روز قیامت اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا، اسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی" صحیح "میں کتاب التعبیر میں تخریج کیا ہے۔۔۔"۔

علامہ صدر الدین بن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ صدر الدین ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۹۲ھ) "التنبيه"[1] میں روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ولم أر هذا في شيء من كتب الحديث، والمعروف: من استمع إلى حديث قوم وهم له كارهون، صب في أذنه الآنك يوم القيامة. وهو في الصحيح". میں نے یہ روایت حدیث کی کسی بھی کتاب میں نہیں دیکھی، اور معروف روایت یہ ہے: جو شخص کسی جماعت کی باتوں پر کان لگائے، جبکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہوں، تو روز قیامت اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا، یہ روایت صحیح ہے۔

---

[1] التنبيه على مشكلات الهداية: ۷۸۳/۵، ت: أنور صالح أبو زيد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”الدراية“[1] میں فرماتے ہیں:

”لم أجده، وهذا الوعيد ورد فيمن استمع إلى حديث قوم وهم له كارهون، صب في أذنيه إلى آخره، أخرجه البخاري من حديث ابن عباس“. مجھے یہ حدیث نہی مل سکی ہے، اور یہ وعید اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہے جو کسی جماعت کی باتوں پر کان لگائے، جبکہ ان کو یہ ناپسند ہو، تو اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا الی آخرہ، اسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے۔

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ) ”البناية“[2] میں زیر بحث روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

”ش: هذا الحديث أخرجه شمس الأئمة الحلواني في شرح ”الكافي“ [كذا في الأصل]، ولكنه غير صحيح، والمعروف: من استمع إلى حديث قوم له كارهون، صب في أذنيه الأنك يوم القيامة. أخرجه البخاري في صحيحه في كتاب التعبير ...“.

”یہ حدیث شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح کافی“ میں تخریج کی ہے ”[اصل میں اسی طرح ہے، محمد طارق]، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، اور معروف الفاظ یہ

[1] الدراية في تخريج أحاديث الهداية: ۲۲۵/۲، رقم: ۹۴۹، ت: عبد الله هاشم اليماني، دار المعرفة - بيروت.
[2] البناية شرح الهداية: ۱۳۱/۱۲، ت: أيمن صالح شعبان، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰هـ.

ہیں: جس نے لوگوں کی باتوں پر کان لگایا، جبکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہوں، تو روز قیامت اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا، اسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں کتاب التعبیر میں تخریج کیا ہے۔۔۔"۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "فتح باب العناية"[1] میں صاحب ہدایہ کے حوالہ سے روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فالمعروف من هذا الحديث: من استمع إلى حديث قوم وهم كارهون، صب في أذنيه الآنك يوم القيامة. وهو حديث صحيح رواه البخاري". اس حدیث کے معروف الفاظ یہ ہیں: جس نے کسی جماعت کی باتوں کی طرف کان لگایا، جبکہ وہ جماعت اسے ناپسند کرتی ہو، تو روز قیامت اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا، یہ صحیح حدیث ہے جسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

سابقہ ذکر کردہ ائمہ کے اقوال اجمالاً ملاحظہ ہوں:

"غریب ہے" (حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ)۔

"میں نے یہ روایت حدیث کی کسی بھی کتاب میں نہیں دیکھی" (علامہ صدر الدین ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ)۔

---

[1] فتح باب العناية: ٥١/٣، ت: محمد نزار تميم و هيثم نزار تميم، شركة دار الأرقم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

"مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

"یہ صحیح نہیں ہے" (حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ)۔

حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ علامہ صدر الدین بن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا حاصل یہی ہے کہ یہ روایت ان الفاظ سے سنداً نہیں ملتی، بلکہ حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف کہا ہے کہ "یہ صحیح نہیں ہے"، اس لئے یہ روایت ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

نیز یہ تمام ائمہ ساتھ ساتھ اس کی صراحت بھی فرماتے رہے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں "صحیح بخاری" میں موجود یہ الفاظ معروف ہیں: "جس نے لوگوں کی باتوں پر کان لگایا، جبکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہوں، تو روز قیامت اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا"[1]۔

[1] الصحیح للبخاري: ٤٢/٩، ت: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
"صحیح بخاری" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا علي بن عبد الله، حدثنا سفيان، عن أيوب، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من تحلم بحلم لم يره كلف أن يعقد بين شعيرتين، ولن يفعل، ومن استمع إلى حديث قوم، وهم له كارهون، أو يفرون منه، صب في أذنه الآنك يوم القيامة، ومن صور صورة عذب، وكلف أن ينفخ فيها، وليس بنافخ، قال سفيان: وصله لنا أيوب".

روایت نمبر⑱

روایت: موت کے وقت نماز کا اہتمام کرنے والے سے فرشتہ کا قریب ہونا، شیطان کا دور ہونا اور اسے ملک الموت کا کلمہ کی تلقین کرنا۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ "الآحاد والمثاني"[1] میں ابو الحارث خزرج کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم القلوسي، نا إسماعيل بن أبان الأزدي، حدثني عمرو بن أبي عمرو، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، قال: سمعت الحارث بن الخزرج الأنصاري، يقول: حدثني أبي: أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يطلب إلى ملك الموت عليه السلام عند رأس رجل من الأنصار، فقال: يا ملك الموت! ارفق بصاحبي، فإنه مؤمن، قال ملك الموت عليه السلام: يا محمد! طب نفسا وقر عينا، فإني بكل مؤمن رفيق، واعلم يا محمد! أني لأقبض روح ابن آدم، فإذا صرخ صارخ من أهله قمت في جانب الدار، ومعي روحه، فقلت: ما هذا الصياح؟ فوالله! ما ظلمناه، ولا سبقنا أجله ولا استعجلنا قدره، وما لنا في قبضه من ذنب، فإن ترضوا بما يصنع الله عز وجل

[1] الآحاد والمثاني: ٢٥١/٤، رقم: ٢٢٥٤، ت: باسم فيصل أحمد الجوابرة، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

وتصبروا، تؤجرو، وإن أنتم تجزعون وتسخطون تأثمون وتؤزرون، وما لكم عندنا من عُتْبَى، وإن لنا عندكم لبغيةُ عودة بعد عودة، فالحذر الحذر، والنجاة النجاة.

وما من أهل بيت شعر، ولا مدر، ولا سهل، ولا جبل، ولا بحر إلا وأنا أتصفحهم في كل يوم وليلة خمس مرات، حتى إني لأعرف بصغيرهم وكبيرهم منهم بأنفسهم، والله! لو أردت أن أقبض روح بعوضة ما قدرت حتى يكون الله عز وجل هو الآمر بقبضها.

قال جعفر بن محمد: بلغني أنه يتصفحهم عند مواقيت الصلوات، فإذا حضر عبدا الموت فمن كان يحافظ على الصلاة دنا منه الملك، وتباعد الشيطان، ولقنه ملك الموت عليه السلام لا إله إلا الله في ذلك الحال".

حارث بن خزرج انصاری فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے سرہانے کھڑے ہو کر ملک الموت سے یہ بات طلب کرتے ہوئے سنا کہ میرے صحابی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو کیوں کہ وہ ایمان والا ہے، ملک الموت نے کہا اے محمد! آپ خوش اور راضی ہو جائیں میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں، اور جان لیجیے اے محمد ﷺ! میں ابن آدم کی روح قبض کرتا ہوں، تو جب کوئی اس کے گھر والوں میں سے چیخنے والا چیختا ہے، تو میں گھر کے کونے میں کھڑا ہو جاتا ہوں اور اس کی روح میرے پاس ہوتی ہے اور میں کہتا ہوں یہ کیسی چیخ ہے، خدا کی قسم! نہ ہم نے

اس پر ظلم کیا ہے اور نہ ہم وقت سے پہلے آئے اور نہ ہم نے اس کی تقدیر کے ساتھ کوئی جلد بازی کی، اور نہ اس کی روح قبض کر کے کوئی گناہ کیا، اگر تم اللہ کے کئے پر راضی رہو اور صبر کرو تو تم کو اجر دیا جائے گا اور اگر تم بے صبری کرو گے اور ناراض ہو گے، تو گناہ گار ہو گے اور تمہیں ہم سے کوئی خفگی نہیں ہونی چاہئے، اور ہم تمہارے پاس بار بار لوٹنے کی چاہت رکھتے ہیں، اس لئے ڈرتے رہو اور نجات طلب کرتے رہو۔

خیمے والے ہوں یا کچے مکانوں والے، ہموار زمینوں والے ہوں یا پہاڑی علاقوں والے، میں ہر دن ورات میں پانچ مرتبہ ان کے چہروں کو غور سے دیکھتا ہوں، یہاں تک کہ اب میں ان کے چھوٹوں اور بڑوں کو ان سے زیادہ پہچانتا ہوں، اللہ کی قسم! اگر میں ایک مچھر کی روح قبض کرنا چاہوں، تو نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالی قبض کرنے کا امر نہ کریں۔

جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموت نماز کے اوقات میں لوگوں کے چہروں کو بغور دیکھتے ہیں، لہذا جب کسی بندہ کو موت آتی ہے، تو جو شخص نماز کے اوقات کا پابند ہوتا ہے، تو فرشتہ اس کے قریب ہو جاتا ہے اور شیطان دور ہو جاتا ہے، اور ملک الموت علیہ السلام اس حال میں اس کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرتا ہے۔

اسی طرح امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الکبیر"[1] میں، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] المعجم الكبير: ۲۲۰/٤، رقم: ٤١٨٨، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

نے "معرفة الصحابة"[1] میں اور حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی تخریج کی ہے[2]، تمام سندیں سند میں موجود راوی عمرو بن ابی عمرو یعنی عمرو بن شمر جعفی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ ہم نے یہ مصادر صرف روایت کے آخری حصہ (یعنی نماز کا اہتمام کرنے والے سے فرشتہ کا قریب ہونا، شیطان کا دور ہونا اور اسے ملک الموت کا کلمہ کی تلقین کرنا) جعفر بن محمد صادق کی بلاغات کے مطابق ذکر کئے ہیں، یہی اس وقت تحقیق کا موضوع ہے، روایت کا ابتدائی مفصل حصہ دیگر کتب میں دیگر سندوں سے بھی ہے، یہ پہلا حصہ فی الحال دراسہ کا موضوع نہیں ہے اور ہمارے ذکر کردہ حکم کا تعلق بھی فقط دوسرے حصہ سے ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ "معرفة الصحابة"[3] میں فرماتے ہیں: "الخزرج أبو الحارث مجهول، وفي إسناد حديثه نظر". (سند کا ایک راوی) خزرج ابو حارث مجہول ہے، اور اس کی حدیث کی سند میں نظر ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

---

[1] معرفة الصحابة: ۱۰۰۲/۲، رقم: ۲٥٦١، ت: عادل بن يوسف العزازي، دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] انظر البداية والنهاية: ١٠٧/١، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] معرفة الصحابة: ٥٣٦/١، ت: عامر حسن صبري، مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ”البداية والنهاية“[1] میں مذکورہ روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”هذا حديث مرسل، وفيه نظر“. یہ مرسل روایت ہے، اور اس میں نظر ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”نتائج الأفكار“[2] میں مذکورہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”ومثل هذا لا يقال بالرأي، فله حكم المرفوع، وعمرو بن شمر متروك“. اور اس طرح کی بات بطور رائے کے نہیں کہی جاسکتی، لہذا یہ حکماً مرفوع ہوگی اور (سند میں موجود راوی) عمرو بن شمر متروک ہے۔

علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ ”إتحاف السادة“[3] میں مذکورہ روایت کو بحوالہ ”معجم کبیر“ اور حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ وحافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کی ”معرفۃ الصحابہ“ سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”والحارث مجهول، وكذا أبوه الخزرج لا يعرف، والحديث غريب، وقد رواه ابن أبي حاتم من وجه آخر: عن جعفر بن محمد، عن أبيه معضلا، وفيه عمرو بن شمر،

---

[1] البداية والنهاية: ١٠٧/١، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
[2] نتائج الأفكار: ٢٩٦/٤، ت: حمدي عبد المجيد االسلفي، دار ابن كثير ـ دمشق، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
[3] إتحاف السادة: ١٢١/١٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

وھو کذاب". (سند کا راوی) حارث مجہول ہے، اور اسی طرح اس کا والد خزرج غیر معروف ہے، اور حدیث غریب ہے، اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ایک دوسرے طریق عن جعفر بن محمد، عن ابیہ سے معضلًا روایت کیا ہے اور اس میں عمرو بن شمر ہے اور وہ کذاب ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کی "وجہ آخر" سے مراد یہ ہے کہ مذکورہ روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کی "معرفۃ الصحابہ" اور "معجم کبیر" میں عمرو بن شمر، عن جعفر بن محمد، عن ابیہ، عن الحارث بن الخزرج، عن ابیہ کے طریق سے ہے، جبکہ حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق میں بھی یہ "عمرو بن شمر، عن جعفر بن محمد، عن ابیہ" کے طریق سے ہی ہے۔

ابو عبد اللہ عمرو بن شمر جعفی کوفی یعنی عمرو بن ابی عمرو (المتوفی ۱۵۷ھ) کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الکبیر"[1] میں عمرو بن شمر کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروکون"[2] میں عمرو بن شمر کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

---

[1] التاريخ الكبير:١٥٨/٦،رقم:٨٦٥٤ ،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] الضعفاء والمتروكون:ص:١٧٦،رقم:٤٥١،ت:عبد العزيز عز الدين السيروان،دار القلم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "عمرو بن شمر منكر الحديث، حدث بأحاديث منكرة". عمرو بن شمر منکر الحدیث ہے، اس نے منکر روایتیں نقل کی ہیں[1]۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شمر کو "ليس بثقة" کہا ہے[2]۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث جدا، ضعيف الحديث، لا يشتغل به، تركوه". یہ بہت زیادہ منکر الحدیث ہے، ضعیف الحدیث ہے، ان کی روایات سے اشتغال نہیں کیا جائے گا، محدثین نے ان کو ترک کر دیا ہے[3]۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شمر کو "ضعيف الحديث" کہا ہے[4]۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[5] میں عمرو بن شمر کو "كذاب زائغ" فرمایا ہے۔

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ "الطبقات الكبرى"[6] میں لکھتے ہیں: "عمرو بن شمر الجعفي، وكان إمام مسجد جعفي ستين سنة، وكان قاصا،

[1] الجرح والتعديل:۲۳۹/٦،رقم:١٣٢٤،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الجرح والتعديل:۲۳۹/٦،رقم:١٣٢٤،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] الجرح والتعديل:۲۳۹/٦،رقم:١٣٢٤،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] الجرح والتعديل:۲۳۹/٦،رقم:١٣٢٤،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[5] أحوال الرجال:ص٧٣،رقم:٤٦،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،دار الطحاوي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[6] الطبقات الكبرى:٣٥٦/٦،رقم:٢٦٦١،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.

وكانت عنده أحاديث، وكان ضعيفا جدا، متروك الحديث". عمرو بن شمر جعفی، جعفی مسجد کے ساٹھ سال تک امام رہے، اور قصہ گو تھے، ان کے پاس احادیث تھیں، اور یہ ضعیف جداً، متروک الحدیث تھا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں: "كان رافضيا، يشتم أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان ممن يروي الموضوعات عن الثقات في فضائل أهل البيت وغيرها، لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب". عمرو بن شمر رافضی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو برا بھلا کہتا تھا، اور ان لوگوں میں سے تھا جو ثقہ راویوں کے انتساب سے اہل بیت وغیرہ کے من گھڑت فضائل نقل کرتے تھے، اس کی حدیث کو لکھنا حلال نہیں ہے سوائے تعجب کے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں عمرو بن شمر کی روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولعمرو بن شمر غير ما ذكرت، وعامة ما يرويه غير محفوظ". عمرو بن شمر کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی روایات ہیں اور عموماً اس کی مرویات محفوظ نہیں ہیں۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[3] میں فرماتے ہیں: "عمرو بن شمر الجعفي كثير الموضوعات عن جابر الجعفي

---

[1] كتاب المجروحين: ٧٥/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت .

[2] الكامل في ضعفاء الرجال: ٢٣٠/٦، رقم: ١٢٩٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ۔ بيروت .

[3] المدخل إلى الصحيح: ص١٥٧، رقم: ١٠٢، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

وغيره، وإن كان جابرا الجعفي عند القوم مجروحا، وليس راوي تلك الموضوعات الفاحشات عنه غير عمرو بن شمر الجعفي، فوجب أن يكون الحمل فيها عليه"۔

عمرو بن شمر جعفی، جابر جعفی اور اس کے علاوہ سے بہت زیادہ من گھڑت روایات نقل کرتا ہے، اگرچہ جابر جعفی محدثین کے نزدیک مجروح ہے اور جابر جعفی سے ان فاحش موضوعات کو نقل کرنے والا عمرو بن شمر کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ ان من گھڑت روایات کی ذمہ داری عمرو بن شمر پر ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "عمرو بن شمر الجعفي يروي عن جابر الجعفي بالموضوعات المناكير". عمرو بن شمر جعفی، جابر جعفی سے من گھڑت اور منکر روایتیں نقل کرتا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شمر کو "متروك" کہا ہے[2]۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان عمرو يضع على الروافض"[3]. عمرو روافض پر احادیث گھڑتا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ديوان الضعفاء"[4] میں عمرو بن شمر کو "رافضي، متروك" کہا ہے۔

---

[1] كتاب الضعفاء: ص١١٨، رقم: ١٦٥، ت: فاروق حمادة، مطبعة النجاح الجديدة.

[2] سؤالات البرقاني للدارقطني: ص: ٥٣، رقم: ٣٧١، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، كتب خانه جميلي ـ لاهور ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] انظر ميزان الاعتدال: ٢٦٩/٣، رقم: ٦٣٨٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] ديوان الضعفاء: ٣٠٣/١، رقم: ٣١٨٣، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”نتائج الأفکار“ [1] میں عمرو بن شمر کو ”متروك“ کہا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل روایت کے بعد سند کے راوی عمرو بن شمر کو ”متروک“ کہہ کر اس کے ضعف شدید کی طرف اشارہ کیا ہے۔

نیز سند میں موجود راوی عمرو بن شمر کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو الفضل سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: منکر الحدیث، لیس بثقہ، متروک الحدیث، محدثین نے ان کو ترک کر دیا ہے، کذاب زائغ، عمرو بن شمر رافضی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو برا بھلا کہتا تھا، اور ان لوگوں میں سے تھا جو ثقہ راویوں کے انتساب سے اہل بیت وغیرہ کے من گھڑت فضائل نقل کرتے تھے، ضعیف جداً، متروک الحدیث، جابر جعفی اور ان کے علاوہ سے بہت زیادہ من گھڑت روایات نقل کرتا ہے، عمرو روافض پر احادیث گھڑتا تھا، متہم بالوضع ہے)، اور خاص اس تناظر میں کہ عمرو بن شمر اس روایت کے نقل میں متفرد بھی ہے کسی بھی طرح یہ روایت ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] نتائج الأفكار: ٢٩٦/٤، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

رہی بات روایت کے ابتدائی مفصل حصہ کی، تو اس کے بارے میں ہم شروع میں بتا چکے ہیں کہ روایت کا ابتدائی مفصل حصہ دیگر کتب میں دیگر سندوں سے بھی ہے، یہ پہلا حصہ فی الحال دراسہ کا موضوع نہیں، اس میں ذکر کردہ حکم کا تعلق فقط آخری حصہ (نماز کا اہتمام کرنے والے سے فرشتہ کا قریب ہونا، شیطان کا دور ہونا اور اسے ملک الموت کا کلمہ کی تلقین کرنا) سے ہے۔
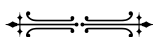
روایت نمبر ⑲

روایت: ستر ہزار فرشتوں کی طاقت رکھنے والا فرشتہ اپنی انتہائی پرواز کے بعد بھی باری تعالی کے عرش تک نہیں پہنچ سکا۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

یہ روایت حافظ ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب العظمة"[1] میں تخریج کی ہے:

"حدثنا الوليد بن أبان، حدثنا أبو سعيد الحسن بن مرثد، حدثنا أحمد بن أبي حمدان الهيتي، حدثنا عمرو بن جرير، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن الشعبي رحمه الله، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: العرش من ياقوتة حمراء، وإن ملكا من الملائكة نظر إليه وإلى عظمه، فأوحى الله عز وجل إليه: إني قد جعلت فيك قوة سبعين ألف ملك، لكل ملك سبعون ألف جناح، فطر فطار الملك بما فيه من القوة والأجنحة ما شاء الله أن يطير، فوقف فنظر فكأنه لم يسر".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عرش سرخ یاقوت سے بنا ہوا ہے، اور بے شک فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے اس عرش کی طرف اور اس کی عظمت کی طرف دیکھا تو اللہ عزوجل نے اس فرشتہ کی طرف یہ حکم بھیجا کہ میں نے تجھ

[1] العظمة لأبي الشيخ: ٦٣١/٢، رقم: ٢٤٧، ت: رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري، دار العاصمة ـ الرياض.

میں ستر ہزار فرشتوں کی طاقت رکھی ہے، ہر فرشتہ کے ستر ہزار پَر ہیں، پس تو اُڑ، تو وہ اُڑا اپنی تمام تر قوت اور پَروں کے ساتھ، جتنا اللہ عزوجل نے اس کے اُڑنے کو چاہا، پھر وہ ٹھہرا، پھر اس نے دیکھا تو گویا کہ وہ کچھ چلا ہی نہیں۔

سند میں موجود راوی ابو سعید عمرو بن جریر کوفی بجلی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[1] میں لکھتے ہیں: "كان يكذب". یہ جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني في الضعفاء"[2] میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "ولعمرو بن جرير غير ما ذكرت من الحديث، مناكير الإسناد والمتن". عمرو بن جریر کی میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ بھی احادیث ہیں، جن کی سند و متن (دونوں) منکر ہیں۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن جریر کو "متروك الحديث"[4] کہا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[5] میں لکھتے ہیں: "عن إسماعيل

---

[1] الجرح والتعديل: ٢٢٤/٦، رقم: ١٢٤٢، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] المغني في الضعفاء: ٦٣/٢، رقم: ٤٦٣٨، ت: نورالدين عتر، دار إحياء التراث العربي ـ قطر.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٢٥٦/٦، رقم: ١٣١٣، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] ميزان الاعتدال: ٢٥٠/٣، رقم: ٦٣٤٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] الضعفاء الكبير: ٢٦٤/٣، رقم: ١٢٧١، ت: عبدالمعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

بن أبي خالد، عنده مناكير". یہ اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کرتا ہے، اس کی مناکیر ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "متهم، واه".

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ روایت کا پہلا ٹکڑا "العرش من ياقوتة حمراء" (عرش سرخ یاقوت سے بنا ہوا ہے) کو اسماعیل بن ابی خالد تابعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۶ھ) نے "اخبرت" (مجھے خبر دی گئی) کہہ کر نقل کیا ہے، جیسا کہ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ "العرش"[2] میں تحریر فرماتے ہیں: "حدثنا أبي وعمي أبو بكر، قالا: حدثنا أبو أسامة، عن إسماعيل بن أبي خالد، قال: أخبرت: أن العرش ياقوتة حمراء". اسماعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ عرش سرخ یاقوت سے بنا ہوا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو "العلو للعلي الغفار"[3] میں نقل کرکے فرماتے ہیں: "هذا ثابت عن هذا التابعي الإمام". یہ روایت اس تابعی امام اسماعیل بن ابی خالد کے انتساب سے ثابت ہے۔

---

[1] ديوان الضعفاء: ص:۳۰۲، رقم:۳۱٦٥، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة ۱۳۸۷هـ.

[2] العرش: ص:٤١٣، رقم:٤٧، ت: محمد بن خليفة التميمي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] العلو للعلي الغفار: ص:۷۱، رقم:١٤٨، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں موجود راوی عمرو بن جریر بجلی کے بارے میں جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: یہ جھوٹ بولتا ہے، متروک الحدیث، متہم، واہ، مناکیر الاسناد والمتن)، اور اس خاص تناظر میں کہ یہ عمرو بن جریر اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، لہذا یہ روایت کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
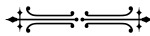
روایت نمبر⑳

روایت: "الكريم إذا قدر عفا".

کریم جب قابو پالیتا ہے تو معاف کر دیتا ہے۔

حکم: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت روایت کے مشابہہ قرار دیا ہے، اور محدثین کی ایک جماعت نے ان کے قول پر اعتماد کیا ہے، لہذا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

یہ روایت دو طرق سے منقول ہیں: ① روایت بطریق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ② روایت بطریق حسن مرسلاً

روایت بطریق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[1] میں سب سے پہلے اپنی متصل سندوں سے ابو سیف زاہد رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اقوال تخریج کئے ہیں:

"عن أبي السيف الزاهد يقول: ما أحب أن يلي حسابنا غير الله عز وجل لأن الكريم يجاوز". **ابو سیف زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی میرا حساب لے، کیونکہ کریم درگزر کر دیتا ہے۔**

"عن سفيان الثوري: ما أحب أن حسابي جعل إلى والدي ربي خير لي من والدي". **سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا حساب میرے والد کو دے دیا جائے، میرا رب میرے والد**

---

[1] شعب الإيمان: ۱/۴۲۰، رقم: ۲۵۷، ت: عبد العلي عبد الحميد حامد، مكتبة الرشد۔ الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ۔

کے مقابلہ میں میرے حق میں زیادہ بہتر ہے۔

اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وقد روي في معناه حديث مسند لكنه يشبه أن يكون موضوعا، فلم أجسر على نقله، ثم إني نقلته لشهرته بين المذكرين، وأنا أبرأ من عهده“

اسی مضمون پر مشتمل ایک مسند حدیث بھی منقول ہے، لیکن یہ حدیث من گھڑت حدیث کے مشابہ ہے، چنانچہ میں اسے نقل کرنے کی جسارت نہیں کرتا، پھر اس کے بعد میں نے تذکیر کرنے والوں کے مابین شہرت کی وجہ سے اسے یہاں نقل کر دیا، تاہم میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں۔

اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متصل سند سے زیر بحث روایت ان الفاظ سے تخریج کی:

”أخبرنا أبو عبد الله الحافظ في التاريخ، حدثنا أبو محمد الحسن بن محمد بن إسحاق الأزهري، حدثنا محمد بن زكريا الغَلاَبي، حدثنا عبيد الله بن محمد التيمي، حدثنا أبي، عن عمه، عن ربيعة بن أبي عبد الرحمن، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة قال: قال أعرابي: يا رسول الله! من يحاسب الخلق يوم القيامة؟ قال: الله، قال: الله؟ قال: اللهِ، قال: نجونا ورب الكعبة، قال: وكيف يا أعرابي! قال: لأن الكريم إذا قدر عفا .

أخبرنا أبو الحسن بن علي بن محمد المقرئ الإسفراييني بها، حدثنا الحسن بن محمد بن إسحاق، فذكره بإسناده نحوه، تفرد به

محمد بن زكريا الغَلاَبي، عن عبيد الله بن محمد ابن عائشة، والغَلاَبي متروك".

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک بدّو نے کہا، یارسول اللہ! روزِ قیامت مخلوق کا حساب کون لے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ، اس نے پوچھا کہ اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ، بدّو نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم! ہمیں چھٹکارا مل گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بدّو! وہ کیسے؟ اس نے کہا: کیونکہ کریم جب قابو پالیتا ہے تو معاف کر دیتا ہے۔

حافظ عبد الملک بن محمد بن عبد اللہ بن بشران رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۳۰ھ) نے "الأمالي "[1] میں یہ روایت تخریج کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی محمد بن زکریا غلابی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

پہلے گزر چکا ہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت حدیث کے مشابہ قرار دیا ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المقاصد الحسنة"[2] میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسرار المرفوعة"[3] میں، علامہ ابن دبیع نے "تمييز الطيب"[4] میں،

---

[1] الأمالي:ص:٢٧،رقم:٧،ت:أبو عبدالرحمن عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
[2] المقاصد الحسنة:٥٠٥،رقم:٧٩٩،ت:محمدعثمان الخشت،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
[3] الأسرار المرفوعة:٢٦٥،رقم:٣٣٨،ت:محمد الصباغ،دار الأمانة ـ بيروت،الطبعة ١٣٩١هـ.
[4] تمييز الطيب من الخبيث:١٣٦،رقم:٩٩١،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

علامہ محمد بن محمد درویش الحوت نے "أسنى المطالب"[1] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ نجم الدین غزّی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ نجم الدین غزّی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتقان ما یحسن"[2] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: "قلت: نیا في حسن الظن عن الحسن مرسلا قال: أتى أعرابي النبي ﷺ فقال: یا رسول الله! من یحاسب الخلق یوم القیامة؟ قال: الله، قال: أفلحت ورب الكعبة، إذا لا یأخذ حقه".

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "حسن ظن" میں حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً تخریج کیا ہے کہ ایک بدّو نبی ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا: یارسول اللہ! روزِ قیامت سب سے پہلے میرا حساب کون لے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ، وہ بدّو کہنے لگا، ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا، کیونکہ وہ اپنے حق پر گرفت نہیں کرتا۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "کشف الخفاء"[3] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے کے بعد علامہ نجم الدین غزّی کے قول کو نقل کیا ہے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے اس طریق کا ذکر آگے آئے گا۔

روایت بطریق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند میں موجود راوی محمد بن زکریا غَلابی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

ان کے بارے میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام گزر چکا ہے، دیگر ائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] أسنى المطالب: ۲۲٤، رقم: ۱۱۲٥، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھ۔

[2] إتقان مایحسن: ۳۲۳، رقم: ۱۳۰۱، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولى ۱٤۲٥ھ۔

[3] کشف الخفاء: ۲/ ۱۱۰، رقم: ۱۹۲٥، مکتبة القدسی ـ القاهرة، الطبعة ۱۳٥۱ھ۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن زکریا غلابی کو "ثقات"[1] میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: "كان صاحب حكايات وأخبار، يعتبر حديثه إذا روى عن الثقات، لأنه في روايته عن المجاهيل بعض المناكير".

یہ حکایات اور خبریں بیان کرتا تھا، اور اس کی حدیث کا اعتبار اس وقت کیا جائے گا جب یہ ثقہ سے روایت کرے، کیونکہ اس کی روایت میں مجاہیل سے بعض مناکیر منقول ہیں۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكون"[2] میں فرماتے ہیں: "يضع الحديث". یہ حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[3] اور "ديوان الضعفاء"[4] میں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذیل"[5] میں، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[6] میں امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التلخيص الحبير"[7] میں محمد بن زکریا غَلابی کو "ضعیف جداً" کہا ہے۔

---

[1] الثقات: ۱۵٤/۹، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ۱۳۹۳هـ.

[2] الضعفاء والمتروكون: ص: ۳۵۰، رقم: ٤۸۳، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[3] المغني: ۱۹٦/۲، رقم: ۵۵۱۲، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[4] ديوان الضعفاء: ص: ۳۵۱، رقم: ۳۷۱۲، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة ۱۳۸۷هـ.

[5] ذيل اللآلئ: ص: ۱۹۳، رقم: ۳۱٤، ت: زياد النقشبندي الأثري، الطبعة الأولى ۱٤۳۲هـ.

[6] تنزيه الشريعة: ۱۰۵/۱، رقم: ۱۱۸، ت: عبد الله الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ.

[7] تلخيص الحبير: ۸٤/٤، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

روایت بطریق حسن رحمۃ اللہ علیہ مرسلاً

اسے حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "حسن الظن بالله"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

"حدثنا أبو الحسن البصري أحمد بن عبد الله، حدثنا سليمان بن نوح، عن يونس، عن الحسن، قال: أتى أعرابي النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! من يحاسب الخلق يوم القيامة؟ قال: الله عز وجل، قال: أفلحت ورب الكعبة! إذا يترك حقه، وربما قال: إذا لا يأخذ حقه".

ایک بدّو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! روزِ قیامت مخلوق کا سب سے پہلے حساب کون لے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عز وجل، بدّو کہنے لگا، ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا، کیونکہ وہ (اللہ) اپنا حق چھوڑ دیتا ہے۔ بعض مقامات پر یہ الفاظ ہیں: پھر تو وہ (اللہ) اپنا حق نہ لے گا۔

روایت بطریق حسن مرسلاً کی سند کے راویوں کے حالات

❶ أبو الحسن البصری أحمد بن عبدالله

ان کا ترجمہ نہیں مل سکا، تاہم اس طبقہ میں ابو الحسین احمد بن عبد اللہ بصری (المتوفی ۲۴۶ھ) ایک ثقہ راوی ہے، ممکن ہے کہ لفظ "الحسین" تصحیف سے "الحسن" ہو گیا ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] حسن الظن بالله: ۳۹، رقم: ۲۵، ت: مخلص محمد، دار طيبة۔ الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ۔

❷ سلیمان بن نوح

ان کا ترجمہ بھی نہیں مل سکا، البتہ اس طبقہ میں سالم بن نوح ابو سعید عطار (المتوفی بعد ۲۰۰ھ) راوی ہے، جن سے درج بالا ابو الحسین احمد بن عبد اللہ بصری روایت نقل کرتے ہیں، اور یہ سالم بن نوح، یونس بن عبید بن دینار سے روایت نقل کرتے ہیں جس کا ذکر آگے آرہا ہے، الحاصل ممکن ہے کہ یہاں "سالم" تبدیل ہو کر "سلیمان" ہو گیا ہو، واللہ اعلم۔

سالم بن نوح کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "التقریب"[1] میں فرماتے ہیں: "صدوق، له أوهام".

ذیل میں سالم بن نوح کے بارے میں دیگر ائمہ کے اقوال "تهذيب التهذيب"[2] سے لکھے جائیں گے:

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قانع رحمۃ اللہ علیہ نے سالم بن نوح کی توثیق کی ہے، البتہ حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے "ليس بشيء" امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "ليس بالقوي" کہا ہے، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عنده غرائب وأفراد وأحاديثه محتملة متقاربة". حافظ عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحیی بن سعید سے کہا کہ سالم بن نوح کا کہنا ہے کہ مجھ سے یونس اور جزری کی کتابیں گم ہو گئی تھیں، پھر یہ دونوں کتابیں مجھے چالیس سال بعد ملیں، یحیی نے جواب میں فرمایا: "وما بأس بذلك".

---

[1] تقريب التهذيب: ۲۲۷، رقم: ۲۱۸۵، ت: محمد عوامة، دار الرشد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ۱٤۱۱هـ.

[2] تهذيب التهذيب: ۳/ ٤٤۳، رقم: ۸۱۷، دائرة المعارف ـ الهند، الطبعة الأولى ۱۳۲۵هـ.

❸ یونس

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے والوں میں یونس بن عبید بن دینار ہیں، اور ان سے سالم بن دینار روایت کرتے ہیں، جیسا کہ گزر گیا ہے، یہ یونس بن عبید بن دینار مشہور ثقہ راوی ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کو من گھڑت حدیث کے مشابہ قرار دیا ہے، اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن دبیع رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
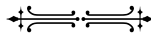
روایت نمبر (۲۱)

روایت: اذان سن کر: "مرحبا بالقائلين عدلا مرحبا بالصلاة وأهلا". پڑھنے پر بیس لاکھ نیکیاں، بیس لاکھ گناہ معاف اور بیس لاکھ درجات بلند۔

حکم: مذکورہ دعا کو آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا من گھڑت ہے، تاہم مشہور قول کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اذان کے وقت صرف اِن کلمات کا کہنا منقول ہے، جس میں مذکورہ ثواب موجود نہیں ہے، اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتساب سے اسے بیان کرنا، عمل کرنا درست ہے۔

یہ روایت دو طرح سے مروی ہے:

(۱) مرفوع طریق (۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول

پھر مرفوع طریق بھی دو سندوں سے مروی ہے:

(۱) ہمام بن مسلم زاہد کوفی کا طریق (۲) موسی بن ابراہیم مروزِی کا طریق

روایت کا مرفوع طریق (آپ ﷺ کا قول)

(۱) روایت بطریق ہمام بن مسلم زاہد کوفی

اسے امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے، ملاحظہ ہو:

" الديلمي: أخبرنا أبي وحمد بن نصر، قالا: أخبرنا أبو طاهر أحمد بن عبد الرحمن الرُوْذْبَارِي، حدثنا عبد الرحمن بن عمر بن إبراهيم المؤدب، حدثنا علي بن إبراهيم الكرخي، حدثنا القاسم بن أبي صالح، حدثنا يوسف بن يعقوب بن إسحاق، حدثنا سليمان بن

الربيع، حدثنا همام بن مسلم، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن علي رفعه: من سمع المنادي بالصلاة فقال: مرحبا بالقائلين عدلا مرحبا بالصلاة وأهلا، كتب الله له ألفي ألف حسنة ومحا عنه ألفي ألف سيئة ورفع له ألفي ألف درجة"[1].

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کے منادی کی آواز سن کر یہ کہے گا: "مَرْحَبًا بِالْقَائِلِينَ عَدْلًا، مَرْحَبًا بِالصَّلَاةِ وَأَهْلًا"، اللہ تعالی اسے بیس لاکھ نیکیاں عطا کریں گے، بیس لاکھ گناہ معاف کریں گے، اور بیس لاکھ درجات بلند کریں گے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[2] میں فرماتے ہیں:

"والنهدي تقدم، ومحمد والد جعفر لم يدرك عليا، والمتن باطل، وإنما يروى ذلك عن عثمان من فعله، وليس فيه ذكر الثواب المذكور، والله أعلم".

نہدی کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، سند میں موجود جعفر کے والد محمد نے علی رضی اللہ عنہ

---

[1] انظر ذيل اللآلئ المصنوعة: ٤٠٢/١، رقم: ٤٧٥، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] لسان الميزان: ٣٤٤/٨، رقم: ٨٢٧٩، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

کو نہیں پایا ہے، یہ متن باطل ہے، یہی عمل عثمان رضی اللہ عنہ کے فعل کے طور پر منقول ہے، اور عثمان رضی اللہ عنہ کی حکایت میں مذکور ثواب کا کوئی ذکر نہیں ہے، واللہ اعلم۔

نوٹ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حکایت آگے آرہی ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "ذیل اللآلئ"[1] میں نقل روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"موضوع، آفته همام بن مسلم، كان يسرق الحديث، ويروي عن الثقات ما ليس مِن حديثهم، وسليمان الراوي عنه ضعيف، وقد تقدم لهما حديث في الطهارة، حكم ابن الجوزي بوضعه".

یہ حدیث من گھڑت ہے، اس حدیث کی سند کا راوی ہمام بن مسلم آفت ہے، یہ سرقۂ حدیث میں مبتلا تھا، اور ثقہ لوگوں کے انتساب سے ایسی احادیث نقل کرتا تھا جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتیں، اور ہمام سے نقل کرنے والا سلیمان ضعیف ہے، اور طہارت میں ان دونوں کی ایک حدیث گزر چکی ہے، جس پر ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر علامہ ابن عراق نے تنزيه الشريعة"[2] میں اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[3] میں اعتماد کیا ہے۔

---

[1] ذيل اللآلئ: ٤٠٢/١، رقم: ٤٧٥، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ١١٧/٢، رقم: ١٠٧، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبدالله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] كشف الخفاء: ٢/ ٢٥٤، رقم: ٢٥٠٣، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[1] میں اسے من گھڑت کہا ہے، اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[2] میں ان کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنوع"[3] اور "الأسرار المرفوعة"[4] میں اسے بے اصل کہا ہے۔

علامہ قاوَقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللؤلؤ المرصوع"[5] میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ہمام بن مسلم زاہد کوفی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[6] میں لکھتے ہیں: "كان ممن يسرق الحديث ويحدث به، ويروي عن الثقات ما ليس من أحاديثهم على قلة معرفته بصناعة الحديث، فلما فحش ذلك منه وكثر في روايته بطل الاحتجاج به".

---

[1] تذكرة الموضوعات: ص: ٣٥، إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٤٣هـ.

[2] الفوائد المجموعة: ص: ٢١، رقم: ٢٢، ت: عبد الرحمن بن يحيي المعلمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[3] المصنوع: ص: ١٨٥، رقم: ٣٤١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة ١٣٩٨هـ.

[4] الأسرار المرفوعة: ص: ٣٤٧، رقم: ٤٩٥، ت: محمد الصباغ، دار الأمانة ـ بيروت، الطبعة ١٣٩١هـ.

[5] اللؤلؤ المرصوع: ص: ٢٨٣، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[6] المجروحين: ٩٦/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

یہ ان لوگوں میں سے ہے جو سرقۂ حدیث کرکے اسے بیان کرتے تھے، اور یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے ایسی احادیث نقل کرتا ہے جو ان کی احادیث میں نہیں ہوتیں، اس کے ساتھ ساتھ (یہ بھی ہے کہ) اسے صناعتِ حدیث کی معرفت کم ہے، جب یہ امر اس میں بہت زیادہ ہے اور اس کی احادیث میں کثرت سے موجود ہے تو اس سے احتجاج باطل ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[1] میں اور "المغني في الضعفاء"[2] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الضعفاء والمتروكين"[3] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل الواردة"[4] میں ہمام بن مسلم کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمام بن مسلم کو "تاريخ بغداد"[5] میں "مجهول" کہا ہے۔

❷ روایت بطریق موسی بن ابراہیم مروَزِی

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[6] میں فرماتے ہیں:

---

[1] ميزان الاعتدال: ٣٠٨/٤، رقم: ٩٢٥١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] المغني في الضعفاء: ٧١٢/١، رقم: ٦٧٦٦، ت: نور الدين عتر.

[3] الضعفاء والمتروكين: ١٧٨/٣، رقم: ٣٦١٦، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] العلل الواردة: ١٠٤/٨، رقم: ١٤٢٨، ت: محفوظ الرحمن زين الله السلفي، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[5] تاريخ بغداد: ٣٣٢/١، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[6] تاريخ بغداد: ٢٩/١٥، رقم: ٦٩٤٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

”حدثنا محمد بن أحمد بن رزق إملاء، قال: حدثنا عثمان بن أحمد الدقاق، قال: حدثنا محمد بن خلف بن عبد السلام المروزي، قال: حدثنا موسى بن إبراهيم المروزي، قال: حدثنا موسى بن جعفر، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال حين يسمع المؤذن يؤذن: مرحبا بالقائلين عدلا، مرحبا بالصلاة وأهلا، كتب الله له ألفي ألف حسنة، ومحا عنه ألفي ألف سيئة، ورفع له ألفي ألف درجة“.

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مؤذن کی آواز سُن کر یہ کہے: ”مَرْحَبًا بِالْقَائِلِينَ عَدْلًا، مَرْحَبًا بِالصَّلَاةِ وَأَهْلًا“. اللہ تعالیٰ اس کے لئے بیس لاکھ نیکیاں لکھتے ہیں، اور اس کی بیس لاکھ برائیاں مٹادیتے ہیں، اور اس کے بیس لاکھ درجے بلند فرماتے ہیں۔

ابو عمران موسیٰ بن ابراہیم مروَزِی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

علامہ عبد الخالق بن منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سألت يحيى بن معين عن موسى بن إبراهيم، فقال لي: صاحب إبراهيم بن سعد، فقلت: نعم، فقال: ذاك كذاب، فقلت له: إنه يروي حديث جابر: من كثرت صلاته بالليل، فقال: كذب وكذب الذي يرويه بالكوفة“[1].

میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے موسیٰ بن ابراہیم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے کہا: ابراہیم بن سعد کا ساتھی؟ میں نے کہا! جی ہاں، یحییٰ بن

[1] تاریخ بغداد: ۲۹/۱۵، رقم: ٦٩٤٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ جھوٹا ہے، میں نے ان سے کہا کہ وہ یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتا ہے: "جس کی رات کی نمازیں زیادہ ہوں گی"، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس نے یہ جھوٹ کہا ہے، اور جو وہ کوفہ میں نقل کرتا تھا وہ بھی جھوٹ ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے موسی بن ابراہیم مروَزِی کو "متروك" کہا ہے[1]۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منكر الحديث" کہا ہے[2]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[3] میں فرماتے ہیں: "قلت أحاديثه موضوعات ذكره العقيلي وابن عدي، وله في الفضائل من الموضوعات". اس کی احادیث من گھڑت ہیں، اسے عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے، اور اس کی فضائل کے باب میں من گھڑت روایات ہیں۔

❶ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا موقوف طریق

حافظ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ "مصنف"[4] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو بكر قال: نا عبدة بن سليمان، عن سعيد، عن قتادة، أن عثمان، كان إذا سمع المؤذن يقول: كما يقول في التشهد والتكبير كله، فإذا قال: حي على الصلاة، قال: ما شاء الله، ولا حول ولا قوة إلا

[1] تاريخ بغداد: ٢٩/١٥، رقم: ٦٩٤٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الضعفاء الكبير: ١٦٦/٢، رقم: ١٧٣٨، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ٦٨٢/٢، رقم: ٦٤٧٦، ت: نور الدين عتر.

[4] مصنف: ٢٠٦/١، رقم: ٢٣٦٦، ت: كمال يوسف الحوت، دار التاج - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

باللہ، وإذا قال: قد قامت الصلاۃ، قال: مرحبا بالقائلین عدلا وبالصلاۃ مرحبا وأھلا، ثم ینھض إلی الصلاۃ".

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب مؤذن کی آواز سنتے تو تشہد و تکبیر کے تمام کلمات ایسے ہی کہتے جیسے مؤذن کہتا تھا، اور جب مؤذن حی علی الصلاۃ کہتا تو عثمان رضی اللہ عنہ ماشاء اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے، اور جب مؤذن قد قامت الصلوۃ کہتا تو عثمان رضی اللہ عنہ یہ کہتے: "مَرْحَبًا بِالْقَائِلِینَ عَدْلاً وَ بِالصَّلاَۃِ مَرْحَبًا وَأَھْلاً"، اس کے بعد نماز کے لئے اٹھ کر تشریف لے جاتے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "المعجم الکبیر"[1] میں اس کی تخریج کی ہے، دونوں سندیں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "رواہ الطبراني في الکبیر، وقتادۃ لم یسمع من عثمان". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کبیر" میں تخریج کیا ہے، اور (سند کے راوی) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا عثمان رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ "المعجم الکبیر"[3] میں الفاظ یہ ہیں:

" کان إذا جاءہ من یؤذنہ بالصلاۃ، قال: مرحبا بالقائلین عدلا، وبالصلاۃ مرحبا وأھلا". جب عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس نماز کے لئے اطلاع دینے والا آتا تو آپ فرماتے: "مَرْحَبًا بِالْقَائِلِینَ عَدْلاً وَ بِالصَّلاۃِ مَرْحَبًا وَأَھْلاً".

---

[1] المعجم الکبیر: ۸۷/۱، رقم: ۱۲۹، ت: حمدي عبد المجید السلفي، مکتبۃ ابن تیمیۃ ـ القاھرۃ.
[2] مجمع الزوائد: ۱۰۶/۲، رقم: ۱۹۱۹، ت: عبد اللہ محمد درویش، دار الفکر ـ بیروت، الطبعۃ ۱٤۱٤ھـ.
[3] المعجم الکبیر: ۸۷/۱، رقم: ۱۲۹، ت: حمدي عبد المجید السلفي، مکتبۃ ابن تیمیۃ ـ القاھرۃ.

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ مذکورہ دعا کو آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا من گھڑت ہے، تاہم مشہور قول کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اذان کے وقت صرف اِن کلمات کا کہنا منقول ہے، جس میں مذکورہ ثواب موجود نہیں ہے، اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتساب سے اسے بیان کرنا، عمل کرنا درست ہے۔
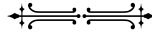
روایت نمبر㉒

روایت: گانا سننے والوں کو آخرت میں روحانیین یعنی اہل جنت کے قراء کو سننے کی اجازت نہیں ہوگی۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”نوادر الأصول“[1] میں لکھتے ہیں:

” حدثنا الفضل بن محمد، قال: حدثنا إبراهيم بن محمد بن يوسف الفِرْيَابِي، قال: حدثنا عبد المجيد بن عبيد، عن حماد بن عمرو، عن زيد بن رفيع، عن سهل من ولد أبي موسى، عن أبيه، عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من استمع إلى صوت غناء، لم يؤذن له أن يستمع الروحانيين في الجنة، فقيل: وما الروحانيون يا رسول الله! قال: قراء أهل الجنة“.

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے گانے کی آواز کو سنا تو اس کو جنت میں روحانیین کو سننے کی اجازت نہ ہوگی، پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! روحانیین کون ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل جنت کے قراء۔

---

[1] نوادر الأصول:۲۸۵/۳،رقم:٦٩٥،ت:توفيق محمود تكله،دار النوادر۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

سند میں موجود راوی ابو اسماعیل حماد بن عمرو نصیبی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الکبیر"[1] میں حماد بن عمرو کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "لیس بشيء"[2]۔

ایک دوسرے مقام پر حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ممن یکذب، ویضع الحدیث"[3]۔ یہ ان لوگوں میں ہے جو جھوٹ بولتے ہیں اور حدیث گھڑتے ہیں۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "الجرح والتعدیل"[4] میں حماد بن عمرو کو "منکر الحدیث، ضعیف الحدیث جدا" کہا ہے۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے حماد کو "واهي الحدیث"[5] کہا ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کان یکذب، لم یدع للحلیم في نفسه منه هاجسا"[6]۔ "یہ جھوٹ بولتا تھا۔۔"۔

---

[1] التاريخ الكبير:٣٢/٣،رقم:١١٧،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] المجروحين:٢٥٢/١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة-بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] الكامل في الضعفاء:١٢/٣،رقم ٤١٦،ت:محمد أنس مصطفى الحسن،الرسالة العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[4] الجرح والتعديل:١٤٤/٣،رقم:٦٣٤،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٣هـ.

[5] الجرح والتعديل:١٤٤/٣،رقم:٦٣٤،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٣هـ.

[6] احوال الرجال:ص:٣٠٥،رقم:٣٢٦،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي-فيصل آباد-باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "متروك الحديث"[1] کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ حماد بن عمر کے بارے میں "المجروحين"[2] میں لکھتے ہیں: "يضع الحديث وضعا على الثقات، روى عنه ابن كاسب، لا تحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب".

یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے احادیث گھڑتا ہے، ابن کاسب نے ان سے روایت کی ہے، ان کی حدیث بطور تعجب ہی لکھی جائے گی۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "وحماد بن عمرو هذا له أحاديث، وعامة حديثه ما لا يتابعه أحد من الثقات عليه". اس حماد بن عمرو کی احادیث ہیں، عام طور پر ان کی روایات کی ثقات میں سے کوئی بھی متابعت نہیں کرتا۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۷۸ھ) نے حماد کو "حديثه ليس بالقائم"[4] کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي عن جماعة من الثقات أحاديث موضوعة وهو ساقط بمرة"[5]. یہ ثقات کی ایک جماعت

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ص: ۸۳ رقم: ۱۳۸، ت: بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ۔بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٥ھ۔

[2] المجروحين: ۲٥۲/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ھ۔

[3] الكامل في الضعفاء: ۱۲/۳، رقم: ٤۱٦، ت: محمد أنس مصطفى الحسن، الرسالة العلمية ۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۳۳ھ۔

[4] الأسامي والكنى: ۱٥۷/۱، رقم: ۲۷۱، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ۔ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۳٦ھ۔

[5] لسان الميزان: ۲۷٦/۳، رقم: ۲۷٤۱، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ۔ حلب۔

کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے، اور یہ "ساقط بمرۃ" ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي عن الثقات بالمناكير، لا شيء"[1]. یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے مناکیر لاتا ہے، یہ لاشیء ہے۔

حافظ ابو حفص عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حماد بن عمرو النصيبي متروك الحديث، ضعيف جدا، منكر الحديث"[2].

حافظ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ نے حماد کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں: "منكر الحديث، شبهُ لا شيء، لا يدري ما الحديث"[3].

حافظ ابوسعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: "يروي الموضوعات عن الثقات"[4]. یہ ثقات کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أجمع أهل النقل أنه متروك"[5]. اہل نقل نے اس کے "متروک" ہونے پر اجماع کیا ہے۔

علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهو عند أئمة الحديث متروك، كذاب"[6]. یہ محدثین کے نزدیک متروک، جھوٹا ہے۔

---

[1] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ٦٣/١، رقم: ٥٢، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ۔

[2] تاريخ بغداد: ١٥/٩، رقم: ٤٢٠٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ۔

[3] لسان الميزان: ٢٧٦/٣، رقم: ٢٧٤١، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب.

[4] لسان الميزان: ٢٧٦/٣، رقم: ٢٧٤١، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب.

[5] انظر الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي: ٢٣٤/١، رقم: ١٠٠٠، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] الموضوعات للصغاني: ص: ٢٨، ت: نجم عبد الرحمن خلف، دار نافع، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "دیوان الضعفاء"[1] میں حماد بن عمرو کے بارے میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث". نیز "المقتنى في سرد الكنى"[2] میں فرماتے ہیں: "واه".

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث"[3]. یہ حدیث گھڑتا تھا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حماد بن عمرو النصيبي كذاب وضاع، مشهور بالوضع"[4]. حماد بن عمرو نصیبی جھوٹا، وضاع اور حدیث گھڑنے میں مشہور ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[5] میں حماد بن عمرو نصیبی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ حماد بن عمرو کے بارے میں ائمہ کی شدید جرح کا مشاہدہ کر چکے ہیں، معتدبہ ائمہ رجال نے حماد بن عمرو نصیبی کو حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے، جیسے: حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو سعید

---

[1] ديوان الضعفاء: ص: ١٠١، رقم: ١١٢٦، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[2] المقتنى في سرد الكنى: ٧٩/١، رقم: ٣١٩، ت: محمد صالح عبد العزيز مراد، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.

[3] نتائج الأفكار: ٢٦٠/١، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[4] الزيادات على الموضوعات: ص: ١١٢، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ٥٥/١، رقم: ٥٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

نقاش رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، نیز دیگر ائمہ نے بھی شدید جرح ہی کی ہے، چنانچہ اس خاص تناظر میں کہ حماد بن عمرو نصیبی اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، لہذا یہ روایت کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں رہ سکتی، اس لئے اسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
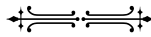
روایت نمبر (۲۳)

روایت: آپ ﷺ کا دودھ چھڑانے کے فوراً بعد یہ کلمات کہنا:

الله أكبر كبيرا، والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة و أصيلا.

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوة"[۱] میں پہلے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے طریق سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کو گود میں لینے کا مشہور قصہ تخریج کیا، پھر فرماتے ہیں:

"قلت: وقد روى محمد بن زكريا الغَلَابي بإسناده عن ابن عباس، عن حليمة، هذه القصة بزيادات كثيرة، وهي لي مسموعة، إلا أن محمد بن زكريا هذا متهم [بالوضع] فالاقتصار على ما هو معروف عند أهل المغازي أولى، والله أعلم.

ثم إني استخرت الله تعالى في إيرادها، فوقعت الخيرة على إلحاقه بما تقدمه من نقل أهل المغازي، لشهرته بين المذكورين".

محمد بن زکریا غَلَابی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے انتساب سے بہت سے اضافوں کے ساتھ یہ قصہ نقل کیا ہے، اور یہ روایت میری متصل سند سے سنی ہوئی ہے، سند

---

[۱] دلائل النبوة: ۱۳۹/۱، ت: عبد المعطي قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

میں موجود محمد بن زکریا یہ متہم بالوضع ہے، چنانچہ اس پر اکتفاء کرنا جو اہل مغازی کے ہاں معروف ہے (یعنی سابقہ عبد اللہ بن جعفر کے طریق سے، اضافوں کے بغیر قصہ) اولی ہے، واللہ اعلم۔

پھر میں نے اسے اضافے کے ساتھ (یعنی محمد بن زکریا غَلابی کی سند سے منقول قصہ) نقل کرنے کا استخارہ کیا، تو خیر اس میں سمجھ آئی کہ سابقہ اہل مغازی کی روایت کے ساتھ اسے بھی شامل کر دیا جائے، کیونکہ یہ اضافی عبارات بھی انہیں کے درمیان مشہور ہیں۔

اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ، قال: حدثنا أبو بكرمحمد بن عبد الله بن يوسف العماني، قال: حدثنا محمد بن زكريا الغَلَابِي، حدثنا يعقوب بن جعفر بن سليمان بن علي بن عبد الله بن عباس، قال: حدثني أبي، عن أبيه سليمان بن علي، عن أبيه علي بن عبد الله بن عباس، عن عبد الله بن عباس، قال: كانت حليمة بنت أبي ذؤيب التي أرضعت النبي صلى الله عليه وسلم تحدث أنها لما فطمت رسول الله صلى الله عليه وسلم تكلم، قالت: سمعته يقول كلاما عجيبا سمعته يقول: الله أكبر كبيرا، والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة وأصيلا .... ".

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حلیمہ بنت ابی ذؤیب جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ

پیا تو کچھ کلام فرمایا، حضرت حلیمہ فرماتی ہیں میں نے ایک عجیب کلام سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے: اللہ أکبر کبیرا، والحمد للہ کثیرا، وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا...“۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ”تاریخ دمشق“[1] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول گزر چکا ہے کہ روایت کی سند میں موجود محمد بن زکریا غَلابی حدیث گھڑنے میں متہم ہے، نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صرف اہل مغازی کے مابین اس روایت کو مشہور ہونے کی وجہ سے نقل کر دیا ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

آپ تخریجِ روایت کے بعد لکھتے ہیں: ”ھذا حدیث غریب جدا، وفیه ألفاظ رکیکة لا تشبه الصواب، ویعقوب بن جعفر غیر مشهور في الروایة، والمحفوظ من حدیث حلیمة ما تقدم قبل من روایة عبد الله بن جعفر“[2].

یہ حدیث غریب جداً ہے، اور اس میں رکیک الفاظ ہیں جو درستگی کے مشابہہ نہیں ہیں، اور روایت میں موجود راوی یعقوب بن جعفر روایت میں غیر

---

[1] تاریخ دمشق: ٤٧٤/٣، ت: محب الدین أبي سعید عمر بن غرامة، دار الفکر ـ بیروت، الطبعة ١٤١٥ھـ.

[2] تاریخ دمشق: ٤٧٩/٣، ت: محب الدین أبي سعید عمر بن غرامة، دار الفکر ـ بیروت، الطبعة ١٤١٥ھـ.

مشہور ہے، اور حلیمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں محفوظ طریق وہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے، یعنی عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی روایت۔

سند میں موجود راوی محمد بن زکریا غلابی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

ان کے بارے میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام گزر چکا ہے، دیگر ائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن زکریا غَلَابی کو "ثقات"[1] میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے: "كان صاحب حكايات وأخبار، يعتبر حديثه إذا روى عن الثقات، لأنه في روايته عن المجاهيل بعض المناكير".

یہ حکایات اور خبریں بیان کرتا تھا، اور اس کی حدیث کا اعتبار اس وقت کیا جائے گا جب یہ ثقہ سے روایت کرے، کیونکہ اس کی روایت میں مجاہیل سے بعض مناکیر منقول ہیں۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكون"[2] میں فرماتے ہیں: "يضع الحديث". یہ حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[3] اور "ديوان الضعفاء"[4] میں، علامہ

---

[1] الثقات: ١٥٤/٩، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[2] الضعفاء والمتروكون: ص: ٣٥٠، رقم: ٤٨٣، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المغني: ١٩٦/٢، رقم: ٥٥١٢، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[4] ديوان الضعفاء: ص: ٣٥١، رقم: ٣٧١٢، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذیل"[1] میں، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[2] میں امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التلخیص الحبیر"[3] میں محمد بن زکریا غَلابی کو ضعیف جداً کہا ہے۔

روایت کا حکم

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے ضعفِ شدید کی جانب واضح اشارہ فرمایا ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
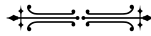
---

[1] ذیل اللآلئ: ص:۱۹۳، رقم:۳۱٤، ت:زیاد النقشبندي الأثري، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[2] تنزیه الشریعة: ١٠٥/١، رقم:١١٨، ت:عبد الله الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[3] تلخیص الحبیر: ٨٤/٤، ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

روایت نمبر ۴۴

روایت: بسم اللہ کی میم الحمد کی لام کے ساتھ ملا کر آخر تک پڑھنے پر چار انعامات کا ملنا

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

یہ روایت علامہ صوفی ابو بکر احمد بن علی بن حسین بن زکریا طُرَیْثِیْثی المعروف بابن زہراء (المتوفی ۴۹۷ھ) کی "أحاديث مسلسلات"[1] میں ان الفاظ کے ساتھ تخریج کی گئی ہے:

"حدثنا الشيخ القاضي الإمام أبو عبد الله بن خَمِيْس، قال: بالله العظيم، لقد حدثنا شيخنا الطُرَيْثِيْثِي، وقال: بالله العظيم، لقد حدثنا الرئيس أبو بكر الفضل بن محمد الكاتب الهَرَوِيْ، في جامع المنصور، في جمادى الآخرة، سنة أربع وستين وأربع مائة، قدم علينا حاجا، وقال: بالله العظيم، لقد حدثنا الشيخ الإمام أبو بكر محمد بن علي الساشي [كذا في الأصل] الشافعي، من لفظه، بكرهور [كذا في الأصل] من بلاد الهندِ، وقال: بالله العظيم، لقد حدثنا عبد الله المعروف بأبي نصر السرخسي، وقال: بالله العظيم، لقد حدثنا الشيخ الإمام أبو بكر محمد بن الفضل، وقال: بالله العظيم، لقد حدثنا أبو عبد الله محمد بن علي بن يحيى الوراق الفقيه، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني محمد بن

---

[1] أحاديث مسلسلات: ص: ۷، مخطوط.

يونس الطويل الفقيه، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني محمد بن الحسن العلوي الزاهد، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني موسى بن عيسى، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني أبو بكر الراجفي بالبصرة، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني عمار بن موسى البَرْمَكِيْ، فقال: بالله العظيم، لقد حدثني أنس بن مالك، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني علي بن أبي طالب، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني أبو بكر رضي الله عنه، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني المصطفى صلى الله عليه وسلم، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني جبريل، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني ميكائيل عليه السلام، وقال: بالله العظيم، لقد حدثني إسرافيل عليه السلام، وقال: قال الله تبارك وتعالى: يا إسرافيل! بعزتي وجلالي، وجودي وكرمي، من قرأ: بسم الله الرحمن الرحيم متصلة بفاتحة الكتاب مرة واحدة، أشهدوا على أني قد غفرت له، وقبلت منه الحسنات، وتجاوزت عنه السيئات، ولا أحرق لسانه في النار، وأجيره من عذاب القبر، وعذاب النار، وعذاب القيامة، والفزع الأكبر، ويلقاني قبل الأنبياء والأولياء".

شیخ قاضی ابو عبد اللہ بن خَمِیُس کہتے ہیں کہ باللہ العظیم ہمیں بیان کیا ہمارے شیخ طُرَیْثِیْثی نے، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم ہمیں بیان کیا ابو بکر فضل بن محمد کاتب ہَرَوِی نے جامع منصور میں جمادی الآخرہ سن ۴۶۴ھ میں، وہ ہمارے پاس حج کے لئے آئے تھے، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم ہمیں بیان کیا شیخ ابو بکر محمد بن علی ساشی شافعی نے اپنے ان الفاظ سے مقام کرہور میں جو بلاد ہند کا ایک

شہر ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم ہمیں بیان کیا عبد اللہ نے جو ناصر سرخسی کے نام سے معروف ہیں، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم ہمیں بیان کیا شیخ ابو بکر محمد بن فضل نے، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا ابو عبد اللہ محمد بن علی بن یحیی وراق فقیہ نے، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم ہمیں بیان کیا محمد بن یونس طویل فقیہ نے، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا محمد بن حسن علوی زاہد نے، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا موسی بن عیسی نے، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا ابو بکر راجفی نے بصرہ میں، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا عمار بن موسی برِمکی نے، اور وہ کہتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، اور وہ فرماتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے، اور وہ فرماتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے، اور وہ فرماتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا جبریل علیہ السلام نے، اور جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا میکائیل علیہ السلام نے، اور میکائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ باللہ العظیم مجھے بیان کیا اسرافیل علیہ السلام نے، اور اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں: اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا: اے اسرافیل! میری عزت وجلال، جود وکرم کی قسم! جس شخص نے بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۂ فاتحہ کے ساتھ ملا کر ایک مرتبہ پڑھی، تو تم لوگ اس بات کے گواہ رہو کہ میں اس کی بخشش کر دوں گا، اور اس کی نیکیاں قبول کروں گا، اور اس کے گناہوں سے درگزر کروں گا، اور اس کی زبان کو آگ میں نہیں جلاؤں گا، اور اسے قبر اور جہنم اور قیامت کے عذاب سے، اور بڑے دردناک دن سے بچاؤں گا، اور وہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء سے پہلے مجھ سے ملے گا۔

بعض دیگر مصادر

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب المسلسلات"[1] میں اپنی متصل سند سے، حافظ ابو القاسم محمد بن عبد الواحد غافقی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ٦١٩ھ) نے "کتاب لمحات الأنوار ونفحات الأزهار"[2] میں، نیز علامہ ابو الفیض محمد یاسین بن محمد عیسی فادانی مکی (المتوفی ١٤١١ھ) نے اپنی مسلسلات "العجالة في أحاديث المسلسلة"[3] میں اسے اپنی متصل سند سے علامہ ابو بکر احمد بن علی

[1] كتاب المسلسلات:ص:٩،مخطوط .

[2] كتاب لمحات الأنوار:ص:٥١٦،رقم:٦٣١،ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[3] العجالة في أحاديث المسلسلة:ص:١٧،رقم:٧،دار البصائر ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

علامہ ابو الفیض محمد یاسین بن محمد عیسی فادانی مکی کی سند ملاحظہ ہو:

"لقد أخبرني به الشيخ محمد عبد الباقي اللكنوي والشيخ عمر بن حمدان المحرسي، وهما عن السيد علي بن ظاهر الوتري المدني، عن عبد الغني ابن أبي سعيد الدهلوي، وزاد اللكنوي عن صالح بن عبد الله السناري المكي، عن أبي المحاسن الطَرَابُلُسِي بروايته، وعبد الغني الدهلوي، عن محمد عابد السندي، عن يوسف بن محمد بن علاء الدين المزجاجي، عن أبيه، عن البرهان إبراهيم بن حسن الكُرْدِي الكُوْرَانِي، عن الصفي أحمد بن محمد القُشَاشِي، عن أبي المواهب أحمد بن علي الشناوي، عن صبغة الله، عن وجيه الدين العَلَوِي، عن القطب محمد بن أحمد النَهْرَوَالي، عن أبيه العلاء أحمد بن محمد النَهْرَوَالي، عن الشمس محمد بن عبد الرحمن السخاوي، عن أم هانئ سبطة الفخر القاضي، عن العفيف عبد الله بن محمد المكي، عن الرضي أبي أحمد الطَبَرِي، عن أبي الحسن علي بن هبة الله بن سلامة، عن الإمام الشرف أبي سعد عبد الله بن محمد بن أبي عصرون المَوْصِلِي، عن القاضي أبي عبد الله الحسين بن نصر بن محمد بن خميس، عن الفقيه أبي بكر أحمد بن علي الطُرَيْثِيْثِي، عن أبي بكر الفضل بن محمد الكاتب الهَرَوِي، عن الإمام أبي بكر محمد بن علي الشاشي، عن أبي نصر زهير بن الحسن المعروف بالسرخسي، عن أَبي بكر محمد بن الفضل، عن أبي عبد الله محمد بن علي بن يحيى الوراق، عن أبي محمد الحسن بن يونس الطويل، عن محمد بن أنس العَلَوِي، عن موسى بن عيسى، عن أبي بكر الراجفي، عن عمار بن موسى البَرْمَكِي، قائلا كل واحد منهم بالله العظيم لقد حدثني أو أخبرني فلان إلى البَرْمَكِي، قال: بالله العظيم لقد حدثني أنس بن مالك ..... قال الشمس ابن الطيب: الراوي هنا عن أنس هو عمار بن موسى البرمكي لا عمار بن ياسر كما في كلام ابن حجر، فإنه قال: كذا هو ابن موسى البرمكي فيما رأيته بخط الشيخ محيي الدين بن عربي في فتوحاته، وكذا هو في مسلسلات ابن أبي عصرون في ما رأيته في نسخة صحيحة، وهكذا هو

طُرَیْثیثی کے طریق سے تخریج کیا ہے۔

علامہ ابو بکر ابن العربی نے بھی "الفتوحات المکیة"[1] میں بالکل ختم کتاب پر "الباب الموفی ستین و خمسمائہ" میں اس روایت کی تخریج کی ہے، اور علامہ ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے علامہ محمد بن احمد بن سعید حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۵۰ھ) نے "الفوائد الجليلة في مسلسلات ابن عقيلة"[2] میں اس کی تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو بکر فضل بن محمد کاتب ہروی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "عمدة القاري"[3] میں فرماتے ہیں:

في مسلسلات السخاوي في النسخة التي عليها خطه، ثم رأيت في لسان الميزان نقلا عن الذهبي: داود بن عفان عن أنس بنسخة موضوعة، قال ابن حبان: كتبنا النسخة عن عمار بن عبد المجيد عنه، لا يحل ذكره إلا على سبيل القدح، انتهى.

قال ابن الطيب: فالراوي عن داود بن عفان الراوي عن أنس هو عمار بن عبد المجيد لا ابن موسى وأما عمار عن أنس فقد قال في لسان الميزان عن الذهبي: عمار عن أنس قال البخاري فيه نظر، حدث عنه ابن أبي زكرياء انتهى كلام الذهبي، قال وفي ثقات ابن حبان عمار المزني عن أنس، وعنه حميد الطويل فلعله هذا انتهى كلام ابن حجر، قال ابن الطيب: فظهر أن عمارا الراوي عن أنس ليس بمنحصر في ابن ياسر، فجاز أن يكون ابن موسى هو الذي قال فيه البخاري فيه نظر، ومقتضى هذه الصيغة أن يكون ممن يخرج حديثه للاعتبار، ولهذا جوز ابن حجر أن يكون هو المزني الذي وثقه ابن حبان، فلا يتأتى الحكم ولا الجزم بالرفع كما هو ظاهر، والله أعلم".

[1] الفتوحات المكية: ٣٠٤/٨، ت: أحمد شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[2] الفوائد الجليلة: ص: ١٤٢، ت: محمد رضا القهوجي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[3] عمدة القاري: ٢٩٠/٥، دار الفكر.

”وأما حديث أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه، فأخرجه الحافظ أبو القاسم الغافقي الأندلسي في كتابه المسلسل بسند فيه مجاهيل، أنه قال: عن النبي صلى الله عليه وسلم، عن جبريل عليه الصلاة والسلام، عن إسرافيل عليه الصلاة والسلام، عن رب العزة عز وجل، فقال: من قرأ بسم الله الرحمن الرحيم متصلة بفاتحة الكتاب في صلاته غفرت ذنوبه. قلت: ضعيف، ولا يدل على إثبات الجهر“.

اور جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اسے حافظ ابو القاسم غافقی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ تخریج کیا ہے جس میں مجاہیل ہیں، کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے، انہوں نے اسرافیل علیہ السلام سے، انہوں نے رب العزت جل جلالہ سے اسے نقل کیا ہے، اللہ رب العزت فرماتے ہیں: جس نے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم فاتحہ کے ساتھ ملا کر پڑھی میں اس کے گناہ معاف کر دوں گا۔ میں (حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: یہ ضعیف ہے، اور اس سے تسمیہ کے آواز سے پڑھنے پر استدلال نہیں کر سکتے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزيه الشريعة“[1] میں فرماتے ہیں:

”أبو حفص المَيَّانِشِيْ في المجالس المكية مسلسلا بالحلف بالله العظيم، وإنه لكذب بين وبهتان عظيم“.

ابو حفص مَیَّانشی نے ”مجالس مکیہ“ میں باللہ العظیم کی قسم کے تسلسل کے

[1] تنزيه الشريعة: الفصل الثالث: ۲/۱۱۵، رقم: ۹۸، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

ساتھ اسے تخریج کیا ہے، (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) بے شک یہ واضح جھوٹ اور عظیم بہتان ہے۔

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ "اللؤلؤ المرصوع"[1] میں لکھتے ہیں:

"وقد أنكره السخاوي تسلسلا ومتنا، وشنع الكلام [عليه] وقال: لولا قصد بيانه ما استبحت حكايته، قبح الله واضعه، لكن انتصر لرده المحقق إبراهيم الكُوْرَانِيْ [كذا في الأصل]، وذكره العارف محيي الدين بن عربي في الفتوحات المكية، وفي كتابه مشكاة الأنوار، وهو من أهل العِلْمَيْن، فالحديث وإن لم يصح بطريق النقل فقد صح من طريق الكشف، والله أعلم".

سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تسلسل و متن دونوں پر انکار کیا ہے، اور اس کی قباحت بیان کی ہے، نیز فرمایا ہے کہ اگر اس کی صورتحال واضح کرنے کا ارادہ نہ ہوتا تو مجھے اس کا نقل کرنا بھی گوارہ نہ تھا، اللہ اس کے گھڑنے والے کا بُرا کرے، لیکن محقق ابراہیم کورانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے رد کی تائید کی ہے [اصل میں اسی طرح ہے، محمد طارق]، اور اسے عارف محی الدین بن عربی نے "فتوحات مکیہ" اور "مشکاۃ الانوار" میں ذکر کیا ہے، اور محی الدین بن عربی دونوں علوم کی اہلیت رکھتے ہیں، الحاصل یہ حدیث اگرچہ نقل کے طریقے پر صحیح نہیں ہے لیکن کشف کے طریقے پر صحیح ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] اللؤلؤ المرصوع: ص: ۱۳۲، رقم: ۳۶۷، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۵ھ۔

فائدہ:

واضح رہے کہ حضرات محدثین کے نزدیک کشف کے ذریعے کسی حدیث کو صحیح قرار دینے کا کوئی اعتبار نہیں ہے، چنانچہ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ ایک موقع پر محدثین کے نزدیک مکاشفات سے ثبوتِ حدیث کی نفی کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ويشير الإمام الآلوسي رحمه الله تعالى بهذا إلى أنه لا عبرة بالتصحيح الكشفي عند المحدثين، وهو كذلك.... ويزيد في لزوم التمسك بأقوال الحفاظ المحدثين العارفين بهذا الشأن، فهم أصحاب الحق والمرجع المتبع في التصيح والتضعيف، بما سنوه من قواعدهم لحفظ سنة رسول الله ﷺ من أن يدخل عليها ماليس منها"[1].

امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس کلام سے اس طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ محدثین کے نزدیک کشف کے ذریعے کسی حدیث کو صحیح قرار دینے کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے۔۔۔حدیث کی معرفت رکھنے والے محدثین اور حفاظ کے اقوال کو اختیار کرنا ایک لازمی امر ہے، یہی لوگ اہل حق ہیں، اور حدیث کی تصحیح اور تضعیف میں یہی لوگ قابلِ اقتداء اور مرجع ہیں، کیونکہ سنتِ رسول اللہ ﷺ کو غیر متعلقہ مواد سے محفوظ رکھنے کے لئے، ان محدثین ہی نے اصول و قواعد وضع کئے ہیں۔

---

[1] المصنوع:ص:۱٤٢،رقم:۲۳۲،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الثانية۱۳۹۸ھ۔

روایت کا حکم

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ روایت من گھڑت ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
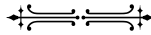
روایت نمبر ۲۵

روایت: آپ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر فرمانا کہ میری تم سے محبت ایسی ہے جیسے رسی کی گرہ۔

حکم: یہ باطل ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[1] میں لکھتے ہیں:

"حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا أحمد بن يحيى بن خالد بن حيان الرقي، ثنا محمد بن بشر المصري [كذا في الأصل]، ثنا عثمان بن عبد الله، ثنا مالك بن أنس، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، رضي الله تعالى عنها قالت: قلت: يا رسول الله! كيف حبك لي؟ قال: كعقدة الحبل، فكنت أقول: كيف العقدة يا رسول الله! قال: فيقول: هي على حالها".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی محبت مجھ سے کیسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری محبت تم سے ایسی ہے جیسے رسی کی گرہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پھر پوچھتی تھی کہ گرہ کیسی ہے؟ آپ ﷺ فرماتے کہ اپنی حالت پر ہے۔

یہ روایت حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "غرائب مالك"[2] میں نقل کی

---

[1] حلية الأولياء: ٤٤/٢، دار الفكر- بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[2] لسان الميزان: ٥٧١/١، رقم: ٦٩٨، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية-حلب، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

ہے، جس میں احمد بن عیسی کندی مؤدب نے "حلیہ" کی سند میں موجود راوی محمد بن بشر مصری کی متابعت کی ہے، اسی طرح حافظ تمام بن محمد بَجَلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد"[1] میں اس کی تخریج کی ہے، جس میں محمد بن اسماعیل نے "حلیہ" کی سند میں موجود راوی محمد بن بشر مصری کی متابعت کی ہے، اس کے بعد تینوں سندیں سند میں موجود راوی ابو عمرو عثمان بن عمرو نصیبی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هذا باطل، ومن بين مالك وشيخنا ضعفاء كلهم سوى الشافعي"[2]. یہ باطل حدیث ہے، اور مالک اور ہمارے شیخ کے درمیان سوائے (ابو بکر) شافعی کے سب ہی ضعفاء ہیں۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[3] میں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذيل اللآلئ"[4] میں، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[5] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[6] میں اعتماد کیا ہے۔

نیز علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[7] میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] الفوائد: ۱۰/۲، رقم: ۹۸۵، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.
[2] لسان الميزان: ۵۷۱/۱، رقم: ۶۹۸، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.
[3] لسان الميزان: ۵۷۱/۱، رقم: ۶۹۸، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.
[4] ذيل اللآلئ: ۵۲۱/۲، رقم: ٦۲۸، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف - الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.
[5] تذكرة الموضوعات: ص ۱۰۰، دار إحياء التراث - بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۹هـ.
[6] تنزيه الشريعة: ۲۱۵/۲، رقم: ٥٤، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.
[7] الفوائد المجموعة: ص: ۳۹۹، رقم: ۱٤۰، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ۱٤۱٦هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[1] میں محمد بن بشیر مصری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"محمد بن بشير المصري، عن عثمان بن عبد الله النصيبي، عن مالك بخبر منكر. قال ابن عساكر: هما مجهولان". محمد بن بشیر مصری عثمان بن عبد اللہ نصیبی سے اور وہ مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منکر روایت نقل کرتا ہے، ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں مجہول ہیں۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ بظاہر ذکر کردہ سند سے معلوم ہوتا ہے کہ خبرِ منکر سے ہماری اس زیرِ بحث روایت کی طرف اشارہ ہے۔

ابو عمرو عثمان بن عبد اللہ بن عمرو قرشی اموی نصیبی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ابن حبان "المجروحین"[2] میں لکھتے ہیں:

"شيخ قدم خراسان فحدثهم بها، يروي عن الليث بن سعد ومالك وابن لهيعة، ويضع عليهم الحديث، كتب عنه أصحاب الرأي، لا يحل كتابة حديثه إلا على سبيل الاعتبار".

یہ شیخ خراسان آیا تھا، وہاں لوگوں کو حدیثیں بیان کرتا تھا، لیث بن سعد، مالک اور ابن لہیعہ سے روایت کرتا تھا، اور ان پر حدیثیں گھڑتا تھا، اس کی اصحاب الرائے

---

[1] لسان المیزان:۱۵/۷،رقم:٦٥٥٠،ت:عبدالفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الاسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] المجروحين:١٠٢/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

نے حدیثیں لکھی ہیں، اس کی حدیثیں لکھنا حلال نہیں ہے سوائے اعتبار کے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں عثمان نصیبی کی احادیث تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث، عن ابن لهيعة التي ذكرتها لا يرويها غير عثمان بن عبد الله هذا، ولعثمان غير ما ذكرت من الأحاديث، أحاديث موضوعات".

ابن لہیعہ کی جو احادیث میں نے ذکر کی ہیں اس کا راوی سوائے عثمان بن عبد اللہ کے اور کوئی نہیں ہے، نیز عثمان کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ اور بھی من گھڑت احادیث ہیں۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[2] میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا، والغالب على حديثه المناكير". یہ ضعیف تھا، اور اس کی احادیث میں مناکیر غالب ہیں۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عثمان بن عبد الله القرشي الذي يروي عن مالك، كذاب، يكنى أبا عمرو، قدم خراسان بعد الثلاثين والمائتين، فحدث عن مالك، والليث بن سعد، وابن لهيعة، والحمادين، وغيرهم بأحاديث، أكثرها موضوعة"[3].

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٣٠٤/٦،رقم:١٣٣٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] تاريخ بغداد:١٦١/١٣،رقم:٦٠٠٦،ت:بشار عواد معروف،دارالغرب الإسلامي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] سؤالات مسعود السجزي للحاكم:ص:٨٢،رقم:٤٢،ت:موفق بن عبد الله،دارالغرب الإسلامي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

عثمان بن عبد اللہ قرشی جو مالک سے روایت نقل کرتا ہے، کذاب ہے، اس کی کنیت ابو عمرو ہے، یہ ۲۳۰ھ کے بعد خراسان آیا تھا، جہاں اس نے مالک، لیث بن سعد، ابن لہیعہ، اور حمادین وغیرہ کے انتساب سے حدیثیں نقل کی ہیں، جن میں اکثر من گھڑت ہیں۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[1]. یہ متروک الحدیث ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "يضع الأباطيل على الشيوخ الثقات"[2]. یہ ثقہ شیوخ کے انتساب سے باطل احادیث گھڑتا تھا۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "الأباطيل والمناكير"[3] میں لکھتے ہیں: "هذا كذاب". یہ جھوٹا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[4] میں لکھتے ہیں: "يروي عن مالك، والليث، وابن لهيعة، ورشدين، وحماد بن سلمة بالمناكير". یہ مالک، لیث، ابن لہیعہ، رشدین اور حماد سے مناکیر نقل کرتا تھا۔

---

[1] لسان الميزان:٥/٣٩٧،رقم:٥١٣٢،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] لسان الميزان:٥/٣٩٧،رقم:٥١٣٢،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الأباطيل والمناكير:١/٢٣،رقم:١٨،ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،المطبعة السلفية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

[4] كتاب الضعفاء لأبي نعيم:ص:١١٦، رقم:١٥٨،ت:فاروق حمادة،مطبعة النجاح الجديدة .

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني في الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "متهم".
یہ متہم ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ اس روایت کو امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے باطل کہا ہے، اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، نیز علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
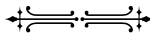
[1] المغني في الضعفاء: ٦٠٤/١، رقم: ٤٠٣٤ ت: نورالدين عتر، إدارة إحياء التراث العربي ـ قطر.

فصل دوم (مختصر نوع)

روایت نمبر①

روایت: آپ ﷺ کا ایک صحابی کو جھوٹ چھوڑنے کی وصیت کرنا، جس کے نتیجہ میں اس سے تمام گناہ چھوٹ گئے۔

روایت کا مصدر

یہ روایت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفاتیح الغیب"[1] میں ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"روي أن واحدا جاء إلى النبي عليه السلام وقال: إني رجل أريد أن أومن بك إلا أني أحب الخمر والزنا والسرقة والكذب، والناس يقولون: إنك تحرم هذه الأشياء، ولا طاقة لي على تركها بأسرها، فإن قنعت مني بترك واحد منها آمنت بك، فقال عليه السلام: اترك الكذب، فقبل ذلك ثم أسلم.

فلما خرج من عند النبي عليه السلام عرضوا عليه الخمر، فقال: إن شربت وسألني الرسول عن شربها وكذبت فقد نقضت العهد، وإن صدقت أقام الحد علي فتركها، ثم عرضوا عليه الزنا، فجاء ذلك الخاطر فتركه، وكذا في السرقة، فعاد إلى رسول الله صلى الله عليه

[1] المفاتيح الغيب: ٢٢٧/١٦، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

وسلم وقال: ما أحسن ما فعلت، لما منعتني عن الكذب انسدت أبواب المعاصي علي، وتاب عن الكل".

منقول ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں آپ پر ایمان لانا چاہتا ہوں لیکن میں شراب، زنا، چوری، اور جھوٹ کو پسند کرتا ہوں، جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ ان چیزوں کو آپ حرام کہتے ہیں، اور مجھ میں ان سب چیزوں کو چھوڑنے کی طاقت نہیں ہے، اگر آپ اس بات پر قناعت کرلیں کہ میں ان میں سے کسی ایک چیز کو چھوڑ دوں تو میں آپ پر ایمان لے آتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ بولنا چھوڑ دو، اس شخص نے اس بات کو قبول کرلیا اور مسلمان ہو گیا۔

جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گیا تو لوگوں نے اس کے سامنے شراب پیش کی، اس نے کہا کہ اگر میں نے شراب پی لی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شراب پینے کے متعلق پوچھ لیا اور میں نے جھوٹ بولا تو وعدہ خلافی ہو جائے گی، اور اگر میں نے سچ بولا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد قائم فرمائیں گے تو اس نے شراب چھوڑ دی، پھر اسے زنا کی پیشکش ہوئی، اس کے دل میں پھر یہی خیال آیا تو اس نے اسے بھی چھوڑ دیا، اور اسی طرح چوری بھی چھوڑ دی، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اچھا عمل آپ نے بتایا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹ سے منع کر دیا تو گناہ کے سب دروازے مجھ پر بند ہو گئے، اور وہ شخص (یوں) تمام گناہوں سے تائب ہو گیا۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ عمرو بن بحر المعروف جاحظ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۵ھ) نے "المحاسن والأضداد"[1] میں، علامہ ابو العباس محمد بن یزید المعروف مبرد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۸۵ھ) نے "الكامل في اللغة والأدب"[2] میں، علامہ ابراہیم بن محمد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۲۰ھ) نے "المحاسن والمساوي"[3] میں، امام ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۵۶ھ) نے "طوق الحمامة"[4] میں، علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۸ھ) نے "ربيع الأبرار"[5] میں، علامہ محمد بن حسن بن محمد بن علی بن حمدون رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۶۲ھ) نے "التذكرة الحمدونية"[6] میں اور علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۱ھ) نے "شرح الأربعين النووية"[7] میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

---

[1] المحاسن والأضداد: ص: ٥١، ت: محمد سويد، دار إحياء العلوم ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

[2] الكامل في اللغة والأدب: ١٥٦/٢، ت: محمد أبو الفضل إبراهيم، دار الفكر العربي ـ القاهرة، الطبعة الثالثة ١٤١٧هـ.

[3] المحاسن والمساوي: ٦٥/٢، طبع بمطبعة السعادة ـ مصر، الطبعة ١٢٢٥هـ.

[4] طوق الحمامة: ص: ٧٨، مؤسسة هنداوي ـ مصر، الطبعة الأولى ٢٠١٦ء.

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وروي أنه أتاه صلى الله عليه وسلم رجل فقال: يا رسول الله! إني أستهتر بثلاث: الخمر والزنا والكذب، فمرني أيها أترك، قال: اترك الكذب، فذهب عنه، ثم أراد الزنا ففكر فقال: آتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فيسألني: أزينت فإن قلت: نعم، حدني، وإن قلت: لا، نقضت العهد، فتركه، ثم كذلك في الخمر، فعاد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! إني تركت الجميع".

[5] ربيع الأبرار: ٣٣٩/٤، ت: عبد الأمير مهنا، مؤسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[6] التذكرة الحمدونية: ٤٩/٣، رقم: ٧٧، ت: إحسان عباس وبسكر عباس، دار صادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

[7] شرح الأربعين النووية للمناوي: ص: ٢١٠، ت: محمد عبد الكريم حسن الإسحاقي، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة.

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت ان الفاظ سے سنداً نہیں ملی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے ان الفاظ سے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
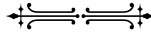
روایت نمبر②

روایت: ”إن الدانق من الفضة يؤخذ به يوم القيامة سبعمائة صلاة مقبولة فتعطى إلى الخصم“. چاندی کے ایک دانق کے بدلہ قیامت کے دن سات سو مقبول نمازیں لے کر مد مقابل کو دے دی جائیں گی۔

روایت کا مصدر

یہ روایت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح أسماء الله الحسنى“[1] میں بلا سند ”قیل“ کہہ کر ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

”وقيل:إن الدانق من الفضة يؤخذ به يوم القيامة سبعمائة صلاة مقبولة فتعطى إلى الخصم“. اور کہا جاتا ہے کہ بے شک چاندی کے ایک دانق کے بدلہ قیامت کے دن سات سو مقبول نمازیں لے کر مد مقابل کو دے دی جائیں گی۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”التذکرۃ“[2] میں، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] شرح أسماء الله الحسنى:ص:٢٤٦،دار آزال ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] التذكرة بأحوال الموتى:ص:٦٤٧،ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،مكتبة دار المنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”ويقال: لو أن رجلا له ثواب سبعين نبيا، وله خصم بنصف دانق، لم يدخل الجنة حتى يرضى خصمه، وقيل: يؤخذ بدانق قسط سبعمائة صلاة مقبولة، فتعطى للخصم. ذكره القشيري في التحبير له، عند اسمه المقسط الجامع“.

نے "التوضيح"[1] میں، علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے "نزهة المجالس"[2] میں، علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المواهب اللدنية"[3] میں، علامہ محمد بن احمد میارہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر الثمين"[4] میں اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الزرقاني"[5] میں امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے: "جاء أنه يؤخذ لدانق ثواب سبعمائة صلاة بالجماعة". آیا ہے کہ بے شک ایک دانق کے بدلہ میں سات سو باجماعت نمازوں کا ثواب لے لیا جائے گا۔

روایت پر علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ "رد المحتار"[6] میں زیر بحث روایت کے تحت لکھتے ہیں:

"قوله جاء أي: في بعض الكتب أشباه عن البزازية، ولعل المراد

---

[1] التوضيح لشرح الجامع الصحيح: ٦٦/٣٠، ت: دار الفلاح، إدارة الشؤون الإسلامية ـ قطر، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "كما ورد في الأحاديث التي سقناها، وقد قيل: لو أن رجلا له ثواب سبعين صديقا، وله خصم بنصف دانق، لم يدخل الجنة حتى يرضى خصمه، وقيل: يؤخذ بدانق واحد سبعمائة صلاة مقبولة، فيعطى للخصم. ذكره القشيري في تحبيره".

[2] نزهة المجالس: ص: ٣١٥، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ١٤٣٨هـ.

[3] المواهب اللدنية: ٦٦٠/٤، ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
علامہ قسطلانیؒ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقد نقل: لو أن رجلا له ثواب سبعين نبيّا، وله خصم بنصف دانق، لم يدخل الجنة حتى يرضى خصمه، وقيل: يؤخذ بدانق سبعمائة صلاة مقبولة، فتعطى للخصم. ذكره القشيري في التحبير".

[4] الدر الثمين: ص: ٦١٥، ت: عبدالله المنشاوي، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ١٤٢٩هـ.

[5] شرح الزرقاني على المواهب: ٣٥٥/١٢، ت: محمد عبدالعزيز الخالدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

[6] حاشية ابن عابدين: ١٢٣/٢، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض، الطبعة ١٤٢٣هـ.

بها الكتب السماوية، أو يكون ذلك حديثا نقله العلماء في كتبهم، والدانق بفتح النون وكسرها سدس الدرهم، وهو قيراطان، والقيراط خمس شعيرات، ويجمع على دوانق ودوانيق، كذا في الأختري حموي.

قوله: ثواب سبعمائة صلاة بالجماعة أي: من الفرائض، لأن الجماعة فيها والذي في المواهب عن القشيري: سبعمائة صلاة مقبولة. ولم يقيد بالجماعة، قال شارح المواهب: ما حاصله هذا لا ينافي أن الله تعالى يعفو عن الظالم ويدخله الجنة برحمته، ط ملخصا".

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحب درمختار کے قول "آیا ہے" سے مراد یہ ہے کہ بعض کتب میں آیا ہے، اشباہ عن بزازیہ [1]، اور شاید "کتب" سے مراد "کتب سماوی" ہیں یا یہ کوئی حدیث ہے جسے علماء نے اپنی کتابوں نقل کیا ہے، اور دانق - نون کے زبر اور زیر کے ساتھ - درہم کے چھٹے حصے کو کہتے ہیں، اور وہ دو قیراط ہیں، اور ایک قیراط پانچ جَو کے برابر ہوتا ہے، اور دانق کی جمع دوانق اور دوانیق ہے، اسی طرح اختری حموی میں ہے۔

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحب "در مختار" کے قول "سات سو باجماعت نمازیں" سے مراد فرض نمازیں ہیں، کیونکہ جماعت تو فرض نماز کی ہوتی ہے، اور "مواہب" میں قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سات سو

---

[1] "فتاوی بزازیہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "الصلاة لإرضاء الخصوم لا تفيد، بل يصلي لوجه الله تعالى، فإن كان خصمه لم يعف، يؤخذ من حسناته يوم القيامة، جاء في بعض الكتب: أنه يؤخذ لدانق ثواب سبعمائة صلاة بالجماعة، فلا فائدة في النية، وإن كان عقالا يؤاخذ به، فما الفائدة حينئذ"(الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: ٢٨/٤،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣١٠هـ).

مقبول نمازیں لی جائیں گی، قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کی قید ذکر نہیں کی،(نیز) شارح ''مواہب'' کے قول کا حاصل یہ ہے کہ یہ روایت اس کے منافی نہیں ہے کہ اللہ تعالی ظالم کو معاف کرکے اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل کردیں، ط، ملخصًا''۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اورجب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایساکلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو۔

اہم نوٹ: زیر بحث روایت سے ملتا جلتا مضمون امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح''[1] میں تخریج کیا ہے، ملاحظہ ہو:

''حدثنا إسماعيل، قال: حدثني مالك، عن سعيد المقبري، عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كانت عنده مظلمة لأخيه فليتحلله منها، فإنه ليس ثم دينار ولا درهم، من قبل أن يؤخذ لأخيه من حسناته، فإن لم يكن له حسنات، أخذ من سيئات أخيه فطرحت عليه''.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی پر ظلم کیا ہو تو وہ اس سے اس کے حلال ہونے کی

[1] الصحيح للبخاري: ١١١/٨، ت: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

درخواست کرے، کیونکہ وہاں (روزِ قیامت) دینار اور درہم نہیں ہوں گے، اس سے پہلے کہ اس کی نیکیاں اس کے بھائی کے لئے لے لی جائیں، پھر اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی، تو اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔
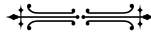
روایت نمبر ③

روایت: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دے گی۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "منبہات"[1] میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ایک لمبی حدیث کے آخر میں لکھتے ہیں:

"وما زال يوصيني بذكر الله حتى ظننت أنه لا ينفع قول إلا به". آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل علیہ السلام مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دے گی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] منبهات: ص: ٦٩، مطبع مصطفائی، الطبعة ١٢٧٠هـ.
واضح رہے کہ مذکورہ کتاب "المنبہات" حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے مشہور ہے، لیکن شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارن پور حضرت مولانا محمد یونس جون پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس انتساب کا رد کیا ہے، اور لکھا ہے کہ یہ نہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور نہ ہی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی، بلکہ احمد بن محمد حجری نام کے کسی مصنف کی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے (اليواقيت الغالية: ٤٤٢/١، ترتيب: محمد أيوب سورتي، مجلس دعوة الحق لستر، الطبعة ١٤٢٩هـ).

روایت نمبر④

روایت: اللہ کے راستے میں دعا ایسے قبول ہوتی ہے جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی دعا قبول ہوتی تھی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت انہی الفاظ کے ساتھ سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام و واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

فائدہ: زیرِ بحث روایت سے ملتی جلتی یہ ذیلی روایت امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[1] میں تخریج کی ہے، اسے فضائل کے باب میں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا محمد بن طريف قال: حدثنا عمران بن عيينة، عن عطاء بن السائب، عن مجاهد، عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الغازي في سبيل الله والحاج والمعتمر وفد الله دعاهم فأجابوه وسألوه فأعطاهم".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا اور حج و عمرہ کرنے والا یہ لوگ اللہ کا وفد ہیں، جب یہ اللہ کو پکارتے ہیں اللہ ان کی پکار کو سنتے ہیں، اور جو یہ مانگتے ہیں اللہ ان کو عطا کرتا ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجه: ۹٦٦/۱، رقم: ۲۸۹۳، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية ـ حلب.

روایت نمبر ⑤

روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح کفو ملنے کے باوجود نہ کرے اس کو بیٹی کی ہر ماہواری کے بدلہ ایک پیغمبر قتل کرنے کا گناہ ملتا ہے، اور قیامت کے دن اسے یہ ماہواری پلائی جائے گی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

① حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "العیال"[1] میں زیرِ بحث روایت سے ملتی جلتی ایک ضعیف روایت تخریج کی ہے، جسے فضائل کے باب میں بیان کیا جا سکتا ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا خالد بن خِداَش، حدثنا بشر بن بكر التِنِّيْسِي، حدثنا أبو بكر بن عبد الله بن أبي مريم، عن أبي مجاشع الأزدي، عن عمر بن الخطاب، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: في

[1] انظر موسوعة ابن أبي الدنيا: ٢٦٨/٤، رقم: ٧٧٤٠، ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي، دار إطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

التوراة مكتوب: من بلغت له ابنة اثنتي عشرة سنة فلم يزوجها، فأصابت إثما، فإنما ذلك عليه".

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تورات میں لکھا ہے کہ جس شخص کی بیٹی کی عمر بارہ سال ہو جائے اور اس نے بیٹی کا نکاح نہ کیا، پھر اس کی بیٹی نے کوئی گناہ کیا تو اس کا وبال اس کے باپ پر ہو گا۔

یہی روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[1] میں تخریج کی ہے، نیز حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "البلدانيات"[2] اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

---

[1] شعب الإيمان: ١٣٨/١١، رقم: ٨٣٠٢، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] البلدانيات: ص: ٢١٤، رقم: ٣٦، ت: حسام بن محمد القطان، دار العطاء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ سخاویؒ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قرأت على أبي حفص عمر بن إبراهيم القاضي بالمدرسة النظامية من صالحية دمشق، قلت له أخبرك أبو العباس أحمد بن عبد الرحمن المرداوي القاضي فأقر به أنا أبو العباس بن المحب (ح) وأخبرني بعلو العز أبو محمد الحنفي، عن أم محمد الصالحية كلاهما، عن أبي الحسن بن البخاري، قال الأول سماعا أنا أبو حفص بن طبرزذ، أنا أبو محمد يحيي بن الطراح، أنا أبو الحسين محمد بن أحمد بن محمد بن عبد الله بن عبد الصمد بن المهتدي بالله، ثنا أبو عبد الله الحسين بن أحمد بن عبد الله بن بكير الحافظ، ثنا محمد بن عبد الله العسكري، ثنا أبو يعقوب إسحاق بن الحسن بن ميمون الحربي، ثنا مسلم بن إبراهيم، ثنا شداد بن سعيد الراسبي، عن سعيد الجريري، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري وعبد الله بن عباس رضي الله عنهم، قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ولد له مولود، فليحسن أدبه واسمه، فإذا بلغ فليزوجه، فإن بلغ ولم يزوجه، فأصاب إثما فإنما إثمه عليه أو قال باء بإثمه.

هذا حديث ضعيف، رواه البيهقي في شعب الإيمان، له من حديث أحمد بن عبيد، عن إسحاق الحربي، فوقع لنا عاليا، والجريري ممن اختلط، وليس شداد ممن ذكر في الذين سمعوا منه قبله، وفي الباب عن عمر بن الخطاب رفعه، قال: مكتوب في التوراة من بلغت له ابنة ثنتي عشرة سنة فلم يزوجها، فارتكبت إثما، فإثم ذلك عليه، أخرجه البيهقي أيضا، وكذا عنده من حديث أنس رضي الله عنه نحوه، لكن قال الحاكم: إنه شاذ بمرة، وكذا استنكر أحمد إسناد حديث أنس رضي الله عنه، وقال: إنما نرويه بالإسناد الأول، وعلى كل حال فهي ضعيفة".

② واضح رہے کہ شریعت نے کسی رشتہ میں دینی و اخلاقی پسندیدگی کے بعد نکاح کی رغبت دلائی ہے، بصورتِ دیگر فساد کی وعید سنائی ہے، چنانچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[1] میں درج ذیل حدیث کو "حسن غریب" قرار دے کر ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

"حدثنا محمد بن عمرو السَوَّاق البلخي، قال: حدثنا حاتم بن إسماعيل، عن عبد الله بن هرمز، عن محمد وسعيد ابني عبيد، عن أبي حاتم المزني قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا جاءكم من ترضون دينه وخلقه فأنكحوه، إلا تفعلوا تكن فتنة في الأرض وفساد،

علامہ احمد بن محمد بن صدیق غماری رحمۃ اللہ علیہ نے "المداوي" میں اس روایت کے مزید طرق ذکر کئے ہیں، ملاحظہ ہوں:

"مكتوب في التوراة: من بلغت له ابنة اثنتى عشرة سنة، فلم يزوجها فأصابت إثما، فإثم ذلك عليه، (هب) عن عمر وأنس، قال الشارح: وإسناده صحيح، والمتن شاذ.

قلت: هذا باطل بل هو تهور وتلاعب، فإنه نقل في الكبير أن البيهقي روى حديث أنس عن الحاكم، وأن الحاكم قال: هذا وجده بكر بن محمد بن عبدان الصدفي في كتابه، وهو إسناد صحيح والمتن شاذ بمرة، قال البيهقي: إنما نرويه بالإسناد الأول، وهو بهذا الإسناد منكرا، فبين البيهقي أنه من حديث أنس منكر غير معروف، وأن المعروف فيه من حديث عمر، وحديث عمر أيضا ضعيف، فالحديث من كلا الطريقين ضعيف، فقوله: إسناده صحيح بعد ما نقل عن البيهقى تضعيفه تهور وتلاعب.

والحديث خرجه أيضا البندهي في "شرح المقامات" قال: أخبرنا أبو المظفر محمد بن أحمد بن علي الخطيب بقراءتى عليه، أنا أبو نصر محمد بن محمد بن علي التنيسى، ثنا أبو بكر محمد بن عمر بن خلف الوراق، ثنا أبو بكر محمد بن السري بن عثمان التمار، ثنا أحمد بن بشر المربدي، ثناخالد بن خداش، ثنا بشر بن بكر التنيسى، ثنا أبو بكر عبد الله بن أبي مريم، عن أبي مجاشع الأزدى، عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مثله.

ورواه الديلمي في مسند الفردوس قال: أخبرنا أبي، أخبرنا أبو المظفر أحمد بن سعيد بن حزة، أخبرنا الحسين بن محمد بن منجويه إملاء، حدثنا الفضل بن الفضل الكندى، ثنا إبراهيم بن محمد المالكي، ثنا محمد بن أحمد بن مطر، ثنا سليمان بن عبد الرحمن، ثنا بشر بن بكر، به مثله، وأبو بكر بن أبي مريم ضعيف، وشيخه أبو مجاشع مجهول"(المداوي:١٠/٦،رقم:٨١٩٩،دار الكتبي).

[1] سنن الترمذي:٣٨١/٢،رقم:١٠٨٥،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

قالوا: يا رسول الله! وإن كان فيه؟ قال: إذا جاءكم من ترضون دينه وخلقه فأنكحوه، ثلاث مرات . هذا حديث حسن غريب، وأبو حاتم المزني له صحبة، ولا نعرف له عن النبي صلى الله عليه وسلم غير هذا الحديث".

حضرت ابو حاتم مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کا دین واخلاق تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہو گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگرچہ اس میں کچھ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کے دین و اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔
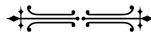
روایت نمبر⑥

روایت: ”بچوں کے منہ پر لگی ہوئی غذا دھولیا کرو، کیونکہ شیطان ہمیشہ بچی ہوئی غذا کو سونگھتا ہے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”سنن“[1] میں اسی مضمون سے ملتی جلتی ایک روایت تخریج کی ہے، اور اسے ”حسن غریب“ کہا ہے، ملاحظہ ہو:

”حدثنا أبو بكر محمد بن إسحاق البغدادي الصاغاني، حدثنا محمد بن جعفر المدائني، حدثنا منصور بن أبي الأسود، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بات وفي يده ريح غَمَر، فأصابه شيء، فلا يلومن إلا نفسه“.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے رات اس حال میں گزاری کہ اس کے ہاتھ میں چکناہٹ کی بُو ہو، اور اسے

---

[1] سنن الترمذي: ٢٨٩/٤، رقم: ١٨٦٠، ت: إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفى البابي ـ مصر، الطبعة الأولى ١٣٨٢هـ.

کوئی چیز پہنچ جائے، تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الکبیر"[1] میں یہ روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

"حدثنا مطلب بن شعيب الأزدي، ثنا عبد الله بن صالح، حدثني نافع بن يزيد، عن عقيل، عن ابن شهاب، عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من بات وفي يده ريح غَمَر، فأصابه وَضَح، فلا يلومن إلا نفسه".

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رات اس حال میں گزاری کہ اس کے ہاتھ میں چکناہٹ کی بُو ہو، اور اسے برص کی بیماری ہو جائے، تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے "الترغیب"[2] میں اور حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[3] میں "المعجم الکبیر" کی اس حدیث کے بارے میں "إسناده حسن" کہا ہے۔
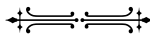
[1] المعجم الكبير:٣٥/٦،رقم:٥٤٣٥،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الثانية ١٤٠٤هـ.
[2] الترغيب والترهيب:١١٠/٣،رقم:٦،ت:إبراهيم شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
[3] مجمع الزوائد:٣٠/٥،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

روایت نمبر⑦

روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی عمر میں سے صرف ایک گھڑی باقی رہنے کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو اس وقت حصولِ علم میں مشغول ہونے کا فرمانا۔

روایت کا مصدر

یہ روایت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفاتیح الغیب"[1] میں بغیر سند کے ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"أنه عليه الصلاة والسلام كان يحدث إنسانا فأوحى الله إليه: إنه لم يبق من عمر هذا الرجل الذي تحدثه إلا ساعة، وكان هذا وقت العصر، فأخبره الرسول بذلك، فاضطرب الرجل وقال: يا رسول الله! دلني على أوفق عمل لي في هذه الساعة، قال: اشتغل بالتعلم، فاشتغل بالتعلم، وقبض قبل المغرب.

قال الراوي: فلو كان شيء أفضل من العلم، لأمره النبي صلى الله عليه وسلم به في ذلك الوقت".

آپ علیہ الصلاۃ والسلام ایک شخص سے گفتگو فرما رہے تھے کہ اللہ تعالی کی طرف سے وحی آئی: یہ شخص جو آپ کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے اس کی عمر صرف ایک گھڑی باقی رہ گئی ہے، اور وہ عصر کا وقت تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس بارے میں خبر دی، تو وہ بے چین ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے

---

[1] مفاتيح الغيب: ۲۰۸/۲، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

کوئی ایسا عمل بتائیں جو اس وقت میرے لئے زیادہ مناسب ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرنے میں مشغول ہو جاؤ، تو وہ شخص علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گیا، اور مغرب سے پہلے ہی انتقال کر گیا۔

راوی کہتے ہیں کہ اگر کوئی اور چیز علم سے زیادہ افضل ہوتی تو نبی ﷺ اس شخص کو اس وقت اس کے کرنے کا حکم فرماتے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اَتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
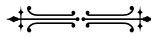
روایت نمبر⑧

روایت: "جو شخص بارش کے نزول کے وقت یہ درود پڑھتا ہے، تو اللہ عزوجل اسے بارش کے ہر قطرے کے بدلے نیکی عطا فرماتا ہے:

اللّٰهم صل وسلم على سيدنا ومولانا محمد وعلى آل سيدنا ومولانا محمد بعدد قطرات الأمطار".

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
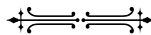
روایت نمبر⑨

روایت: جنازے کی آخری صف افضل ہے۔

روایت کا مصدر

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ "الدر المختار"[1] میں فرماتے ہیں: "وأفضل صفوفها آخرها إظهارا للتواضع". اور جنازے کی آخری صف افضل ہے، عاجزی کے اظہار کی وجہ سے۔

اس کے تحت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "قوله وأفضل صفوفها آخرها الخ كذا في القنية، وبحث فيه في الحلية بإطلاق ما في صحيح مسلم عنه صلى الله عليه وسلم: خير صفوف الرجال أولها، وشرها آخرها، وبأن إظهار التواضع لا يتوقف على التأخر.

أقول: قد يقال إن الحديث مخصوص بالصلاة المطلقة، لأنها المتبادرة، ولقوله: من صلى عليه ثلاثة صفوف غفر له، رواه أبو داود وقال حديث حسن، والحاكم وقال صحيح على شرط مسلم، ولهذا قال في المحيط: ويستحب أن يصف ثلاثة صفوف، حتى لو كانوا سبعة يتقدم أحدهم للإمامة ويقف وراءه ثلاثة، ثم اثنان، ثم واحدا، فلو كان الصف الأول أفضل في الجنازة أيضا لكان الأفضل جعلهم صفا واحدا، ولكره قيام الواحد وحده، كما كره في غيرها، هذا ما ظهر لي"[2].

---

[1] الدر المختار: ص: ۱۲۰، ت: عبد المنعم خليل إبراهيم، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[2] حاشية ابن عابدين: ۱۱۲/۳، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض، الطبعة ۱٤۲۳هـ.

قولہ (اور جنازے کی آخری صف افضل ہے الخ) اسی طرح ”قنیہ“ میں ہے، اور اس کے بارے میں ”حلیہ“ میں بحث کی ہے اس حدیثِ مطلق کی وجہ سے جو ”صحیح مسلم“ میں آپ ﷺ سے منقول ہے: مردوں کی صفوں میں بہترین صف پہلی ہے، اور آخری صف بری ہے، اور عاجزی کا اظہار پیچھے ہونے پر موقوف نہیں ہے۔

میں (علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ کہا جاتا ہے کہ حدیث خاص ہے مطلق نماز کے ساتھ، کیونکہ اس سے یہی متبادر ہے، اور آپ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے کہ جس شخص پر تین صفوں نے نماز جنازہ پڑھی ہو، اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، اسے ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کرنے کے بعد ”حدیث حسن“ کہا ہے، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح علی شرط مسلم“ کہا ہے، اور اسی وجہ سے ”محیط“ میں ہے کہ مستحب یہ ہے کہ تین صفیں بنائی جائیں، یہاں تک کہ اگر سات آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امامت کے لئے آگے ہو جائے، اور اس کے پیچھے تین آدمی کھڑے ہوں، پھر دو کھڑے ہوں، پھر ایک، اگر جنازہ میں بھی اول صف افضل ہوتی تو پھر سب لوگوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دینا چاہئے تھا، اور یقیناً ایک آدمی کا اکیلے کھڑا ہونا مکروہ ہوتا، جیساکہ جنازہ کے علاوہ میں مکروہ ہے، میرے سامنے یہی بات ظاہر ہوئی۔

نیز علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الدر المختار“[1] میں ایک دوسرے مقام پر یہ الفاظ نقل کئے ہیں: ”وخير صفوف الرجال أولها في غير جنازة“.

---

[1] الدر المختار: ص: ۷۸، ت: عبد المنعم خليل إبراهيم، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

مردوں کے لئے اول صف افضل ہے جماعت کی نماز میں، سوائے نماز جنازہ کے۔

اس کے تحت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "قوله في غير جنازة أما فيها فآخرها إظهارا للتواضع، لأنهم شفعاء فهو أحرى بقبول شفاعتهم، لأن المطلوب فيها تعدد الصفوف، فلو فضل الأول امتنعوا عن التأخر عند قلتهم، رحمتي"[1].

جنازے کی نماز میں آخری صف کا افضل ہونا عاجزی کے طور پر ہے، اس لئے کہ وہ سفارش کرنے والے ہیں ان کی سفارش قبول ہونے کے زیادہ لائق ہے، کیونکہ جنازے کی نماز میں مطلوب زیادہ صفیں ہیں، اگر اول صف کو افضل کہا جائے گا تو یہ صفوف کی تعداد کی زیادتی میں مانع ہوگا، شیخ مصطفی رحمتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حاشیہ میں اسے ذکر کیا ہے۔

بعض دیگر مصادر

اسے علامہ ابن امیر حاج رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۷۹ھ) نے "حلبة المجلي"[2] میں، علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۳۱ھ) نے "حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح"[3] میں، اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے "العرف الشذي"[4] میں حدیث کہے بغیر ذکر کیا ہے۔

---

[1] حاشية ابن عابدين: ٣١٢/٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض، الطبعة ١٤٢٣هـ.

[2] حلبة المجلي: ٦١٣/٢، ت: أحمد بن محمد الغلاييني الحنفي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[3] حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: ص: ٣٠٧، ت: محمد عبدالعزيز الخالدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] العرف الشذي: ٢٣٦/١، ت: محمود شاكر، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

اہم نوٹ: بعض کتب میں یہ مضمون علامہ ابو الفضل عبد الرحمن بن محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۴۳ھ) کے قول کے طور پر منقول ہے، ملاحظہ فرمائیں:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "مرقاة المفاتيح"[1] میں فرماتے ہیں: "قال ابن الملك في شرح الوقاية: ذكر الكرماني أن أفضل الصفوف في صلاة الجنازة آخرها، وفي غيرها أولها، إظهارا للتواضع، ولتكون شفاعته أدعى إلى القبول".

ابن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الوقایہ" میں کہا ہے کہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ بے شک جنازے کی نماز میں آخری صف افضل ہے، اور جنازے کے علاوہ میں پہلی صف افضل ہے، عاجزی ظاہر کرنے کے لئے، اور تاکہ ان کی سفارش جلدی قبول ہو۔

یہی مضمون علامہ ابو الفضل کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر علامہ فرید الدین عالم بن علاء دہلوی ہندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۸۶ھ) نے "الفتاوى التاتارخانية"[2] میں اور علامہ محمد بن بیر علی بن اسکندر برکوی رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۸۰ھ) نے "رسائل البركوي"[3] میں نقل کیا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی،

---

[1] مرقاة المفاتيح: ١٤٩/٤، رقم: ١٦٨٧، ت: جمال عيتاني، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[2] الفتاوى التاتارخانية: ٢٧٥/٢، رقم: ٢٤١٠، ت: شبير أحمد القاسمي، مكتبة زكريا ديوبند ـ هند، الطبعة ١٤٣١هـ.
[3] رسائل البركوي: ص: ٢٢٣، ت: أحمد هادي القصار، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ٢٠١١ء.

اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
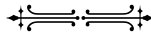
روایت نمبر ⑩

روایت: جو شخص حضرات شیخین کا دفاع کرے گا تو یہ حضرات اپنی نیکیوں میں سے چوتھائی حصہ نیکی کا اسے دیں گے۔

روایت کا مصدر

علامہ ابراہیم بن عامر عبیدی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۹۱ھ) نے "عمدة التحقيق"[1] میں یہ روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"وروي أيضا بالإسناد عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال علي رضي الله عنه: كنت جالسا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس معنا ثالث إلا الله عزوجل، فقال: يا علي! تريد أن أعرفك بسيد كُهُول أهل الجنة، وأعظمهم عند الله قدرا ومنزلة يوم القيامة، فقلت: أي وعيشك يا رسول الله! قال: هذان المقبلان، قال علي: فالتفت فإذا أبوبكر وعمر رضي الله عنهما.

ثم قطب وجهه حتى ولجا المسجد، فقال أبوبكر: يا رسول الله! لما قربنا من دار أبي حنيفة تبسمت لنا ثم قطبت وجهك، فلم ذلك يا رسول الله؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما صرتما لجانب دار أبي حنيفة عارضكما إبليس ونظر في وجوهكما، ثم رفع يديه إلى السماء، أسمعه وأراه، وأنتما لاتسمعانه ولا تريانه، وهو يدعو ويقول:

---

[1] عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق:ص:٦٨،مطبعة جمعية المعارف .

أللهم إني أسألك بحق هذين الرجلين أن لاتعذبني بعذاب باغضي هذين الرجلين.

قال أبوبكر: ومن هو الذي يبغضنا؟ يا رسول الله! وقد آمنا بك وآزرناك وأقررنا بما جئت به من عند رب العالمين، قال: نعم يا ابا بكر! قوم يظهرون في آخر الزمان، يقال له الرافضة، يرفضون الحق ويتأولون القرآن على غير صحته، وقد ذكرهم الله عزوجل في كتابه العزيز وهو قوله تعالى: يحرفون الكلم عن مواضعه.

فقال: يا رسول الله! فما جزاء من يبغضنا عند الله؟ قال يا أبابكر! حسبك أن إبليس لعنه الله تعالى يستجير بالله تعالى أن لايعذبه بعذاب باغضيكما.

قال يا رسول الله! هذا جزاء من قد أبغض، فما جزاء من قد أحب؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن تهديا له هدية من أعمالكما، فقال أبوبكر رضي الله عنه: يا رسول الله! أشهدك وأشهد الله وملائكته أني قد وهبت لهم ربع أجري أي: عملي منذ آمنت بالله إلى ان نلقاه، فقال عمر رضي الله عنه: وأنا مثل ذلك يا رسول الله! قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فضعا خطكما بذلك، قال علي كرم الله وجهه: فأخذ أبوبكر زجاجة، وقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: اكتب، فكتب: بسم الله الرحمن الرحيم، يقول عبد الله عتيق ابن أبي قحافة: أني قد أشهدت الله ورسوله ومن حضر من المسلمين،

أني قد وهبت ربع عملي لمحبي في دار الدنيا منذ آمنت بالله إلى أن ألقاه، وبذلك وضعت خطي، وأخذ عمر وكتب مثل ذلك.

فلما فرغ القلم من الكتابة هبط الأمين جبريل عليه السلام، وقال: يا رسول الله! الرب يقرئك السلام ويخصك بالتحية والإكرام، ويقول لك: هات ما كتب صاحباك، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هذا هو، فأخذه جبريل وعرج به إلى السماء، ثم إنه عاد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: أين ما أخذت يا جبريل! مني، قال هو عند الله تعالى، وقد شهد الله فيه، وأشهد حملة العرش، وأنا، وميكائيل، وإسرافيل، وقال الله تعالى: هو عندي حتى يفي أبوبكر و عمر بما قالا يوم القيامة".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور ہمارے درمیان اللہ تعالی کے سوا کوئی تیسرا نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! کیا آپ چاہتے ہو کہ میں تمہیں جنت کے ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار، نیز قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے زیادہ قدر و منزلت والے کے بارے میں بتاؤں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ کی زندگی کی قسم، یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں آنے والے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا تو وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا تو آپ مسکرا رہے تھے، پھر اچانک

آپ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے، یہاں تک کہ دونوں حضرات مسجد میں داخل ہو گئے، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب ہم دار ابی حنیفہ کے قریب ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھ کر مسکرائے پھر اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری ظاہر ہوئی، یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم دونوں دار ابی حنیفہ کی جانب سے آرہے تھے تو ابلیس تم دونوں کے راستے میں آیا اور اس نے تم دونوں کے چہرے کو دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب بلند کئے، میں نے اس کو دیکھا اور سنا، اور تم دونوں نہ اس کو دیکھ سکے اور نہ ہی سن سکے، وہ یہ دعا کر رہا تھا: اے اللہ! بے شک میں آپ سے ان دونوں انسانوں کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس شخص کی طرح عذاب نہ دیں جو ان دونوں سے بغض رکھتا ہو۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون ہو گا جو ہم سے بغض رکھے گا؟ حالانکہ ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی ہے، اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کی جانب سے لائے ہیں ہم اس کا اقرار کر چکے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں اے ابو بکر! قیامت کے قریب ایک قوم ظاہر ہو گی ان کو رافضہ کہا جائے گا، وہ حق کو چھوڑ دیں گے، اور قرآن کی غلط تاویل کریں گے، اور ان کے بارے میں اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''کلام کو اس کے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں''۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو شخص ہم سے بغض رکھے اللہ کے ہاں اس کی کیا سزا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر!

تمہارے لئے یہ بات کافی ہے کہ بے شک ابلیس - اس پر اللہ کی لعنت ہو - اللہ سے پناہ مانگ رہا ہے کہ اسے اُن کی طرح عذاب نہ دیا جائے جو تم دونوں سے بغض رکھتے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو اس کی سزا ہے جو ہم سے بغض رکھے، لیکن اس شخص کا کیا بدلہ ہے جو ہم سے محبت کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں اپنے اعمال میں سے اس کو کچھ ہدیہ کر دو، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو، اللہ تعالی کو اور فرشتوں کو گواہ بناتا ہو کہ بے شک میں ایمان لانے سے اللہ کی ملاقات تک کے اعمال میں سے، اپنے اس اجر - یعنی اعمال کا چوتھائی - حصہ اس شخص کو ہبہ کرتا ہوں (جو مجھ سے محبت کرے)، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اور میں بھی اسی کے بقدر ہدیہ کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں اس بارے میں اپنا خط لکھ لو، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شیشہ کا ٹکڑا لیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: لکھو، تو انہوں نے لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبد اللہ عتیق بن ابی قحافہ کہتا ہے کہ بے شک میں اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں میں جو اس وقت موجود ہیں ان سب کو گواہ بناتا ہوں کہ بے شک میں ایمان لانے سے اللہ کی ملاقات تک کے اعمال میں سے اپنے اس اجر - یعنی اعمال - کا چوتھائی حصہ اس شخص کو ہبہ کرتا ہوں (جو مجھ سے محبت کرے)، اور اسی وجہ سے میں نے یہ خط لکھا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شیشہ کا ٹکڑا لیا

اور اسی طرح لکھا۔

قلم جیسے ہی لکھنے سے فارغ ہوا جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! رب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص فرمایا ہے سلامتی اور اکرام کے لئے، اور آپ سے فرمایا ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھیوں نے لکھا ہے وہ دے دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہے، تو جبریل علیہ السلام اسے لے کر آسمان کی جانب گئے، پھر واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: آپ اس کو مجھ سے لے کر کہاں گئے تھے اے جبریل؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کے پاس، اور اللہ اس کے گواہ ہوگئے، نیز حاملین عرش، میں، میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام بھی اس کے گواہ ہوگئے، اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے: وہ میرے پاس ہے یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ قیامت کے دن اس کو پورا کردیں جو ان دونوں نے کہا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت کے ابتدائی حصہ (یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنت کے ادھیڑ عمر لوگوں کا سردار ہونے) کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنی "سنن"[1] میں تخریج کیا ہے، اور اسے "حسن غریب" کہا ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا الحسن بن الصباح البزار، قال: حدثنا محمد بن كثير، عن الأوزاعي، عن قتادة، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبي بكر وعمر: هذان سيدا كُهُول أهل الجنة من الأولين والآخرين إلا النبيين والمرسلين. هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه".

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: یہ دونوں انبیاء اور رسولوں کے علاوہ اولین اور آخرین جنتی ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہیں۔
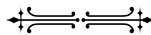
[1] سنن الترمذي: ٤٥/٦، رقم: ٣٦٦٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

روایت نمبر⑪

روایت: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں بیٹھے اپنی جوتی مرمت کرنے لگ گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم مرمت کرلیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں جوتی نہیں بنارہا، بلکہ بت توڑ رہا ہوں، تاکہ قیامت تک آنے والے زمانہ میں کوئی پیشہ کے لحاظ سے ذلیل نہ سمجھے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
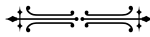
روایت نمبر⑫

روایت: آپ ﷺ کا زمزم کے کنویں میں لعاب دہن ڈال کر فرمانا کہ امت اس سے برکت حاصل کرے۔

روایت کا حکم

یہ روایت خاص ان لفظوں سے کہ آپ ﷺ نے زمزم کے کنویں میں لعاب دہن ڈالنے کے بعد فرمایا ہو کہ امت اس سے برکت حاصل کرے، سنداً نہیں ملتی، لہٰذا سند ملنے تک اس کو آپ ﷺ کی جانب منسوب کر کے بیان نہ کیا جائے۔

اہم نوٹ:

البتہ یہ مضمون احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ڈول میں کلی فرمائی، پھر اس ڈول کو زمزم کے کنویں میں انڈیل دیا گیا، اس کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی "مسند"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا روح وعفان، قالا: حدثنا حماد عن قيس، قال عفان: أخبرنا حماد في حديثه، قال أخبرنا قيس، عن مجاهد، عن ابن عباس، أنه قال: جاء النبي صلى الله عليه وسلم إلى زمزم، فنزعنا له دلوا، فشرب، ثم مج فيها، ثم أفرغناها في زمزم، ثم قال: لولا أن تغلبوا عليها لنزعت بيدي".

---

[1] مسند أحمد: ٤٧٢/٣، رقم: ٣٥٢٧، ت: أحمد محمد شاكر، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم زمزم کے کنویں کے پاس تشریف لائے، ہم نے زمزم سے آپ کے لئے ڈول نکالا، آپ نے اس ڈول سے آب زمزم نوش فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈول میں کلی فرمائی، پھر ہم نے اس ڈول کو کنویں میں انڈیل دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اس کنویں پر تم پر غلبہ پا لیا جائے گا تو میں اپنے ہاتھ سے کھینچ کر خود پانی نکالتا۔

نیز یہی روایت امام فاکہی رحمۃ اللہ علیہ نے "أخبار مكة"[1] میں اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الكبير"[2] میں تخریج کی ہے، تینوں سندیں سند میں موجود راوی حماد بن سلمہ پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم فائدہ:

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[3] میں یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "انفرد به أحمد وإسناده على شرط مسلم". احمد رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد ہیں، اور اس کی سند مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق ہے۔

بعض دیگر مصادر

امام فاکہی رحمۃ اللہ علیہ نے "أخبار مكة"[4] میں یہی مضمون حضرت انس رضی اللہ عنہ

---

[1] أخبار مكة: ۵۵/۲، رقم: ۱۱۳۹، ت: عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

[2] المعجم الكبير: ۹۷/۱۱، رقم: ۱۱۱۶۵، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

[3] البداية والنهاية: ۱۹۳/۵، مكتبة المعارف ـ بيروت، الطبعة السادسة ١٤٠٩هـ.

[4] أخبار مكة: ۵۲/۲، رقم: ۱۱۳۱، ت: عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

سے بھی تخریج کیا ہے، نیز امام اَزْرَقی رحمۃ اللہ علیہ نے "أخبار مكة "[۱] میں یہی مضمون مختلف سندوں سے تخریج کیا ہے، جس میں یہ اضافہ بھی ہے: "فمج في الدلو، ثم أمر بما في الدلوفأفرغ في البئر". آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول میں کلی فرمائی، پھر ڈول میں موجود پانی کے بارے میں حکم دیا، جسے کنویں میں انڈیل دیا گیا۔
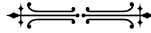
[۱] أخبار مكة: ۲/۵۵،۵٦،۵۷، ت: رشدي الصالح ملحس، دار الأندلس ـ بيروت، الطبعة الثالثة ۱٤۰۳هـ.

روایت نمبر⑭

روایت: شادی شدہ مسلمان کی غیر شادی شدہ مسلمان پر ایسی فضیلت ہے جیسے اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنے والے کی فضیلت گھر بیٹھنے والے پر۔

روایت کا مصدر

علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "قوت القلوب"[1] میں یہ روایت بلا سند ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

"وقد قیل: إن فضل المتأهل على العزب كفضل المجاهد على القاعد". شادی شدہ مسلمان کی غیر شادی شدہ مسلمان پر ایسی فضیلت ہے جیسے اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنے والے کی فضیلت گھر بیٹھنے والے پر۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "إحياء علوم الدين"[2] میں اور علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البيان"[3] میں بلا سند ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اَ تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] قوت القلوب:٦١٤/٣،ت:محمود إبراهيم محمد الرضواني،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] إحياء علوم الدين:٢٤/٢،دار المعرفة ـ بيروت،١٤٠٢هـ.

[3] روح البيان:١٠٧/١،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

روایت نمبر⑭

راویت: ”پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اے گستاخ مرید! کسی مرشد کی کبھی برابری نہ کر“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوی“[1] میں لکھتے ہیں:

گفت پیغمبرؐ کہ اے طالب جری　　ہاں مکن باہیچ مطلوبے مری

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ (اے گستاخ مرید) کسی مرشد کی کبھی برابری نہ کر۔

گفت احمدؐ گر نمی خواہی زلل　　ہیں مکن باہیچ مطلوبے جدل

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے: اگر تو نقصان کا خواہشمند نہیں ہے ہر گز کسی مرشد سے جھگڑا نہ کر۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اُتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ١٨٤/١، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

روایت نمبر⑮

روایت: ملک الموت کے دل میں صرف دو بندوں، یعنی بہتے تختے پر موجود بچہ کی ماں، اور شداد کی روح قبض کرتے ہوئے رحم پیدا ہوا ہے۔

روایت: ”اللہ تعالی نے ملک الموت سے پوچھا: کیا آپ کو کسی بندے کی روح قبض کرتے ہوئے رحم آیا؟ ملک الموت نے کہا: دو بندے ایسے تھے کہ جن کی روح کو قبض کرتے ہوئے میرے دل میں رحم آیا، اللہ تعالی نے فرمایا: کون سے دو بندے؟ ملک الموت نے کہا: اے اللہ! ایک مرتبہ سمندر کے اندر کشتی ٹوٹ گئی، اور ایک عورت ٹوٹی ہوئی کشتی کے تختے پر اپنے نومولود بچے کو دودھ پلا رہی تھی، آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس عورت کی روح کو قبض کرلیا جائے، میں جب اس عورت کی روح قبض کرنے لگا تو میرے دل میں اس کے بچہ پر رحم آیا کہ اس کا کیا بنے گا؟

اللہ تعالی نے فرمایا: دوسرا بندہ کون ہے؟ تو ملک الموت نے کہا: جب شداد نے خوبصورت باغات بنالئے، اور ظلم و جبر کرکے جنت بنالی اور پھر اس میں داخل ہونے لگا، تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس کی روح جنت میں قدم رکھنے سے پہلے قبض کرلی جائے، تو اس وقت میرے دل میں رحم آیا کہ اگر آپ اس کی موت کو تھوڑا سا مؤخر کرلیتے کہ یہ اپنی بنوائی ہوئی جنت کو دیکھ لیتا۔

اللہ تعالی نے فرمایا: اے عزرائیل! تجھے ایک ہی بندہ پر دو دفعہ رحم آیا، کیونکہ یہ شداد وہی بچہ تھا جس کی ماں کی روح کشتی کے تختے پر قبض کی گئی، اور ہم نے اسے اس کے ماں باپ کے بناء سمندر کی تند و تیز لہروں سے حفاظت کی، لیکن یہ ہماری بغاوت پر اتر آیا، اس لئے اسے یہ سزا دی ہے“۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت معمولی فرق کے ساتھ علامہ نظام الدین حسن بن محمد قمی نیشا پوری (المتوفی بعد ۸۵۰ھ) نے "غرائب القرآن"[1] میں بلاسند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"ويروى أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى ملك الموت حين عرج به إلى السماء، فسأله هل رققت لأحد من الخلائق الذين قبضت أرواحهم؟ فقال: نعم اثنان، أحدهما: طفل ولد بالمفازة، ثم أمرت بقبض روح أمه، ولم يكن هناك إنسان يتعهد الطفل.

والثاني ملك اجتهد في بناء مدينة لم يخلق مثلها، ثم لم يرزق رؤيتها بعد أن وضع رجله فيها يعني شدادا، فدعا الله نبينا محمد صلى الله عليه وسلم أن يخبره بذلك، فأوحى إليه أن ذلك الملك هو ذلك الطفل الذي ربيناه وآتيناه مملكة الدنيا، وحين قابل النعمة والملك بالكفران وبنى الجنان التي هي من مقدورات الله الرحمن، جزيناه بالخيبة والحرمان.

هكذا وجدت الحكاية في بعض التفاسير".

روایت کیا گیا ہے کہ جب نبی ﷺ کو معراج کرایا گیا تو آپ ﷺ نے ملک الموت کو دیکھا تو ان سے پوچھا: مخلوق میں سے جن کی آپ نے روح قبض کی ہے ان میں سے کسی پر آپ کو رحم آیا؟ تو ملک الموت نے کہا: جی ہاں دو بندوں پر،

---

[1] تفسير غرائب القرآن:٤٩٦/٦،ت:زكريا عميرات،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

ان میں سے ایک بچہ تھا، جو صحرا میں پیدا ہوا تھا، پھر مجھے اس کی ماں کی روح قبض کرنے کا حکم ہوا، اور وہاں بچہ کی دیکھ بھال کے لئے کوئی انسان نہیں تھا۔

اور دوسرا ایک بادشاہ تھا جس نے انتہائی کوشش سے ایک شہر بنوایا جس کی طرح کبھی نہیں بنایا گیا، پھر اسے اس شہر کا دیکھنا نصیب نہ ہوا، بعد اِس کے کہ وہ اس میں اپنا ایک پاؤں رکھ چکا تھا، یعنی وہ بادشاہ شداد تھا، پھر ہمارے نبی ﷺ نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ ان کو اس کے بارے میں بتائیں، چنانچہ اللہ تعالی نے نبی ﷺ کی طرف وحی بھیجی کہ یہ بادشاہ وہی بچہ ہے جسے ہم نے پالا اور اس کو دنیا کی بادشاہت عطا کی، اور جب اس نے نعمتوں اور بادشاہت کے مقابلہ میں ناشکری کی، اور جنتیں بنائیں، جن کا بنانا اللہ رحمن کی قدرت سے ہی ممکن تھا، تو ہم نے اس کو بدلہ میں نامراد و محروم کر دیا۔

(مصنف کہتے ہیں کہ) اسی طرح میں نے یہ حکایت بعض تفاسیر میں پائی ہے۔

روایت کا حکم

واضح رہے کہ زیرِ بحث روایت خاص ذکر کردہ دونوں قسم کے الفاظ کے ساتھ سنداً تا حال نہیں مل سکی ہے، تاہم ائمہ کرام کے اقوال کی روشنی میں یہ بات تفصیل سے گزر چکی ہے کہ شداد کی جنت والی مشہور روایت من گھڑت ہے، اور زیرِ بحث اس حکایت میں بھی یہی مضمون اختصار کے ساتھ مذکور ہے، چنانچہ قرینِ قیاس یہی ہے کہ مجموعی طور پر یہ حکایت بھی من گھڑت ہے، واللہ اعلم۔
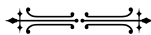
روایت نمبر (۱۶)

روایت: نمرود کی بیٹی کا کلمہ پڑھ کر آگ میں آنا اور نہ جلنا۔

روایت کا مصدر

علامہ حسین بن محمد حسن دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الخمیس"[1] میں لکھتے ہیں:

"وجاء في بعض الروايات أنه كان لنمروذ [كذا في الأصل بالذال] بنت يقال لها رغضة: استأذنت أباها أن تذهب وتنظر إلى إبراهيم حين ألقي فى النار، فقال لها نمروذ: يا بنتاه! إن إبراهيم قد صار رمادا فبالغت حتى أذن لها نمروذ، فلما نظرت إلى إبراهيم رأته في أطيب عيش وأحسن حال، فقالت: يا إبراهيم! ألا تحرقك النار؟ قال: من كان فى قلبه معرفة الله وعلى لسانه بسم الله الرحمن الرحيم لا تحرقه النار، قالت: أفتأذن لى أن أدخلها؟ قال: قولي لا إله إلا الله إبراهيم خليل الله ثم ادخلي ولا تخافي، فلما قالتها خمدت النار فدخلتها، وأسلمت، ثم رجعت إلى أبيها، وقد سمع أبوها قولها فنصحها، فلم تقبل فعذبها بمسامير من حديد، فأمر الله جبريل حتى رفعها من بين أظهرهم ثم جاء بها إلى إبراهيم وذلك بعد ما هاجر من أرض نمروذ، فزوجها إبراهيم من ابنه مدين، فحملت منه عشرين بطنا، أكرمهم الله بالنبوة".

---

[1] تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس: ۸۳/۱، الطبعة الوهبية۔ مصر، الطبعة ۱۲۸۳هـ.

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ نمروذ کی ایک بیٹی تھی، جسے رعضہ کہا جاتا تھا، جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اس نے اپنے والد سے اجازت مانگی کہ وہ جاکر ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ آئے، نمروذ نے اس سے کہا کہ اے بیٹی! ابراہیم تو جل کر راکھ ہو گیا ہے، لیکن وہ مصر رہی یہاں تک کہ نمروذ نے اسے اجازت دے دی، چنانچہ جب اس نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف دیکھا تو وہ انتہائی عمدہ اور بہترین حال میں تھے، تو اس نے کہا: اے ابراہیم! کیا آگ آپ کو نہیں جلاتی؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: جس کے دل میں اللہ کی معرفت ہو اور اس کی زبان پر بسم اللہ الرحمن الرحیم ہو اسے آگ نہیں جلاتی، وہ کہنے لگی کیا آپ مجھے اس آگ میں اندر داخل ہونے کی اجازت دیں گے، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: کہ پہلے یہ کہو: "لا الہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ"، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ابراہیم علیہ السلام اللہ کا خلیل ہے، اور پھر بے خوف ہو کر داخل ہو جاؤ، چنانچہ جب اس نے یہ کلمات کہے تو آگ بجھ گئی اور وہ اس میں داخل ہوگئی اور اسلام لے آئی، پھر جب وہ اپنے والد کے پاس لوٹی اور اس کے والد نے اس سے وہ تمام حالات سنے تو اس نے اپنی بیٹی کو سمجھایا، لیکن وہ نہ مانی تو اس نے لوہے کی میخوں سے اسے عذاب دینا شروع کر دیا، اللہ رب العزت نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا، چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے اسے ان کے درمیان سے اٹھالیا، اور اسے ابراہیم علیہ السلام کے پاس لے آئے، اور ابراہیم علیہ السلام اس وقت تک نمروذ کی سرزمین سے ہجرت کر چکے تھے، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کا نکاح اپنے بیٹے مدین سے کر دیا، اور پھر مدین سے اس کی بیس اولادیں ہوئی، ان سب کو اللہ رب العزت نے نبوت سے سرفراز کیا۔

یہ حکایت "نزهة المجالس"[1] میں بھی بلا سند موجود ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو۔
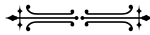
[1] نزهة المجالس: ۳۵/۱، المكتب الثقافي ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

"نزہۃ المجالس" کی عبارت ملاحظہ ہو: "قيل كانت للنمروذ بالذال المعجمة بنت صغيرة، فقالت: يا أبت! دعني أنظر إلى إبراهيم في النار، فنظرت إليه فوجدته سالما، فقالت له: كيف لا تحرقك النار؟ فقال: من كان على لسانه بسم الله الرحمن الرحيم وفي قلبه المعرفة لا تحرقه النار، فقالت: أريد الدخول عندك، فقال: قولي: لا إله إلا الله إبراهيم رسول الله، فقالت: فصارت النار عليها بردا وسلاما، فلما رجعت إلى أبيها أخبرته بذلك، فأمرها بالرجوع عن دين إبراهيم، فلم ترجع، فعذبها عذابا شديدا، فأمر الله جبريل فأخذها، ووضعها عند إبراهيم، ثم زوجها بولده، فولدت له عشرين نبيا".

روایت نمبر ⑰

روایت: تھوڑی سی دیر اولیاء کی ہمنشینی سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

یک زمانے صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

تھوڑی سی دیر اولیاء کی ہمنشینی، سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیرِ بحث مضمون میں عملِ خاص یعنی صحبتِ اولیاء پر ثوابِ خاص یعنی سو سالہ بے ریائی عبادت سے افضل ہونے کا بیان ہے، اور یہ مضمون صرف شارع علیہ السلام کی جانب سے ہو سکتا ہے، اس لئے اگرچہ اسے حدیث یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۱۰۱/۱، مترجم: قاضي سجاد حسین، حامد اینڈ کمپني ـ لاهور.

کا ارشاد نہ بھی کہا جائے تو بھی یہ حکماً حدیث کہلائے گا، اس لئے جب تک اس کی کوئی سند نہ ملے، اس کے بیان کرنے سے احتراز کیا جائے۔

حضرات صوفیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں موجود زیرِ بحث مضمون کی ان کی شان کے مناسب کوئی بھی تاویل کی جا سکتی ہے، واللہ اعلم۔
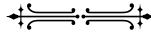
روایت نمبر ⑱

حکایت: ”حضرت موسی علیہ السلام کو پیٹ میں درد ہوا تو انہوں نے اللہ سے شکایت کی، اللہ تعالی نے انھیں ایک جڑی بوٹی کھانے کو فرمایا۔۔۔“۔

روایت کا مصدر

یہ روایت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تفسیر الکبیر“[1] میں بسم اللہ کے فضائل میں ذکر کی ہے:

”مرض موسى عليه السلام واشتد وجع بطنه، فشكا إلى الله تعالى، فدله على عشب في المفازة، فأكل منه فعوفي بإذن الله تعالى، ثم عاوده ذلك المرض في وقت آخر فأكل ذلك العشب فازداد مرضه، فقال: يا رب، أكلته أولا فانتفعت به، وأكلته ثانيا فازداد مرضي، فقال: لأنك في المرة الأولى ذهبت مني إلى الكلأ فحصل فيه الشفاء، وفي المرة الثانية ذهبت منك إلى الكلأ فازداد المرض، أما علمت أن الدنيا كلها سم قاتل وترياقها اسمي“.

ایک مرتبہ حضرت موسی علیہ السلام کے پیٹ میں شدید درد ہوا تو انہوں نے اللہ تعالی سے شکایت کی، چنانچہ اللہ رب العزت نے جنگل میں کسی جڑی بوٹی کھانے کا فرمایا، حضرت موسی علیہ السلام نے اس میں سے کھایا تو وہ اللہ تعالی کے حکم سے ٹھیک ہو گئے، پھر وہی تکلیف دوسرے وقت میں لوٹ آئی، اب حضرت موسی علیہ السلام نے اس جڑی بوٹ کو کھایا تو تکلیف اور بڑھ گئی، حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے

---

[1] تفسير الكبير: ۱ / ۱۷۳، دار الفكر۔بيروت، الطبعة الأولى ۱٤٠١هـ.

عرض کیا: اے میرے رب! جب میں نے اسے پہلی دفعہ کھایا تھا تو میں اس سے ٹھیک ہو گیا تھا، اور جب میں نے اسے دوسری مرتبہ کھایا تو میری تکلیف اور بڑھ گئی، اللہ تعالی نے فرمایا: اس لئے کہ پہلی مرتبہ آپ میرے حکم سے اس جڑی بوئی کی طرف گئے تھے، تو اس سے شفاء ہوگئی تھی، اور دوسری مرتبہ آپ اپنی مرضی سے گئے تو تکلیف بڑھ گئی، کیا آپ نہیں جانتے کہ بے شک دنیا تمام کی تمام قتل کرنے والا زہر ہے؟ اور اس کا تریاق میرا نام ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

تاہم حکایت بظاہر اسرائیلی معلوم ہوتی ہے، اس لیے اسے اسرائیلی حکایت کہہ کر نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
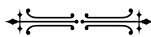
روایت نمبر ⑲

روایت: ابو جہل نے آپ ﷺ کو بد صورت کہا (معاذ اللہ)، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خوبصورت کہا، آپ ﷺ نے دونوں کو سچا قرار دیا، اور لوگوں کے پوچھنے پر بتایا کہ میں ایک آئینہ ہوں مجھ میں ہر شخص وہی دیکھتا ہے جو وہ خود ہے۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[۱] میں لکھتے ہیں:

دید احمدؐ را ابو جہل و بگفت زِشت نقشی کز بنی ہاشم شگفت

ابو جہل نے احمد (ﷺ) کو دیکھا اور کہا: تو بد صورت ہے جو بنی ہاشم میں پیدا ہوا ہے (معاذ اللہ)۔

گفت احمدؐ مرورا کہ راستی راست گفتی گر چہ کار افزاستی

احمد (ﷺ) نے فرمایا کہ تو سچا ہے، تو نے سچ کہا ہے اگر چہ بے ہودہ گو ہے۔

دید صِدّیقش بگفت اے آفتاب اے زِ شرقی نے زِ غربی خوش بتاب

حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) نے ان کو دیکھا تو کہا: اے آفتاب! اے وہ کہ جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خوب روشن ہو۔

---

[۱] مثنوي مولوي معنوي: ۲۵۵/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

گفت احمدؐ راست گفتی اے عزیز اے رہیدہ تو ز دنیا ئے نچیز

احمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے کہا: اے عزیز! تونے سچ کہا، اے وہ کہ جو ناچیز دنیا سے آزاد ہے

حاضراں گفتند کاے صَدرُالوَراء راست گو گفتی تو دو ضد گو را چرا

حاضرین نے کہاکہ اے سرورِ عالمؐ! آپ نے دو متضاد باتیں کہنے والوں کو سچا کیوں کہا؟

گفت من آئینہ اَم مَصقولِ دست ترک و ہندو در من آں بیند کہ ہست

فرمایا: میں ہاتھ کا منجھا ہوا آئینہ ہوں، تُرک اور ہندوستانی مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ خود ہے

ہر کرا آئینہ باشد پیشِ رُو زشت وخوبِ خویش را بیند درُو

جس کے منہ کے سامنے آئینہ ہو اپنے اچھے اور برے کو اس میں دیکھے گا۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اَتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
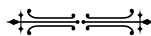
روایت نمبر⑳

روایت: اُس شخص کا منہ ٹیڑھا رہ جانا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تمسخر کے ساتھ لیا تھا۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[۱] میں لکھتے ہیں:

آں دہن کژ کرد و از تسخر بخواند　　نامِ احمدؐ را دہانش کژ بماند

جس نے منہ ٹیڑھا کیا اور تمسخر سے لیا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام، اس کا منہ ٹیڑھا رہ گیا۔

باز آمد کاے محمدؐ عفو کن　　اے ترا الطاف و علم من لدن

واپس آیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم معاف کر دیجیے، اے (حضرت) آپ کو مہربانیاں اور علم لَدُنِّی حاصل ہے۔

من ترا افسوس می کردم زجہل　　من بدم افسوس را منسوب واہل

میں نے جہالت کی وجہ سے آپ کا مزاق اڑایا، (حالانکہ) تمسخر کے قابل اور مستحق تو میں تھا۔۔۔

مرحمت فرمود سیّد عفو کرد　　چوں زجرأت توبہ کرد آں روئے زرد

---

[۱] مثنوي مولوي معنوي: ۱۱۰/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

۔۔۔سید الکونین ﷺ نے رحم فرمایا، معاف کر دیا، جب اُس شرمندہ نے ہمت کر کے توبہ کی[1]۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

مذکورہ بالا روایت تو سنداً نہیں ملتی، البتہ اس جیسے مضمون پر مشتمل ایک دوسری روایت زیاد بن نعیم حضرمی سے مرسلاً منقول ہے، جسے فضائل کے باب میں بیان کرسکتے ہیں، یہ روایت امام عبد اللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع في الأحكام"[2] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"حدثنا بحر، ثنا ابن وهب، قال: أخبرني عمرو بن الحارث، أن بكر بن سوادة الجُذَامي حدثه، أن زياد بن نعيم الحضرمي حدثه، أن وفد كندة قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم، وفيهم جَمْد، فبينا هو عند رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل رجل، فقال: ظلمت

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۱۱۱/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

[2] الجامع في الأحكام: ص: ۲۹٦، رقم: ۵۱۳، ت: رفعت فوزي عبد المطلب، دار الوفاء ـ منصورة، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

يا رسول الله! فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أفلح المظلومون، فقالوا: ما رأينا كذا قط، إن منا من رجل يحب أن يظلمه أحد، وهذا يقول: أفلح المظلومون، فخرجوا مغضبين، وقالوا.

فأخذت جمدا اللقوة، فأتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالوا: سيد الناس يا رسول الله! ادع الله له، فقال: لم أكن لأفعل، ولكن خذوا فسله [كذا في الأصل، وفي تاريخ المدينة: حدو فسلة[1]]، فاقلبوا مآقي عينيه، أو في شفره فاكووه بها، فإنها شفاؤه، وهي مصيره، الله أعلم بما قلتم حين أدبرتم.

قالوا: أرأيت أكلتنا في الجاهلية يا رسول الله! قال: هي لكم حتى ينزعها الله منكم، قالوا: أقد أتينا [كذا في الأصل، وفي تاريخ المدينة: فديتنا[2]]؟ قال: ليأتين عليكم زمان ترضون بالكفاف، قالوا: فتحيتنا؟ قال: جاء الله بخير من ذلك السلام، ثم ارتد جمد، فقتل كافرا بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم.

قال عمرو: وحدثني كعب بن علقمة أنهم قالوا: أتينا هذا الغلام المضري فما سألنا شيئا إلا أعطاناه حتى لو أردنا أن نأخذ بأذنه لفعلنا، وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: لعن الله جمدا وأبضعة وأخته العمردة".

---

[1] تاريخ المدينة المنورة: ٥٤٢/٢، ت: فهيم محمد شلتوت، تم طبعه ونشره على نفقة حبيب محمود أحمد.
[2] تاريخ المدينة المنورة: ٥٤٣/٢، ت: فهيم محمد شلتوت، تم طبعه ونشره على نفقة حبيب محمود أحمد.

"زیاد بن نعیم حضرمی بیان کرتے ہیں کہ کندہ کا وفد آپ ﷺ کی خدمت حاضر ہوا، اور ان میں جمُد بھی تھا، یہ آپ ﷺ کے پاس تھے کہ اسی اثناء میں ایک شخص آیا، اور کہا: اے اللہ کے رسول! ﷺ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مظلوم لوگ کامیاب ہوگئے، تو انہوں (یعنی کندہ کے وفد) نے کہا کہ ہم نے کبھی بھی اس طرح نہیں دیکھا کہ ہم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہو کہ اس پر کوئی ظلم کرے، اور یہ (یعنی آپ ﷺ) کہتے ہیں کہ مظلوم لوگ کامیاب ہوگئے، چنانچہ وہ (کندہ کا وفد) غصہ میں نکل گیا، اور باتیں کیں۔

پھر جمُد کو لقوہ (ایک بیماری جس کی وجہ سے چہرہ ایک جانب مائل ہو جاتا ہے) ہو گیا، لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! (جمُد) لوگوں کا سردار ہے، آپ اس کے لئے دعا فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ تو نہیں کر سکتا، لیکن لوہے کے ایک ٹکڑے کو تیز کرو، پھر اس کی دونوں آنکھوں میں جو کچھ ہے اس کو پلٹ دو، یا کسی چوڑی چھری سے اس کو داغو، اسی میں اس کی شفاء ہے، اور یہی اس کا انجام ہے، اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے جو تم نے جانے کے بعد کہا۔

اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے زمانہ جہالت کے کھانے کا کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے لئے ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ تم سے کھینچ لے، انہوں نے کہا: اس کی دیت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ تم کفایت پر راضی ہو جاؤ گے، وہ کہنے لگے: ہمارا اسلام کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بہتر سلام لا چکے ہیں، پھر جمُد مرتد

ہو گیا، اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

عمرو کہتے ہیں: مجھے کعب بن علقمہ نے بتایا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس یہ مضری غلام آیا، ہم نے جس چیز کا بھی اس سے سوال کیا اس نے ہمیں وہ دے دی، یہاں تک کہ اگر ہم اسے کان سے پکڑنا چاہتے تو ہم یہ بھی کر لیتے، اور بے شک رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالی جَمَد، ابضعہ اور اس کی بہن عمردہ پر لعنت کرے"۔

یہی روایت علامہ عمر بن شبہ نمیری رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ المدینة"[1] میں امام عبد اللہ بن وہب کے طریق سے ذکر کی ہے۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ "الجامع لابن وہب" کے آخر میں موجود چار افراد پر لعنت کا مضمون دیگر کتب میں بھی موجود ہے، چنانچہ اسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند"[2] میں، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الكبير"[3] میں اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدك"[4] میں تخریج کیا ہے۔

---

[1] تاريخ المدينة المنورة: ٥٤٢/٢، ت: فهيم محمد شلتوت، تم طبعه ونشره على نفقة حبيب محمود أحمد.

[2] مسند أحمد: ١٩٩/٣٢، رقم: ١٩٤٥٠، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[3] المعجم الكبير: ٩٩/٢٠، رقم: ١٩٢، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

[4] المستدرك على الصحيحين: ٩١/٤، رقم: ٦٩٧٩، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، أنبأ محمد بن عبد الله بن عبد الحكم، أنبأ ابن وهب، أخبرني معاوية بن صالح، عن عبد الرحمن بن عائذ الأزدي، عن عمرو بن عبسة السلمي رضي الله عنه، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرض الخيل.... لعن الله الملوك الأربعة: جَمْدا، ومخوسا، وأبضعة، وأختهم العمردة.... ".

اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ تخریجِ روایت کے بعد فرماتے ہیں: ”هذا حديث غريب المتن صحيح الإسناد، ولم يخرجاه“. یہ حدیث غریب المتن صحیح الاسناد ہے، اور شیخین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ”صحیح غریب“ کہا ہے۔
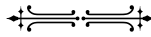
روایت نمبر (۲۱)

روایت: ”روز قیامت اسلام کا حسین صورت میں آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنا: اللہ تعالی آپ کو عزتوں سے مالا مال کرے جیساکہ آپ نے دنیا میں مجھے (یعنی اسلام کو) عزت بخشی“۔

روایت کا مصدر

امام فرید الدین عالم بن العلاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۸۶ھ) نے ”الفتاوی التاتارخانیة“[1] میں ایک لمبی حدیث کے تحت یہ روایت ان الفاظ سے بلا سند نقل کی ہے:

”....فقال [أي: أبي بن كعب] تذكرت حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا اجتمع الأولون و الآخرون يوم القيامة يأتي الإسلام بأحسن صورة، فيطلبك ويقول: أعزك الله يا عمر! كما أعززتني، قال: فسجد عمر رضي الله عنه، وأعتق سبع رقاب شكرا لله تعالى“.

”۔۔۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے وہ حدیث یاد آگئی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جب قیامت کے دن اول وآخر سب جمع ہوں گے، تو اسلام بھی

---

[1] الفتاوى التاتارخانية: كتاب الصلاة، ٤٠٠/٦، ت: مفتي شبير أحمد قاسمي، مكتبة زكريا بديوبند ـ الهند، الطبعة ١٤٣١هـ.

بہت خوبصورت شکل میں آئے گا اور آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو طلب کرے گا، اسلام کہے گا: اے عمر! اللہ تعالی آپ کو عزتوں سے مالا مال کرے جیسا کہ آپ نے دنیا میں مجھے (یعنی اسلام کو) عزت بخشی، راوی کہتا ہے کہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ شکر ادا کیا، اور اپنی میراث میں سے سات غلام اللہ تعالی کی شکر گزاری میں آزاد کئے"۔

یہی روایت علامہ ضیاء الدین عمر بن محمد بن عوض سنامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی قبل ۷۲۵ھ) نے "نصاب الاحتساب"[1] میں بلا سند ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---
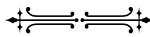
[1] نصاب الاحتساب: ص: ۱۳۹، ت: مریزن سعید مریزن عسیري، مكتبة الطالب الجامعي ـ مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

روایت نمبر(۴۲)

روایت: "المرء مخبوء تحت لسانه".
انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے۔

حکم: زیر بحث روایت تلاش بسیار کے باجود سنداً آپ ﷺ کے قول کے طور پر نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، البتہ یہی الفاظ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ، احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ اور بعض حکماء کے قول کے طور پر ملتے ہیں، لہذا اسے ان حضرات کے انتساب سے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

یہ روایت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفاتيح الغيب"[1] میں بغیر سند کے نقل کی ہے، ملاحظہ ہو:

"وقال صلى الله عليه وسلم: المرء مخبوء تحت لسانه". آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت آپ ﷺ کے قول کے طور پر بلا سند قاضی ابو الحسن علی بن محمد بصری مَاوَرْدِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۵۰ھ) نے "الحاوي الكبير"[2] میں، مؤید

---

[1] مفاتيح الغيب: ٤٦/٢٢، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

[2] الحاوي الكبير: ٢٦٢/١٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

الدولہ ابو المظفر اسامہ ابن منقذ کنانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۸۴ھ) نے "لباب الآداب"[1] میں، عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) نے "مثنوي"[2] میں، علامہ احمد بن ابراہیم المعروف سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۸۴ھ) نے "کنوز الذهب"[3] میں نقل کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

زیر بحث روایت سنداً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے طور پر تو نہیں مل سکی جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے، البتہ یہی الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ اور بعض حکماء کے قول کے طور پر ملتے ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر:

علامہ شہاب الدین احمد بن ادریس قَرَافِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۸۲ھ)

---

[1] لباب الآداب: ص: ۳۳۰، رقم: ۱۷۶، ت: أحمد محمد شاكر، مكتبة السنة ـ القاهرة، الطبعة ۱٤۰۷هـ.

[2] مثنوي مولوي معنوي: ۱۵۲/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.
"مثنوی" کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "گفت پیغمبر بہ تمیز کساں، مرء مخفی لدی طی اللساں"۔

[3] كنوز الذهب في تاريخ حلب: ۲۸۷/۲، ت: شوقي شعث وفالح البكور، دار القلم العربي ـ حلب، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

"الذخيرة"[1] میں فرماتے ہیں: "إن قيمة الإنسان مايُعلمه لا مايَعلمه، لقول علي رضي الله عنه: المرء مخبوء تحت لسانه". انسان کی قیمت وہ خود بتاتا ہے، قیمت وہ نہیں جو وہ جانتا ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے۔

بعض دیگر مصادر

اسی طرح اسے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر علامہ ابو منصور عبد الملک بن محمد ثَعَالِبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۳۰ھ) نے "الإعجاز والإيجاز"[2] میں، علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۹۹ھ) نے "الأمالي"[3] میں،

---

[1] الذخيرة: ٤٦/١، ت:محمد حجي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.

[2] الإعجاز والإيجاز:ص:٢٧،ت:إسكندر آصاف،المطبعة العمومية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٨٩٧ء.

[3] الأمالي للشجري:١٧٧/١،رقم:٦٦١،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

"امالی" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وبه قال: أخبرنا الشريفان أبو محمد وأبو طاهر الحسن وإبراهيم ابنا الشريف الجليل أبي الحسن محمد بن عمر الحسيني الزيدي الكوفي، قالا أخبرنا أبو الفضل محمد بن عبد الله قراءة عليه، قال: أخبرنا أبو أحمد عبيد الله بن الحسين بن إبراهيم العلوي، قال: حدثني أبي، قال: حدثني عبد العظيم بن عبد الله الرازي الحسني في منزله بالري، عن أبي جعفر محمد بن علي الرضى، عن أبيه، عن آبائه، عن علي بن الحسين، عن أبيه، عن جده علي بن أبي طالب عليهم السلام، قال: قلت أربعا أنزل الله تبارك وتعالى تصديقي بها في كتابه، قلت: المرء مخبوء تحت لسانه، فإنه تكلم ظهر، فأنزل الله تعالى: ولتعرفنهم في لحن القول، وقلت: من جهل شيئا عاداه، فأنزل الله عز وجل: بل كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه، وقلت: قدر أو قال: قيمة كل امرئ ما يحسنه، فأنزل الله تعالى في قصة طالوت: إن الله اصطفاه عليكم وزاده بسطة في العلم والجسم، وقلت: القتل يقل القتل، فأنزل الله تعالى: ولكم في القصاص حياة يا أولي الألباب".

"امالی" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول جس سند سے منقول ہے، اس میں ابو الفضل محمد بن عبد اللہ شیبانی موجود ہے، اور اس پر ائمہ نے شدید جرح کی ہے جیسے: یہ غریب احادیث اور شیوخ کے سوٴالات روایت کرتا ہے، لوگوں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب کی بناء پر اس سے احادیث کو لکھا، پھر ان کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو تو لوگوں نے اس کی احادیث کو پھاڑ دیا، اور اس کی روایات کو باطل قرار دیا، اور

حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۶۲ھ) نے "إکمال تهذیب الکمال"[1] میں "شرح الکامل" لابن السید کے حوالے سے، علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۸۲ھ) نے "التنویر"[2] میں اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے (المتوفی ۱۲۷۰ھ) "روح المعاني"[3] میں ذکر کیا ہے۔

حضرت ابو بحر احنف بن قیس تمیمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷ھ او ۷۱ھ) کے قول کے طور پر:

حافظ ابو القاسم اسحاق بن ابراہیم خُتَّلِی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی (۲۸۳ھ) نے "الدیباج"[4] میں اسے ابو بحر احنف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثني محمد بن مزيد، قال: أخبرني بعض أصحابنا، قال:

اس کے بعد یہ رافضیوں کے لئے احادیث گھڑ کر شرقیہ مسجد میں لکھواتا تھا (حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)، یہ دجال اور جھوٹا تھا، میں نے کبھی بھی اس کی اصل نہیں دیکھی، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ترکیب کی وجہ سے اس متہم قرار دیا، اور عتیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ "کثیر التخلیط" ہے (حافظ ازہری رحمۃ اللہ علیہ)، یہ حافظ اور فن کو جاننے والا تھا، اخباری اور مصنف تھا، لیکن اس کو پلٹنا لاحق ہو گیا (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: روایت: ماخاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد، غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ، حصہ چہارم (ص:۸۵)۔

[1] إكمال تهذيب الكمال:٣٤٤/٩،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

"اکمال تہذیب الکمال" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وفي "شرح الكامل" لابن السيد: ثبت في الحديث أن عليا قال: وافقني ربي في ثلاث، قلت: من لانت كلمته وجبت محبته، وقال جل وعز: ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك، وقلت: المرء مخبوء تحت لسانه، وقال جل وعز: ولتعرفنهم في لحن القول، وقلت: القتل ليبقى القتيل [كذا في الأصل]، وقال جل وعز: ولكم في القصاص حياة".

[2] التنوير شرح الجامع الصغير:٢٧٤/٥،ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،مكتبة دار السلام ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[3] روح المعاني:٥٢٦/٨،ت:علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

"روح المعانی" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقال رضي الله تعالى عنه: المرء مخبوء تحت طي لسانه لا طيلسانه".

[4] الديباج للختلي:ص:١٠١،رقم:٣١،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.

قال رجل للأحنف: أنت أبي بحر؟ فقال الأحنف: الرجل مخبوء تحت لسانه". **ایک شخص نے احنف رحمۃ اللہ علیہ سے کہا [جن کی کنیت ابو بحر ہے]: آپ ابی بحر ہیں؟ احنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے"۔**

نیز امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دِینَوَرِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۷۶ھ) نے "عیون الأخبار"[1] **میں اور حافظ کمال الدین ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۶۰ھ) نے بطریق خُتَّلِی رحمۃ اللہ علیہ** "بغية الطلب"[2] **میں اسے احنف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے۔**

بعض حکماء کے قول کے طور پر:

قاضی ابو الحسن علی بن محمد مَاوَرْدِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۵۰ھ) نے "أدب الدین والدنیا"[3] **میں اسے بعض حکماء کے قول کے طور پر نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو:**

"وقال بعض الحكماء: عقل المرء مخبوء تحت لسانه". **اور بعض حکماء کہتے ہیں: انسان کی عقل اس کی زبان کے نیچے چھپی ہوئی ہے۔**

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت تلاش بسیار کے باوجود

---

[1] عيون الأخبار: ۳۳۱/۱، دار الكتاب العربي ـ بيروت.
"عیون الاخبار" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقال الأحنف: حتف الرجل مخبوء تحت لسانه".
[2] بغية الطلب في تاريخ حلب: ص: ۱۳۱۷، ت: سهيل زكار، دار الفكر ـ بيروت.
[3] أدب الدين والدنيا: ص: ٤٤٥، دار المنهاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

سنداً آپ ﷺ کے قول کے طور پر نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، البتہ یہی الفاظ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ، احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ اور بعض حکماء کے قول کے طور پر ملتے ہیں، لہذا ان حضرات کے انتساب سے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
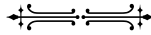
روایت نمبر(۲۳)

روایت: جو عورت گائے یا بھینس کا دودھ بسم اللہ پڑھ کر دوھے تو وہ جانور اس کو دعائیں دیتا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اُتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
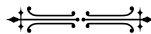
روایت نمبر ۴۴

روایت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا کہ بارش ہوئی اور آپ کے بابرکت کپڑے نہ بھیگے

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

مصطفی روزے بگورستان برفت با جنازہ یارے از یاراں برفت

مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک روز قبرستان تشریف لے گئے دوستوں میں سے ایک دوست کے جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے

چوں زگورستان پیمبرؐ باز گشت سوئے صدیقہ شد وہمراز گشت

جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) قبرستان سے لوٹے صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف گئے اور ہمراز بنے

چشم صدیقہ چو بر رویش فتاد پیش آمد دست بروے می نہاد

صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی نظر جب آپ کے چہرے پر پڑی آگے بڑھیں اور آپ پر ہاتھ رکھا

بر عمامہ بر رخ و بر موئے او بر گریباں وبر و بازوئے او

[1] مثنوي مولوي معنوي:۱/۲۲۰،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور.

عمامہ پر اور آپ کے چہرے اور بالوں پر گریباں پر اور جسم پر اور آپ کے بازو پر

گفت پیغمبرؐ چہ می جوئی شتاب گفت باراں آمد امروز از سحاب

پیغمبر (ﷺ) نے فرمایا جلد جلد کیا دیکھتی ہو؟ بولیں آج بادل سے بارش برسی ہے

جا مہایت می بجویم در طلب تر نمی بینم زباراں اے عجب!

جستجو میں آپ کے کپڑے چھوتی ہوں تعجب ہے! بارش سے تر نہیں دیکھتی

گفت چہ بر سر فگندی از اِزار گفت کردم آں ردائے تو خمار

فرمایا سر پر کون سا کپڑا اوڑھا تھا؟ بولیں: آپ کی چادر کو دوپٹہ بنایا تھا

گفت بہرے آں نمودائے پاک حبیب چشم پاکت راخدا باران غیب

فرمایا: اے پاک دل! اسی لئے دکھائی خدا نے تیری پاک آنکھ کو غیبی بارش

نیست آں باراں ازیں ابر شما ہست ابر دیگر ودیگر سما

وہ بارش تمہارے اس ابر کی نہیں ہے وہ دوسرا ابر اور دوسرا آسمان ہے

ای چنیں باراں ز اَبرِ دیگر است رحمت حق در نزوش مضمر ست

اس طرح کی بارش دوسرے ابر کی ہے جس کے نازل ہونے میں خدا کی رحمت پوشیدہ ہے۔

اہم فائدہ:

"مثنوی شریف" کے علاوہ یہ روایت شیخ محمد واعظ رہاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۹۰ھ) نے بھی "جامع المعجزات"[1] میں ان الفاظ سے بلاسند نقل کی ہے:

"ومن معجزاته: روي أن رجلا من الأنصار مات وصلى النبي عليه السلام صلواته [كذا في الأصل]، وذهب بجارته إلى المقابر، وبعد الدفن رجع النبي عليه السلام إلى بيته، فقامت عائشة رضي الله عنها ومست يدها إلى عمامة النبي عليه السلام وقالت: يا عجبا! مابلغت عمامتك وثيابك من المطر، وفي ذلك اليوم ما كان المطر، فعلم النبي عليه السلام أن عائشة رضي الله عنها قد رأت مطر عالم الغيب، وقال: يا عائشة رضي الله عنها! اليوم ماتغطي على رأسك، قالت: تغطت برأسي بردائي [كذا في الأصل]، ثم قال عليه السلام: يا عائشة رضي الله عنها! ذلك الرداء قد ارتفع عن بصرك الغطاء، ورائت مطر عالم الغيب، يا عائشة! وفي عالم الغيب مطر وغمام، وشمس وقمر، لا يراها إلا سبأ [كذا في الأصل] والأولياء والصالحون من المؤمنين".

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں منقول ہے کہ ایک انصاری شخص کا انتقال ہوگیا، اور نبی علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، اور اس کے ساتھ قبرستان تک تشریف لے گئے، اور نبی علیہ السلام دفن کے بعد گھر لوٹ آئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے نبی علیہ السلام کا عمامہ چھوا اور کہا: تعجب ہے کہ آپ کے عمامہ اور کپڑوں کو

[1] جامع المعجزات: ص: ٤١، مطبعة نبات المصري.

بارش کا پانی نہیں لگا، حالانکہ اس دن بارش نہیں ہوئی تھی، نبی ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عالم غیب کی بارش دیکھی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: اے عائشہ! آج آپ نے سر کو کس چیز سے ڈھانپا تھا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اپنا سر اپنی چادر سے ڈھانپ رکھا ہے، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے عائشہ! اس چادر نے آپ کی آنکھوں سے پردے کو ہٹا دیا، اور اے عائشہ! آپ نے عالم غیب کی بارش دیکھی ہے، اور عالم غیب میں بارش، بادل، سورج اور چاند ہیں، جن کو صرف اولیاء اور نیک ایمان والے دیکھ سکتے ہیں۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
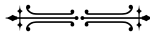
روایت نمبر ۴۵

روایت: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اذان میں لفظ حَیَّ کو عاجزی سے ہَیَّ پڑھنا، اور منافقین کا اس پر اعتراض کرنا اور یہ مطالبہ کرنا کہ کوئی فصیح مؤذن لے آئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ میں منافقین سے فرمانا کہ اللہ تعالی کے نزدیک بلال کا ہَیَّ شور وغل کے سینکڑوں حَیَّ اور حَیَّ سے بہتر ہے۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوی"[1] میں لکھتے ہیں:

آں بلالِ صدق در بانگِ نماز حَیَّ را ہَیَّ خواند از رُوئے نیاز

وہ سچے بلال رضی اللہ عنہ اذان میں (لفظ) حَیَّ کو عاجزی سے ہَیَّ پڑھتے تھے

تا بگفتند اے پیمبر نیست راست ایں خطا اکنوں کہ آغازِ بنا ست

یہاں تک کہ ان (منافقوں) نے کہا: اے پیغمبر! درست نہیں ہے یہ غلطی اس وقت کہ تعمیر کی ابتداء ہے

اے نبی! واے رسول! کرد گار یک مؤذن کہ بُوَد اَفصح بیار

اے اللہ کے رسول! اور نبی ! ایک زیادہ فصیح مؤذن لے آیئے

عیب باشد اولِ دین و صلاح لحن خواندن لفظِ حَیَّ علی الفلاح

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۳۰/۳، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

دین اور نیکی کے شروع میں عیب ہوگا لفظِ حَیَّ علی الفلاح کو غلط پڑھنا

خشم پیغمبرؑ بجوشید و بگفت یک دو رمزے از عنایاتِ نہفت

پیغمبر ﷺ کا غصہ جوش میں آیا اور فرمائے ایک دو اشارے چھپی ہوئی عنایتوں میں سے

کاے خساں نزد خدا ہَیَّ بلال بہتر از صد حَیَّ حَیَّ وقیل وقال

کہ اے کمینو! اللہ کے نزدیک بلال رضی اللہ عنہ کا ہَیَّ شوروغل کے سینکڑوں حَیَّ اور حَیَّ سے بہتر ہے

وامشو رانید تامن رازِ تاں وانگویم ز آخر و آغازِ تاں

جوش نہ دلاؤ تاکہ میں تمہارے راز اول اور آخر کے صاف نہ کہہ ڈالوں

گر نداری تو دم خوش دَر دُعا ردد عامی خواہ زا خِوانِ صَفا

اگر تو دعا میں اچھا دم نہیں رکھتا ہے جا صفائی والوں سے دعا کرا لے

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ㊻

روایت: ریاکاری کے ساتھ تسبیح کرنا کوڑی کا سبزہ ہے

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا　　ہمچو سبزہ گولخن داں اے کیا

حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ ریاکاری کے ساتھ تسبیح اے عقلمند! کوڑی کا سبزہ سمجھ۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۱۰۶/۲، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.
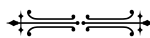
روایت نمبر㉗

روایت: "عجلوا الطاعات قبل الفوت".
عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

عجلوا الطاعات قبل الفوت گفت   مصطفٰے چوں گوہرِ معنی بسُفت

عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو، فرمایا ہے: مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب معنی کے موتی پروئے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت ان الفاظ سے سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فوائد:

① واضح رہے کہ زیرِ بحث روایت انہی الفاظ سے سنداً نہیں ملتی، البتہ اسی

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ٢/٢٤٩، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

سے ملتی جلتی ایک روایت علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "موضوعات"[1] میں من گھڑت روایات میں ذکر کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"عجلوا بالصلاة قبل الفوت، وعجلوا بالتوبة قبل الموت". نماز کو اس کے فوت ہونے سے پہلے ادا کرو، اور موت سے پہلے توبہ کرو۔

② زیر بحث روایت سے ملتے جلتے الفاظ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فیض القدیر"[2] میں امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر نقل کئے ہیں، ملاحظہ ہوں:

"وقال إمام الحرمين: الدنيا ثلاثة أنفاس، نفس مضى، عملت فيه ما عملت، ونفس أنت فيه، ونفس لا تدري أتدركه أم لا؟ إذ كم من تنفس نفسا ففاجأه الموت قبل النفس الآخر، فلست تملك إلا نفسا واحدا، لا يوما ولا ساعة، فبادر في هذا النفس إلى الطاعة قبل الفوت، وإلى التوبة قبل الموت، ولا تهتم بالرزق، فلعلك لا تبقى حتى تحتاج إليه، فيكون وقتك ضائعا، والهم فاضلا".

اور امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دنیا تین سانس ہے، ایک وہ سانس ہے جو گزر چکا، اس میں آپ نے جو کچھ کیا سو کیا، اور ایک سانس وہ ہے جس میں آپ ہیں، اور ایک وہ سانس ہے کہ جس کے بارے میں آپ نہیں جانتے کہ آپ اسے پا سکیں گے یا نہیں، اس لئے کہ کتنے ہی سانس لینے والے ایسے ہیں کہ جو ایک سانس لیتے ہیں تو ان کو دوسرا سانس لینے سے پہلے اچانک موت آجاتی ہے، آپ صرف

---

[1] موضوعات الصغاني:ص:٣٥،رقم:٣٤،ت:نجم عبد الرحمن خلف،دار نافع،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
[2] فيض القدير: ٥١/٥، دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

ایک سانس کے مالک ہو، نہ ایک دن اور نہ ہی ایک گھڑی کے، سو اس سانس کے فوت ہونے سے پہلے اطاعت میں جلدی کرو، اور موت سے پہلے توبہ کی طرف جلدی کرو، اور رزق کے بارے میں غم نہ کرو، شاید کہ آپ باقی نہ رہیں کہ آپ کو اس رزق کی ضرورت پڑے، (ورنہ) آپ کا وقت ضائع ہو جائے گا، اور آپ کا غم اضافی ہو گا۔
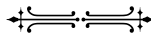
روایت نمبر ⑳⑧

روایت: "جس نے اپنے بھائی کے حق کی وجہ سے افطار کیا اس کے لئے ایک ہزار روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے"۔

روایت کا مصدر

یہ روایت امام فرید الدین عالم بن العلاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۸۶ھ) نے "الفتاوی التاتارخانیة"[1] میں امام ابو الفتح ظہیر الدین عبد الرشید بن ابو حنیفہ وَلْوَالِجی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی بعد ۵۴۰ھ) کے حوالے[2] سے بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"روي عن النبي صلى الله عليه وسلم: من أفطر لحق أخيه يكتب له ثواب صوم ألف يوم، ومتى قضى يوما كتب له ثواب ألفي يوم".

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جس نے اپنے بھائی کے حق کے لئے افطار کیا اس کے لئے ایک ہزار دنوں کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا، اور جس دن وہ قضاء کرے گا تو اس کے لئے دو ہزار دنوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ ابو بکر بن علی الحداد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۰ھ) نے "الجوهرة

---

[1] الفتاوى التاتارخانية: ۴۰۲/۳، رقم: ٤٦٩٤، ت: مفتي شبير أحمد قاسمي، مكتبة زكريا بديوبند۔ الهند، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] الفتاوى الولوالجية: ٢٢٦/١، ت: مقداد بن موسى فريوي، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

النَيِّرَة"[1] میں، علامہ یوسف بن عمر بن یوسف کادوری (المتوفی ۸۳۲ھ) نے "جامع المضمرات"[2] میں، علامہ یعقوب بن سید علی بروسوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۳۱ھ) نے "مفتاح الجنان"[3] میں، علامہ شُرُنبُلَالِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۶۹ھ) نے "مراقي الفلاح"[4] اور "حاشية درر الحكام"[5] میں بلا سند ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اَتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] الجوهرة النيرة: ٣٤٧/١، ت: إلياس قبلان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[2] جامع المضمرات: ٤٧٣/٢، ت: عمر عبد الرزاق حمد الفياض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[3] مفتاح الجنان: ص: ٢٠٣، المطبعة العثمانية، الطبعة ١٣١٧هـ.

[4] مراقي الفلاح: ص: ٢٥٣، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[5] انظر درر الحكام: ٢١٠/١، مير محمد كتب خانة ـ كراتشي ـ باكستان.

روایت نمبر (۲۹)

روایت: "آپ ﷺ کا ایک شخص کو مسجد میں سویا ہوا دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمانا: اے علی! اسے جگا دو، تاکہ وضو کرلے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر بذات خود نہ جگانے کی یہ وجہ بیان فرمانا کہ مبادا انکار کر بیٹھتا اور میرے کہنے پر انکار کفر ہو جاتا، تیرے کہنے سے انکار کفر نہیں ہوگا"۔

روایت کا مصدر

یہ روایت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفاتیح الغیب"[1] میں بغیر سند کے ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"روي: أنه عليه السلام دخل المسجد فرأى نائما، فقال: يا علي! نبهه ليتوضأ، فأيقظه علي، ثم قال علي: يا رسول الله! إنك سباق إلى الخيرات، فلم لم تنبهه؟ قال: لأن رده عليك ليس بكفر، ففعلت ذلك لتخف جنايته لو أبى".

منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لائے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سو رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! اسے جگا دو تاکہ وضو کرلے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جگا تو دیا، مگر حضور ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ تو بھلائیوں کی طرف خوب سبقت کرنے والے ہیں، آخر آپ نے خود کیوں نہیں جگایا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اس لئے کہ اس کا آپ کو انکار کرنا کفر

---

[1] مفاتیح الغیب: ۲۹/۳۲، دار الفکر ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۰۱ھـ.

نہیں تھا، میں نے ایسا اس لئے کیا تاکہ انکار کی صورت میں اس کی جنایت کم ہو جائے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
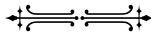
روایت نمبر ۳۰

روایت: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ آپ جہاں جاتے ہیں زمین پر کچھ بچھائے بغیر نماز پڑھ لیتے ہیں“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوي“[1] میں لکھتے ہیں:

عائشہ روزے بہ پیغمبر بہ گفت — یا رسوال اللہ! تو پیدا و نہفت

ایک دن (حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجمع اور تنہائی

ہر کجا یا بی نمازے می کنی — می رَوی دَر خانۂ ناپاک ودَنی

جہاں موقع ملتا ہے نماز پڑھ لیتے ہیں، ہر ادنی اور ناپاک گھر چلے جاتے ہیں

بے مصلی می گزاری تو نماز — ہر کجا روئے زمیں بکشای راز

بغیر مصلے کے آپ نماز پڑھ لیتے ہیں جہاں بھی روئے زمین ہو، راز بتایئے؟

گرچہ میدانی کہ ہر طفل پلید — کرد مُستَعمَل بہر جا کہ رسید

اگرچہ آپ جانتے ہیں کہ ہر ناپاک بچہ، جہاں وہ جاتا ہے (زمین) کو مستعمل کر دیتا ہے

[1] مثنوي مولوي معنوي:۳۲۱/۲،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور.

گفت پیغمبرؐ کہ از بہرِ مہاں حق نجس را پاک کرد ایں را بداں

پیغمبر (ﷺ) نے فرمایا: بڑے لوگوں کے لئے اللہ (تعالی) نے نجس کو پاک کردیا ہے، اس کو سمجھ لے

سجدہ گاہم را ازاں رو لطفِ حق پاک گردانید تا ہفتم طبق

اس لئے اللہ (تعالی) کی مہربانی نے میری سجدہ گاہ کو ساتوں طبقوں تک پاک کردیا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

زیر بحث روایت تو تلاش بسیار کے باوجود سنداً مذکورہ الفاظ سے نہیں مل سکی، البتہ اس سے ملتی جلتی ایک صحیح روایت میں یہ مضمون وارد ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے لئے تمام روئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا گیا، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح"[1] میں مفصل طور پر یہ ضمنی روایت ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

[1] الصحيح للبخاري: ۷۴/۱، ت: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲هـ.

”حدثنا محمد بن سنان، قال: حدثنا هشيم، ح قال: وحدثني سعيد بن النضر، قال: أخبرنا هشيم، قال: أخبرنا سيار، قال: حدثنا يزيد هو ابن صهيب الفقير، قال: أخبرنا جابر بن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أعطيت خمسا لم يعطهن أحد قبلي: نصرت بالرعب مسيرة شهر، وجعلت لي الأرض مسجدا وطهورا، فأيما رجل من أمتي أدركته الصلاة فليصل، وأحلت لي المغانم ولم تحل لأحد قبلي، وأعطيت الشفاعة، وكان النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامة“.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، میری مدد کی گئی ہے رعب کے ذریعے سے ایک ماہ کی مسافت سے، اور میرے لئے تمام روئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا گیا ہے، لہذا میری امت کے جس شخص کو نماز پالے تو اسے چاہئے کہ نماز پڑھ لے، اور میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا، اور مجھے شفاعت عطا کی گئی، اور ہر نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا، اور میری بعثت تمام انسانیت کے لئے عام ہے۔

روایات کا مختصر حکم

فصل اول (مفصل نوع)

روایت	مختصر حکم
① روایت: "جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے اعضاء کو پُر سکون رکھے، اور یہود کی طرح نہ ہلے، اس لئے کہ نماز میں اعضاء کا پُر سکون ہونا نماز کے کامل ہونے کا جزو ہے"۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔
② روایت: "إن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلا يعبث بلحيته في الصلاة، فقال: لو خشع قلبه، لخشعت جوارحه". آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا، تو ضرور اس کے اعضاء پُر سکون رہتے۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے، حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے بیٹے حافظ ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معروف قول کے مطابق یہ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے، جو انہوں نے ایک شخص کو دوران نماز داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا، انتھی، اس لئے اسے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کرنا چاہئے، آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
③ روایت: حالتِ مرض میں آیت کریمہ: "لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين". چالیس مرتبہ پڑھنے کے بعد اگر اسی مرض کی حالت میں مر گیا تو چالیس شہداء کا اجر ملے گا، اور اگر تندرست ہو گیا تو سارے گناہوں کی بخشش ہو جائے گی۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت	حکم
④ روایت: بارش کے پانی پر مختلف آیات و سورتیں پڑھ کر پینے سے شفاء کا حصول۔	من گھڑت
⑤ روایت: "حلال درہم سے شہد خرید کر بارش کے پانی کے ساتھ پینا ہر بیماری سے شفاء ہے"۔	علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صاف من گھڑت کہا ہے، البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ قول ثابت ہے: جب تم میں سے کسی ایک کو کوئی تکلیف ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی سے تین درہم یا اس جیسے کچھ درہم مانگے، ان سے شہد خریدے، پھر بارش کا پانی لے اور شہد اور پانی کو ملالے، تو اس میں خوشگوار و نفع بخش اور بابرکت شفاء جمع ہو جائی گی۔
روایت⑥: "من صلى الفجر في جماعة، وخرج من المسجد فمر بعشرين نفسا فسلم عليهم، ثم مات في ذلك اليوم غفر له". جو شخص نمازِ فجر جماعت کے ساتھ پڑھ لے، اور مسجد سے باہر جائے اور بیس افراد پر گزرتے ہوئے اُنھیں سلام کرے، پھر اگر یہ شخص اسی دن مر گیا تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔	من گھڑت
⑦ روایت: ایک مرتبہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چار دن بھوک کی حالت میں گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی بارگاہ میں خوب گڑ گڑائے، اللہ تعالی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعے وافر مقدار میں کھانا اور دیگر اشیاء بھجوائیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی: یا اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔	شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، بہر صورت اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
⑧ روایت: "هلك المسوفون". ٹالنے والے ہلاک ہو گئے۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت	حکم
⑨ روایت: ”جس نے دس محرم کے دن اثمد سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھے گی“۔	من گھڑت
⑩ روایت: جس میں عاشورہ (دس محرم) کو مختلف انبیاء علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حواء علیہا السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت داوٗد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آنے والے بڑے بڑے واقعات کا ذکر ہے، نیز عاشورہ کے دن مختلف اعمال جیسے: غسل، سرمہ، یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنا، مریض کی عیادت کرنا، افطار پر بڑے بڑے اجر و ثواب کا ذکر ہے۔	باطل، من گھڑت
⑪ روایت: حکایت: ابو معلق تاجر صحابی رضی اللہ عنہ کا ڈاکو سے حفاظت کی نماز میں ایک خاص دعا کرنا، اور فرشتہ کا اس ڈاکو کو نیزہ سے قتل کرنا۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ عجیب حدیث ہے۔
⑫ روایت: ”إن لله ملكا لو قيل له: التقم السموات والأرضين السبع بلقمة واحدة، لفعل، تسبيحه: سبحانك حيث كنت“. بے شک اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہے، اگر اس سے کہا جائے: ساتوں آسمان وزمین ایک ہی لقمہ میں نگل لو، تو وہ ایسا کرلے گا، اس کی تسبیح یہ ہے: تو پاک ہے جہاں کہیں بھی ہے۔	حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ”منکر حدیث“ ہے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”یہ حدیث غریب جداً ہے، اور اس کے مرفوع (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول) ہونے میں نظر ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہو، اور انہوں نے اسے اسرائیلیات میں سے لیا ہو“، الحاصل اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت	حکم
⑬روایت: "إنما خلقت الخلق ليربحوا علي، ولم أخلقهم لأربح عليهم". میں نے مخلوقات کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے نفع حاصل کریں، اور میں نے ان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ میں ان سے نفع حاصل کروں۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں"، نیز علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اسرائیلی روایت کے طور پر بیان کیا ہے، اس لئے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں، البتہ اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کر سکتے ہیں۔
⑭روایت: یعفور نامی دراز گوش (گدھے) کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہونا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یعفور کو بطور قاصد صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھروں کی طرف بھیجنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یعفور کا اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں کنویں میں گرا کر جان دے دینا۔	یہ تمام مضامین من گھڑت ہیں، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یعفور نامی دراز گوش (گدھا) تھا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرماتے تھے۔
⑮روایت: "من شرب الماء على الريق انتقصت قوته". جو شخص نہار منہ پانی پیئے گا اس کی طاقت کم ہو جائے گی۔	منکر، شدید ضعیف ہے، بعض محدثین نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، بہر صورت بیان نہیں کر سکتے۔
⑯روایت: "جو شخص اپنی عورت کی بد اخلاقی پر صبر کرے گا تو اللہ تعالی اس کو وہ اجر دیں گے جو حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی بیماری پر صبر کرنے پر دیا گیا تھا، اور جو عورت اپنے شوہر کی بد اخلاقی پر صبر کرے تو اللہ تعالی اس کو فرعون کی بیوی آسیہ علیہا السلام کے ثواب کے مثل عطاء کریں گے"۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں"، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر علامہ ابن رسلان رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، نیز علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ان احادیث کی فہرست

روایت	حکم
	میں شامل کیا ہے جن کی سند انھیں نہیں مل سکی ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
⑰ روایت: ”جس شخص نے بھی کسی اجنبی عورت کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھا، تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ ڈالا جائے گا“۔	حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا حاصل یہی ہے کہ یہ روایت ان الفاظ سے سنداً نہیں ملتی، بلکہ حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف کہا ہے کہ ”یہ صحیح نہیں ہے“، اس لئے یہ روایت ان الفاظ سے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
⑱ روایت: موت کے وقت نماز کا اہتمام کرنے والے سے فرشتہ کا قریب ہونا، شیطان کا دور ہونا اور اسے ملک الموت کا کلمہ کی تلقین کرنا۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔
⑲ روایت: ستر ہزار فرشتوں کی طاقت رکھنے والا فرشتہ اپنی انتہائی پرواز کے بعد بھی باری تعالی کے عرش تک نہیں پہنچ سکا۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کرسکتے۔
⑳ روایت: ”الكريم إذا قدر عفا“. کریم جب قابو پالیتا ہے تو معاف کر دیتا ہے۔	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت روایت کے مشابہہ قرار دیا ہے، اور محدثین کی ایک جماعت نے ان کے قول پر اعتماد کیا ہے، لہذا اسے آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

مذکورہ دعا کو آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا من گھڑت ہے، تاہم مشہور قول کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اذان کے وقت صرف اِن کلمات کا کہنا منقول ہے، جس میں مذکورہ ثواب موجود نہیں ہے،اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتساب سے اسے بیان کرنا، عمل کرنا درست ہے۔	(۲۱) روایت: اذان سن کر: "مرحبا بالقائلين عدلا مرحبا بالصلاة وأهلا". پڑھنے پر بیس لاکھ نیکیاں، بیس لاکھ گناہ معاف اور بیس لاکھ درجات بلند۔
شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔	(۲۲) روایت: "گانا سننے والوں کو آخرت میں روحانیین یعنی اہل جنت کے قراء کو سننے کی اجازت نہیں ہوگی"۔
شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔	(۲۳) روایت: آپ ﷺ کا دودھ چھڑانے کے فوراً بعد یہ کلمات کہنا: الله أكبر كبيرا، والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة و أصيلا.
من گھڑت	(۲۴) روایت: بسم اللہ کی میم الحمد کی لام کے ساتھ ملا کر آخر تک پڑھنے پر چار انعامات کا ملنا۔
یہ باطل ہے، بیان نہیں کر سکتے۔	(۲۵) روایت: آپ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر فرمانا کہ میری تم سے محبت ایسی ہے جیسے رسی کی گرہ۔

فصلِ ثانی (مختصر نوع)

حکم	روایات
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	① روایت: آپ ﷺ کا ایک صحابی کو جھوٹ چھوڑنے کی وصیت کرنا، جس کے نتیجہ میں اس سے تمام گناہ چھوٹ گئے۔
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	② روایت: "إن الدانق من الفضة يؤخذ به يوم القيامة سبعمائة صلاة مقبولة فتعطى إلى الخصم". چاندی کے ایک دانق کے بدلہ قیامت کے دن سات سو مقبول نمازیں لے کر مد مقابل کو دے دی جائیں گی۔
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	③ روایت: "آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دے گی"۔
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	④ روایت: "اللہ کے راستے میں دعا ایسے قبول ہوتی ہے جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی دعا قبول ہوتی تھی"۔
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	⑤ روایت: "آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح کفو ملنے کے باوجود نہ کرے اس کو بیٹی کی ہر ماہواری کے بدلہ ایک پیغمبر قتل کرنے کا گناہ ملتا ہے، اور قیامت کے دن اسے یہ ماہواری پلائی جائے گی"۔
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	⑥ روایت: "بچوں کے منہ پر لگی ہوئی غذا دھو لیا کرو، کیونکہ شیطان ہمیشہ بچی ہوئی غذا کو سونگھتا ہے"۔
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	⑦ روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی عمر میں سے صرف ایک گھڑی باقی رہنے کی صورت میں آپ ﷺ کا ان کو اس وقت حصولِ علم میں مشغول ہونے کا فرمانا۔

روایت	حکم
⑧ روایت: ”جو شخص بارش کے نزول کے وقت یہ درود پڑھتا ہے، تو اللہ عز و جل اسے بارش کے ہر قطرے کے بدلے نیکی عطا فرماتا ہے: اللّهم صل وسلم على سيدنا ومولانا محمد وعلى آل سيدنا ومولانا محمد بعدد قطرات الأمطار“.	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑨ روایت: ”جنازے کی آخری صف افضل ہے“۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑩ روایت: جو شخص حضرات شیخین کا دفاع کرے گا تو یہ حضرات اپنی نیکیوں میں سے چوتھائی حصہ نیکی کا اسے دیں گے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑪ روایت: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں بیٹھے اپنی جوتی مرمت کرنے لگ گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم مرمت کرلیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں جوتی نہیں بنارہا، بلکہ بت توڑ رہا ہوں، تاکہ قیامت تک آنے والے زمانہ میں کوئی پیشہ کے لحاظ سے ذلیل نہ سمجھے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑫ روایت: آپ ﷺ کا زمزم کے کنویں میں لعاب دہن ڈال کر فرمانا کہ امت اس سے برکت حاصل کرے۔	یہ روایت خاص ان لفظوں سے کہ آپ ﷺ نے زمزم کے کنویں میں لعاب دہن ڈالنے کے بعد فرمایا ہو کہ امت اس سے برکت حاصل کرے، سنداً نہیں ملتی، لہذا سند ملنے تک اس کو آپ ﷺ کی جانب منسوب کرکے بیان نہ کیا جائے۔ بعض مزید اہم اُمور تفصیل میں ضرور ملاحظہ فرمائیں۔
⑬ روایت: ”شادی شدہ مسلمان کی غیر شادی شدہ مسلمان پر ایسی فضیلت ہے جیسے اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنے والے کی فضیلت گھر بیٹھنے والے پر“۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

⑭روایت: "پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے: اے گستاخ مرید! کسی مرشد کی کبھی برابری نہ کر"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑮روایت: ملک الموت کے دل میں صرف دو بندوں، یعنی بہتے تختے پر موجود بچہ کی ماں، اور شداد کی روح قبض کرتے ہوئے رحم پیدا ہوا ہے۔	یہ روایت سنداً تا حال نہیں مل سکی ہے، تاہم ائمہ کرام کے اقوال کی روشنی میں یہ بات تفصیل سے گزر چکی ہے کہ شداد کی جنت والی مشہور روایت من گھڑت ہے، اور زیرِ بحث اس حکایت میں بھی یہی مضمون اختصار کے ساتھ مذکور ہے، چنانچہ قرینِ قیاس یہی ہے کہ یہ حکایت بھی من گھڑت ہے، واللہ اعلم۔
⑯روایت: نمرود کی بیٹی کا کلمہ پڑھ کر آگ میں آنا اور نہ جلنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑰روایت: "تھوڑی سی دیر اولیاء کی ہمنشینی سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑱روایت: حکایت: "حضرت موسی علیہ السلام کو پیٹ میں درد ہوا تو انہوں نے اللہ سے شکایت کی، اللہ تعالی نے انھیں ایک جڑی بوٹی کھانے کو فرمایا۔۔۔"۔	سنداً آپ ﷺ کے ارشادات میں یہ روایت نہیں ملتی، اس لئے اسے آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا موقوف رکھا جائے، تاہم حکایت بظاہر اسرائیلی معلوم ہوتی ہے، اس لئے اسے اسرائیلی حکایت کہہ کر نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
⑲روایت: ابو جہل نے آپ ﷺ کو بدصورت کہا (معاذ اللہ)، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خوبصورت کہا، آپ ﷺ نے دونوں کو سچا قرار دیا، اور لوگوں کے پوچھنے پر بتایا کہ میں ایک آئینہ ہوں مجھ میں ہر شخص وہی دیکھتا ہے جو وہ خود ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

(۲۰)روایت: اُس شخص کا منہ ٹیڑھا رہ جانا جس نے حضور ﷺ کا نام تمسخر کے ساتھ لیا تھا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۱)روایت: روز قیامت اسلام کا حسین صورت میں آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنا: اللہ تعالی آپ کو عزتوں سے مالا مال کرے جیسا کہ آپ نے دنیا میں مجھے (یعنی اسلام کو) عزت بخشی۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۲)روایت: "المرء مخبوء تحت لسانه". انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے۔	یہ روایت تلاش بسیار کے باجود سنداً آپ ﷺ کے قول کے طور پر نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، البتہ یہی الفاظ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ، احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ اور بعض حکماء کے قول کے طور پر ملتے ہیں، لہذا اسے ان حضرات کے انتساب سے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
(۲۳)روایت: "جو عورت گائے یا بھینس کا دودھ بسم اللہ پڑھ کر دوھے تو وہ جانور اس کو دعائیں دیتا ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۴)روایت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیغمبر ﷺ سے سوال کرنا کہ بارش ہوئی اور آپ کے بابرکت کپڑے نہ بھیگے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۵)روایت: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اذان میں لفظ حَیَّ کو عاجزی سے ہَیَّ پڑھنا، اور منافقین کا اس پر اعتراض کرنا اور یہ مطالبہ کرنا کہ کوئی فصیح مؤذن لے آئیں، اور آپ ﷺ کا غصہ میں منافقین سے فرمانا کہ اللہ تعالی کے نزدیک بلال کا ہَیَّ شور وغل کے سینکڑوں حَیَّ اور حَیَّ سے بہتر ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
㉖روایت: "ریا کاری کے ساتھ تسبیح کرنا کوڑی کا سبزہ ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉗روایت: "عجلوا الطاعات قبل الفوت"۔ عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉘روایت: "جس نے اپنے بھائی کے حق کی وجہ سے افطار کیا اس کے لئے ایک ہزار روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉙روایت: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایک شخص کو مسجد میں سویا ہوا دیکھ کر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے فرمانا: اے علی! اسے جگا دو، تاکہ وضو کر لے، پھر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے پوچھنے پر بذات خود نہ جگانے کی یہ وجہ بیان فرمانا کہ مبادا انکار کر بیٹھتا اور میرے کہنے پر انکار کفر ہو جاتا، تیرے کہنے سے انکار کفر نہیں ہو گا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉚روایت: حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کرنا کہ آپ جہاں جاتے ہیں زمین پر کچھ بچھائے بغیر نماز پڑھ لیتے ہیں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

فائدہ:

① "بیان نہیں کرسکتے" سے مراد ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان نہیں کرسکتے۔

② "بیان کرنا موقوف رکھا جائے" یعنی سندِ معتبر ملے بغیر ہرگز بیان نہ کریں، مزید تفصیل "مقدمہ حصہ دوم" میں ملاحظہ فرمائیں، اور کتاب کے اندر اس قسم کی روایات کے تحت اکثر ضمنی روایات لکھی گئی ہیں، جنہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

③ "بے اصل" اکثر من گھڑت کے معنی میں ہے۔

④ "اسرائیلی روایت" سے مراد وہ روایات ہیں جو بنی اسرائیل سے چلی آرہی ہیں، یہ روایات اگر ہماری شریعت کے مخالف نہ ہوں تو ان کو اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کیا جاسکتا ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان نہیں کرسکتے۔

⑤ بعض مقامات پر لکھا گیا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ کسی کا قول ہے، محدثین کرام کی تصریح کے مطابق صاحبِ قول کا نام بھی لکھا جاتا ہے، ممکن ہے کہ یہی قول ان کے علاوہ کسی اور کی جانب بھی منسوب ہو، یہ کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی قول ایک سے زائد افراد سے مشہور ہو سکتا ہے۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث وآثار

فہرست رُوات

١٤	سليمان بن نوح		لم أجده	٣٠٥
١٥	عاصم بن سليمان العبدي الكوزي التميمي أبو شعيب أبو عمر أبو محمد		جرح	٢٧١
١٦	عبد الله بن عطارد أُذَيْنة الطائي		جرح	٢٤١
١٧	عبد الرحمن بن زيد بن أسلم	توفي ١٨٢هـ	جرح	٢٥٢
١٨	عبد الغفور بن عبد العزيز بن سعيد الواسطي أبو الصباح	توفي مابين ١٧٠-١٨٠هـ	جرح	١٦٧
١٩	عبد الكريم بن أبي المخارق أبو أمية	توفي ١٢٧هـ	جرح	٩١
٢٠	عثمان بن عبد الله بن عمرو القرشي الأموي النصيبي		جرح	٣٣٨
٢١	عمر بن صبح بن عمران التيمي الخراساني أبو نعيم		جرح	٨٧
٢٢	عمرو بن بكر بن تميم السَكْسَكِي الشامي		جرح	٥٨
٢٣	عمرو بن جرير الكوفي البجلي أبو سعيد		جرح	٢٩٦
٢٤	عمرو بن شمر الجعفي الكوفي أبو عبد الله	توفي ١٥٧هـ	جرح	٢٨٩
٢٥	محمد بن زُرَيْق أبو الزاهد		سكت عليه	٧٥
٢٦	محمد بن زكريا الغَلابي		جرح	٣٠٢
٢٧	محمد بن السائب الكلبي أبو النضر	توفي ١٤٦هـ	جرح	١٩٧
٢٨	محمد بن عبد الله بن إبراهيم بن ثابت أبو بكر الأشناني		جرح	٧٩
٢٩	محمد بن عبد الله بن عِرْس		لم أجده	٢١٥
٣٠	محمد بن مخلد الرعيني الحمصي أبو أسلم		جرح	٢٥١
٣١	محمد بن مَزْيَد البغدادي أبو جعفر مولى بني هاشم		جرح	٢٣٧
٣٢	محمد بن يعلى الثقفي السلمي الزنبور	توفي ٢٠٥هـ	جرح	٩٠
٣٣	موسى بن إبراهيم المروزي أبو عمران		جرح	٣١٢
٣٤	موسى بن الحجاج السمرقندي		جرح	٢٠٦
٣٥	موسى بن عبد الرحمن الثقفي الصنعاني المفسر أبو محمد		جرح	١٥٧

٣٦	وهب الله بن رِزْق المصري أبو هريرة		سكت عليه	٢١٥
٣٧	همام بن مسلم الزاهد الكوفي		جرح	٣١٠
٣٨	يوسف بن المبارك اَلْقَلَّاس		لم أجده	٧٥
٣٩	يونس بن عبيد بن دينار		تعديل	٣٠٦

مصادر اور مراجع

یہ فہرست حروفِ تہجی کے مطابق تیار کی گئی ہے، البتہ جن کتابوں کے شروع میں ''الف لام'' آتا ہے، حروفِ تہجی میں ان حروف کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، نیز اگر کسی کتاب کے دو نسخے زیرِ استعمال رہے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ تعیین کی گئی ہے۔

- الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقَاني (٥٤٣هـ)، الناشر إدارة المبعوث الإسلامية والدعوة والإفتاء بالجامعة السلفية بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقَاني (٥٤٣هـ)،ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،المطبعة السلفية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية: للحافظ أبي عبد الله بن محمد بن محمد العكبري(٣٨٧هـ)،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.
- البلدانيات: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:حسام بن محمد القطان، دار العطاء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الأبواب والتراجم لصحيح البخاري: للعلامة المحدث محمد زكريا بن يحيى الكاندهلوي (١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)،أيچ أيم سعيد ـ كراتشي.
- إتحاف الخِيَرَةُ المَهـرَة بزَوَائِد المسَانيد العَشْرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن للنشر ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- إتحاف الخِيَرَةُ المَهـرَة بزَوَائِد المسَانيد العَشْرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)،ت: أبو عبد الرحمن عادل بن سعد و أبي إسحاق السيّد بن محمود بن إسماعيل، مكتبة الرُشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيَّد محمّد بن محمّد الحُسَيْنِي الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.
- إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيَّد محمّد بن محمّد الحُسَيْنِي الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)،مؤسسة التاريخ العربي ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

● -اتحاف المهرة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبد القدوس محمد نذير،مجمع الملك فهد ـ المدينة المنوره،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - إتْقَان مايَحْسُنُ مِنَ الأخْبَار الوَارِدَة على الألْسُن: للعلاّمة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغَزِّي (٩٩٧هـ/١٠٦١هـ)،ت:يحيى مُراد،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٤ء.

● - التوسعة على العيال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)، مخطوط من الشاملة.

● - الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:محمدبن سعيدبيسوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - الآثار المروية في الأطعمة السرية: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:أبو عمار محمد ياسر الشعيري،أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - إثبات صفة العلو: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:أحمد بن عطية بن علي الغامدي،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الأجوبة الفاضلة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،ت:عبدالفتاح أبوغدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بحلب،الطبعة السابعة ١٤٣٧هـ.

● -الأجوبة المرضية: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - أحاديث الشيوخ الثقات: للقاضي أبي بكر محمد بن عبد الباقي بن محمد(٥٣٥هـ)،ت:الشريف حاتم بن عارف العوني،دار عالم الفوائد.

● - الأحاديث القدسية: للشيخ محمد عوامة حفظه الله،دار المنهاج ـ جده،الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.

● - أحاديث القصاص: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

● -الأحاديث المائة: للعلامة تقي الدين أبي الفضل سليمان بن حمزة بن أحمد بن عمر بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي (٧١٥هـ)،مخطوط.

● -الأحاديث المختارة: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش،دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.

● - أحاديث مسلسلات:للعلامة أبي بكر أحمد بن علي الطريثيثي المعروف بابن الزهراء (٤٩٧هـ)، مخطوط.

● - الآحاد والمثاني: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن الضحاك الشيباني(٢٠٦هـ/٢٨٧هـ)،ت:باسم فيصل أحمد الجوابرة،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - الأحكام الوسطى: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الاشبيلي(٥٨١هـ)،ت: حمدي السلفي و صبحي السامرائي مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة١٤١٦هـ.

● - أحوال الرجال: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن يعقوب السعدي الجوزجاني(٢٥٩هـ)،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد،باكستان.

● - إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.

● - إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

● - أخبارمكة: للإمام محمد بن إسحاق بن العباس الفاكهي،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٤هـ.

● - أخبارمكة: للإمام أبي الوليد محمد بن عبد الله الأزرقي،ت:رشدي الصالح ملحس،دار الأندلس ـ بيروت،الطبعةالثالثة١٤٠٣هـ.

● - أداء ما وجب: للإمام أبي الخطاب عمر بن حسن بن دحية الكلبي(٥٤٤هـ/٦٣٣هـ)،ت: محمد زهير الشاويش،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ.

● - أدب الدين والدنيا: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

● -أربع مجالس: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،مخطوط من الشاملة.

● -ارتياح الأكباد: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي(٨٣١ هـ/٩٠٢هـ)، مخطوط.

● - الإرشاد في معرفة علماء الحديث: للحافظ أبي يعلى الخليل بن عبد الله بن أحمد الخليلي القزويني (٤٤٦هـ)،ت:محمد سعيد بن عمرإدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

- الأسامي والكنى: للحافظ أبي أحمد محمد بن محمد بن أحمد الحاكم الكبير النيسابوري(٢٧٨هـ)، ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- الإستغناء في معرفة المشهورين: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:عبد الله مرحول السوالمة،دار ابن تيمية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- الاستيعاب في معرفة الأصحاب: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:علي محمد البجاوي،دار الجيل ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٢هـ.
- أسد الغابة: للحافظ عز الدين أبي الحسن علي بن محمد الجزري(٥٥٥هـ/٦٣٠هـ)،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.
- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.
- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٣٩١هـ.
- أسماء شيوخ الإمام مالك بن أنس: للحافظ أبي بكر محمد بن إسماعيل بن محمد بن خلفون الأندلسي(٥٥٥هـ/٦٣٦هـ)،ت:محمد زينهم محمد عزب،مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر.
- أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت (١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ
- الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبدالله بن عبدالمحسن ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:جابر بن عبدالله السريع،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- أطْرَافُ المُسْنِد المُعتَلِي بأطراف المسند الحنبلي: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: زهير بن ناصر،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي(٤٣٠هـ)،ت:إسكندر آصاف، المطبعة العمومية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٨٩٧ء.

- الأعلام: للعلامة خير الدين الزركلي(١٣٩٦هـ)،دار العلم للملايين ـ بيروت .

- الإفصاح عن أحاديث النكاح: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:محمد شكور المياديني،دارعمان ـ عمان،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- اقتضاء الصراط المستقيم: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: ناصر عبد الكريم العقل،مكتبة الرشد ـ الرياض .

- إكمال تهذيب الكمال: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْري الحنفي(٦٨٩هـ/٧٦٢ هـ)،ت:أبوعبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- الإكمال في رفع الإرتياب: للحافظ علي بن هبة الله المعروف بابن ماكولا(نحو ٤٨٥هـ)، الفاروق الحديثية ـ القاهرة .

- أمالي الصدوق: لأبي جعفر محمد بن علي بن الحسين الصدوق(٣٨١هـ)،موسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

- الأمالي: للعلامة أبي القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران الأموي(٤٣٠هـ)، ت:أحمد بن سليمان،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- الأمالي المطلقة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

- إمتاع الأسماع: للعلامة تقي الدين أبي العباس أحمد بن علي بن عبد القادر المقريزي (٧٦٦هـ/ ٨٤٥هـ)،ت:محمد عبد الحميد النميسي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- أمثال الحديث: للقاضي أبي محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامهرمزي الفارسي، ت:أحمدعبد الفتاح تمام،مؤسسة الكتب الثقافية . بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

- الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْري الحنفي(٦٨٩هـ/٧٦٢هـ)،ت:عزت المرسي و إبراهيم إسماعيل القاضي، مكتبة الرشد ـ الرياض .

- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٩٧هـ.

- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:محمد عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:عبدالله عمر البارودي،دارالجنان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي(١٠٤٤هـ)،المطبعة العامرة الزاهرة ـ مصر،الطبعة ١٢٩٢هـ.
- إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي(١٠٤٤هـ)،مطبعة محمد علي صبيح ميدان الأزهر ـ مصر،الطبعة ١٣٥٣هـ.
- أوجز المسالك: لشيخ الحديث محمد زكريا بن محمد يحيى الكاندهلوي(١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)،ت: تقي الدين الندوي دارالقلم ـ دمشق الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- البحرالرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئتة .
- البَحْرُ الزَّخَّارالمعروف بمسند البزّار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عَمرو بن عبد الخالق العَتَكِي البزَّار (٢٩٢هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٤٠٩هـ.
- بحر الفوائد: للعلامة أبي بكر محمد بن إبراهيم بن يعقوب الكلاباذي البخاري(٣٨٠هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل وأحمد فريد المزيدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- بحر الكلام: للإمام أبي المعين ميمون بن محمد النسفي(٤١٨هـ/٥٠٨هـ)،ت:ولي الدين محمد صالح الفرفور،مكتبة دار الفرفور ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.
- البحر المحيط: للعلامة أبي حيان محمد بن يوسف بن علي بن حيان الأندلسي(٧٤٥هـ)،ت: صدقي محمد جميل،دارالفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤٣١هـ.
- البحور الزاخرة في علوم الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي(١١١٤هـ/١١٨٨هـ)، ت:عبد العزيز أحمد بن محمد،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دارهجر ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:رياض عبد الحميد مراد،دارابن كثير-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،مكتبة المعارف -بيروت،الطبعة١٤١٢هـ.
- البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:مصطفى أبوالغيظ وعبدالله بن سليمان ويا سر بن كمال،دار الهجرة-الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- البُرهان في علوم القرآن: للإمام بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن بهادر الزَرْكَشِي (٧٤٥هـ/ ٧٩٤هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دارالتراث-القاهرة.
- بستان الواعظين: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أيمن البحيري،مؤسسة الكتب الثقافية-بيروت.
- بصائر ذوي التمييز: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٨١٧هـ)، ت:عبد الحليم الطحاوي،لجنة إحياء التراث الإسلامي-مصر، الطبعة الثالثة١٤١٦هـ.
- بغية الباحث: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)،ت:حسين أحمد صالح الباكري،مركز خدمة السنة-المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- بغية الطلب في تاريخ حلب: للحافظ كمال الدين عمر بن أحمد بن هبة الله ابن العديم (٦٦٠هـ)، ت:سهيل زكار،دار الفكر-بيروت.
- البناية: للحافظ بدر الدين العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أيمن صالح شعبان،دارالكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- تاريخ ابن يونس: للحافظ أبي سعيد عبد الرحمن بن أحمد بن يونس الصدفي المصري (٢٨١هـ/٣٤٧هـ)،ت:عبد الفتاح فتحي عبد الفتاح ،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- تاريخ أبي زرعة الدمشقي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بنيزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبي زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:خليل المنصور،دار الكتب-بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي-بيروت،الطبعة الأولى٢٠٠٣ء.

- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٥ء.
- تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين (٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- تاريخ أسماء الثقات: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين (٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:صبحي السامرائي الدار السلفية ـ الكويت الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- تاريخ أصبهان: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:سيد كسروي حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠ هـ.
- تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.
- تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: بشّار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- تاريخ الخلفاء: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة الصحابة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.
- تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري (٩٦٦هـ)،مؤسسة شعبان ـ بيروت .
- تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري (٩٦٦هـ)،الطبعة الوهبية ـ مصر،الطبعة ١٢٨٣هـ.
- تاريخ دِمَشْق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محبّ الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العَمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.
- التاريخ الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦ هـ.
- تاريخ الطبري: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري (٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار المعارف ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣٨٧هـ.

- التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت .
- التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري المصري(٢٦٢هـ)،ت:فهيم محمد شلتوت،تم طبعه ونشره على نفقة حبيب محمود أحمد .
- تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)، ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .
- تأويل مختلف الحديث: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)، ت:محمد محيي الدين الأصفر،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد علي النجار،المؤسسة المصرية العامة .
- تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي(٧٤٣هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر، الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.
- تبيين العجب: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو أسماء إبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دار الكتب العلمية ـ بيروت .
- تجريد أسماء الصحابة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،دار المعرفة ـ بيروت .
- تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: للعلامة أبي العلي محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (١٣٥٣هـ)،ت: عبدالوهاب عبداللّطيف،دار الفكر ـ بيروت .
- تحفة الصديق: للعلامة أبي القاسم علي بن بلبان المقدسي(٦٨٤هـ)،ت:محيي الدين مستو،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- تحفة النبلاء من قصص الأنبياء: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:غنيم بن عباس بن غنيم،مكتبة الصحابة ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف: للحافظ جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي(٧٦٢هـ)،ت:سلطان بن فهد، دار ابن خزيمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ .

● - التدوين في أخبارقزوين: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت: عزيز الله العطاردي،دارالكتب العلمية۔بيروت،الطبعة ١٤٠٤هـ.

● - تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:حمدي عبدالمجيد،دارالصميعي ۔الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - التذكرة الحمدونية: للعلامة محمد بن حسن بن محمد بن علي بن حمدون(٥٦٢هـ)،ت: إحسان عباس وبسكر عباس،دار صادر ۔بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٦ء.

● - التذكرة في الاحاديث المُشْتَهـرَة: للحافظ بدرالدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بهادر الزَرْكَشِي(٧٤٥هـ/٧٩٤هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلمية ۔ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.

● - تذكرةالموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي فتني(٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ۔ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

● - تذكرةالموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي فتني(٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،كتب خانه مجيديه ۔ ملتان ۔باكستان.

● - تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:زكريا عميرات،دارالكتب العلمية۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - الترجيح لحديث صلاة التسبيح: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمود سعيد ممدوح،دار البشائر الإسلامية ۔بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٩هـ.

● - الترغيب في الدعاء: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي (٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي دار ابن حزم ۔بيروت الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - الترغيب والترهـيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت: إبراهيم شمس الدين،دارالكتب العلمية ۔بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.

● - الترغيب والترهـيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري (٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،دار ابن حزم ۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الترغيب والترهيب: للحافظ عبد العظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة المعارف ۔رياض،الطبعة ١٤٢٤هـ.

● - الترغيب والترهيب: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني (٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:أيمن بن صالح بن شعبان دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ .

● - التسلي والاغتباط بثواب من تقدم من الأفراط: للحافظ عبد المؤمن بن خلف الدمياطي (٦١٣هـ/٧٠٥هـ)،ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن .

● - تعجيل المنفعة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إكرام الله إمدادالحق، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - تعظيم قدرالصلاة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن نصر المروزي(٢٠٢هـ/٢٩٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبدالجبار الفريوائي،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - التعليق الكبير: للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد البغدادي الحنبلي(٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت:محمد بن فهد بن عبد العزيز الفريح،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.

● - التَعليقات الحافلة على الأجْوِبَة الفاضلة: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدَّة(١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة ١٤٢٦هـ.

● - تعليم المتعلم: للعلامة برهان الدين الزرنوجي،ت:مروان قباني المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعةالأولى ١٤٠١هـ.

● - تفسير ابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت:أسعد محمد الطيب،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٩هـ.

● - تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:سامي بن محمد سلامة،دار طيبة ـ الرياض،الطبعةالأولى ١٤٢٠هـ.

● - تفسير ابن منذر: للحافظ أبي بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري(٣١٨هـ)،ت:سعد بن محمد السعد،دار المآثر ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

● - تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

● - تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،مطبعة العثمانية ـ إستانبول،الطبعة ١٣٣١هـ.

- تفسير سفيان ثوري: للإمام أبي عبد الله سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري(٩٧هـ/١٦١هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي (٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،ت:علي محمدمعوض،عادل أحمدعبدالموجود،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- تفسير غرائب القرآن: للعلامة نظام الدين حسن بن محمد القمي النيسابوري(المتوفى بعد ٨٥٠هـ)، ت:زكريا عميرات،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- تفسير مظهري: للعلامة محمد ثناء الله المظهري(١٢٢٥هـ)،ت:غلام نبي التونسوي،مكتبة الرشيد ـ الباكستان،الطبعة١٤١٢هـ.
- تقريب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.
- تكملة البحر الرائق: للعلامة محمد بن حسين بن علي طوري(١١٣٨هـ)،ت:زكريا عميرات، مكتبة رشيدية ـ كوئته ـ باكستان .
- التلخيص الحَبِيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- التلخيص الحَبِيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب،مؤسَّسَة قرطبة ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- تلخيص كتاب الموضوعات: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايمَاز الذَهَبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو تميم ياسربن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- تلخيص المتشابه في الرسم: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥ء.
- التمهيد: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري(٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ

- تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع (٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٨هـ.
- التنبيه على مشكلات الهداية: للعلامة صدر الدين ابن أبي العز (٧٩٢هـ)،ت:أنور صالح أبو زيد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢١هـ.
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،ت:عبد اللطيف حسن عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،مترجم:عبد المجيد أنور،مكتبة الحرمين ـ لاهور،باكستان.
- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة: للعلامة أبي الحسن علي بن محمد بن عَرّاق الكتاني (٩٠٧هـ/ ٩٦٣هـ)،ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.
- التنوير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- تنوير الغبش في فضل السودان والحبش: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:مرزوق علي إبراهيم،دارالشريف ـ الرياض،الطبعةالثانية ١٤١٩هـ.
- التوضيح بشرح الجامع الصحيح: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤ هـ)،ت:خالد محمود الرباط،دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- توضيح المشتبة: شمس الدين محمد بن عبد الله بن محمد القيسي الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.
- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ
- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، مطبعة دائرة المعارف النظامية ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٢٦هـ.
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي (٦٥٤هـ/ ٧٤٢هـ)،ت:الشيخ أحمد علِيّ عبيد وحسن أحمد آغا،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي(٦٥٤هـ /٧٤٢هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاجالعارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ.
- التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دار الطباعة الخديوية ـ مصر،الطبعة١٢٨٦هـ.
- الثقات لابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة١٣٩٣هـ.
- جامع الآثار في السير ومولد المختار: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبو يعقوب نشأت كمال،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- جامع الأحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير): للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عباس أحمد صقر و أحمد عبد الجواد،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- جامع الأصول من أحاديث الرسول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي(٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت: محمد حامد الفقي،إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٤هـ.
- جامع الأصول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي(٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت:عبدالقادر الأرنوؤط،مكتبة دار البيان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

- الجامع لأحكام القرآن (تفسير قرطبي): للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)،ت:عبدالله بن عبد المحسن،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- جامع البيان: للعلامة لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري (٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- جامع بيان العلم وفضله: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:أبي الأشبهال الزهيري،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- جامع العلوم والحكم: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثامنة ١٤١٩هـ.
- الجامع في الأحكام: للإمام عبد الله بن وهب بن مسلم القرشي المصري (١٢٥هـ/١٩٧هـ)، ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار الوفاء ـ منصورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الجامع الكبير: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة،الطبعة ١٤٢٦هـ.
- جامع المضمرات: للعلامة يوسف بن عمر بن يوسف الكادوري (٨٣٢هـ)،ت:عمر عبد الرزاق حمد الفياض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- جامع المعجزات: للشيخ محمد رَهَاوِي واعظ،مطبعة نبات المصري.
- الجَدُّ الحَثِيث في بيان ما ليس بحديث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري (١١٤٣هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت.
- الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
- جزء أبي الجهم: للحافظ أبي الجهم العلاء بن موسى الباهلي (٢٢٨هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الجزء العشرون من المشيخة البغدادية: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي (٥٧٦هـ)،مخطوط.

- جزء في فضل رجب:تحت كتاب أداء ماوجب لابن دحية الكلبي: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر(٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:جمال عزون.
- جزء فيه حديث المصيصي لوين: للعلامة أبي جعفر محمد بن سليمان المصيصي(٢٤٦هـ)، ت:أبو عبد الرحمن مسعد بن عبد الحميد السعدني،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- الجزء من فوائد حديث أبي ذر الهروي: للحافظ أبي ذر عبد بن محمد بن أحمد الهروي المعروف بابن السماك(٤٣٤هـ)،ت:أبي الحسن سمير بن حسين،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- الجليس الصالح الكافي: للحافظ أبي الفرج المعافى بن زكريا بن يجيى المعروف بابن طرار الجريري النهرواني(٣٩٠هـ)،ت:عبد الكريم سامي الجندي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- جمع الجوامع: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة ـ الأزهر،الطبعة١٤٢٦هـ.
- الجواب الكافي: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عمرو عبد المنعم بن سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- الجوهرة النيرة: للعلامة أبي بكر بن علي الحداد(٨٠٠هـ)،ت:إلياس قبلان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- حاشية ابن عابدين: للعلامة محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الدمشقي الحنفي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض،الطبعة١٤٢٣هـ.
- حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، المطبعة المصرية ـ القاهرة،الطبعة ١٢٥٤هـ.
- حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، مكتبة رشيدية ـ كوئتة.
- حاشية الطحطاوي علي مراقي الفلاح: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٧هـ.

- الحاوي الكبير: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عبد اللطيف حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢١هـ.
- الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:خالد طرطوسي،دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- حسن الظن باالله: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت:مخلص محمد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:عبدالرؤف الكمايى،مكتبة غراس ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- حلبة المجلي: للعلامة ابن الأمير الحاج(٨٧٩ هـ)،ت:أحمد بن محمد الغلاييني الحنفي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.
- حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- حياة الحيوان الكبرى: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)،ت:أحمد حسن بسج،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- خزينة الأسرار: للعلامة محمد حقي بن علي بن إبراهيم النازلي(١٣٠١هـ)،المطبعة الخيرية، الطبعة ١٣٠٩هـ.
- الخصائص الكبرى: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٣٨هـ.
- الخلافيات بين الإمامين: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)، الروضة للنشر والتوزيع ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- درةالناصحين: للعلامة عثمان بن حسن بن أحمد الشاكر الخوبوي الرومي الحنفي(١٢٤١هـ)، فيضي كتب خانه ـ كوئته .

- الدراية: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبدالله هاشم اليماني،دار المعرفة ـ بيروت.
- الدر الثمين والمورد المعين: للعلامة محمد بن أحمد ميارة المالكي،ت:عبدالله المنشاوي، دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٩هـ.
- درر الحكام: للعلامة ملا خسرو(٨٨٥هـ)،مير محمد كتب خانة ـ كراتشي ـ باكستان.
- الدر المختار: للعلامة علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي(١٠٨٨هـ)،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.
- الدُرَرُ المُنْتثرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- الدُرَرُ المُنْتثرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للعلامةجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هجر ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٢٤هـ.
- الدر النظيم في خواص القرآن العظيم: للعلامة أبي محمد عبد الله بن أسعد اليمني اليافعي،المكتبة العلامية ـ مصر.
- دقائق الأخبار: للعلامة عبد الرحيم بن أحمد،المطبعة الميمنية ـ مصر،الطبعة١٣٠٦هـ.
- دلائل النبوة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد رواس قلعه جي،دار النفائس ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.
- دلائل النبوة: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، ت:محمد بن فارس السلوم دار النوادر ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- دلائل النبوة: للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:الدكتور عبد المعطي قلعجي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- دلائل النبوة: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:محمد بن محمد الحداد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- الديباج: للحافظ أبي القاسم إسحاق بن إبراهيم الختلي(٢٨٣هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.

- ديوان الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة،الطبعة ١٣٨٧هـ.
- الذخيرة: للعلامة شهاب الدين أحمد بن إدريس القرافي (٦٨٢هـ)،ت:محمد حجي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.
- ذخيرة الحفاظ: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عبدالرحمن الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- ذكر الأقران: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني (٣٦٩هـ)،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- ذم الملاهي: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:عمرو عبد المنعم سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- ذيل ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة.
- ذيل اللآلئ المصنوعة: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:زياد نقشبندي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- ذَيل اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،المكتبة الأثرية ـ شيخو بوره،الطبعة ١٣٠٣هـ.
- ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٢٥هـ/ ٨٠٦هـ)،ت:عبد القيوم عبد رب النبي،إحياء التراث الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:أبو رضا الرفاعي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- ربيع الأبرار: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري (٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)،ت:عبد الأمير مهنا، مؤسسة العلمي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- الرحمة في الطب والحكمة: ينسب الى الإمام السيوطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.
- الرد علي البَكْرِي: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبدالله دحين، دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- ردُّ المُحْتَارعلي الدُرّ المُخْتَار يعرف بحا شية ابن عابدين: للإمام محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدِمَشْقِي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،دارعالم الكتب ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٣هـ.
- الرسالة القشيرية: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،ت:عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف،المكتبة التوقيفية ـ القاهرة.
- الرسالة المغنية في السكوت ولزوم البيوت: للعلامة أبو علي حسن بن أحمد بن عبد الله الحنبلي (٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- رسائل البركوي: للعلامة محمد بن بير علي بن إسكندر الرومي البركوي(٩٨٠هـ)،ت:أحمد هادي القصار،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠١١ء.
- رسائل: للشاه ولي الله الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:محمد فاروق القادري،تصوف فاؤنديشن ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة ١٤٢٠هـ.
- الرقة والبكاء: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي(٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:محمد خير رمضان يوسف،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- روح المعاني في تفسير قرآن العظيم والسبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي(١٢١٧هـ/١٢٧٠هـ)،ت:علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- روح المعاني في تفسير قرآن العظيم و السبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي (١٢١٧هـ/ ١٢٧٠هـ)،إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- روض الرياحين في حكايات الصالحين: للإمام عفيف الدين عبد الله بن أسعد اليافعي(٧٦٨هـ)، ت:محمد عزت،المكتبة التوقيفية.
- الروض المعطار: للمؤرخ محمد بن عبد المنعم الحميري(٧٢٧هـ)،ت:إحسان عباس،مكتبة لبنان.
- روضة العقلاء: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُسْتِي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، ت:محمد محيي الدين عبد الحميد،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- روضة المحبين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- زاد المَعَاد في هَدْيِ خير العباد : للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط وعبدالقادر الأرنوؤط،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة السابعة وعشرون ١٤١٥هـ.

- الزواجر عن اقتراف الكبائر: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)، مطبعة حجازي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥٦هـ.
- الزهد: للإمام عبد الله بن المبارك (١٨١هـ)، ت: حبيب الرحمن الأعظمي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت.
- الزهد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)، ت: محمد عبد السلام شاهين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الزهد: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، دار المشكاة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- الزيادات على الموضوعات: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- سبل الهدي والرشاد: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي (٩٤٢هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.
- سفر السعادة: للعلامة أبو طاهر مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي (٧٢٩هـ/٨١٦ أو ٨١٧هـ) ت: احمدعبدالكريم السايح و عمر يوسف حمزه، مركز الكتاب ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة: للشيخ أبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني (١٣٤٤هـ/١٤٢٠هـ)، دار المعارف ـ الرياض.
- سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه (٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية ـ حلب.
- سنن أبي داود: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)، ت: شعيب الأرنؤوط، دار الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير (٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)، ت: إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفي البابي ـ القاهرة، الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.
- سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير (٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- سنن الدار قطني: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

- سنن الدارمي: للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل السمرقندي التيمي الدارمي (١٨١هـ/٢٥٥هـ)،ت:حسين سليم أسد الداراني،دار المغني ـالرياض، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- السنن الكبرى للبيهقي: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- السنن الواردة في الفتن: للحافظ أبي عمرو عثمان بن سعيد بن عثمان الأموي الداني (٣٧١هـ/٤٤٤هـ)، ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض.
- سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله بن الجنيد الختلي،ت:أحمد محمد نور سيف،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٣٩٩.
- سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- سؤالات البرذعي: للحافظ أبي عثمان سعيد بن عمرو بن عمار البرذعي (٢٩٢هـ)،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- سؤالات البرقاني للدارقطني: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد الخوارزمي البرقاني (٣٣٦هـ/٤٢٥)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،كتب خانه جميلي ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات السلمي للدارقطني: لأبي عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي الصوفي (٣٢٥هـ/٤١٢)، ت:سعد بن عبدالله الحميد وخالد بن عبدالرحمن الجريسى،مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- سؤالات ابن أبي شيبة لعلي بن المديني: لأبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة (٢٩٧هـ)،ت:موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات مسعود بن علي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)،ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- سير أعلام النبلاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٥هـ.
- السيرة النبوية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:مصطفى عبد الواحد، دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٦هـ.

- سير سلف الصالحين: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:كرم بن حلمي بن فرحات بن أحمد،دار الراية ـالرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- شرح الأربعين النووية: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:محمد عبد الكريم حسن الإسحاقي،الجامعة الإسلامية ـالمدينة المنورة.
- شرح أسماء الله الحسنى: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،دار آزال ـبيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- شرح أصول اعتقاد أهل السنةوالجماعة: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي(٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعدبن حمدان الغامدي،دارطيبة.
- شرح الخَرْبُوتِي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوْتي(١٢٩٩هـ)،نور محمد كتب خانه ـكراتشي باكستان.
- شرح الزرقاني على الموطا: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)، طبع بالمطبع الخيرية.
- شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلميةـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- شرح سنن أبي داود: للعلامة شهاب الدين أحمد بن حسين المعروف بابن رسلان(٤٤هـ)، ت:ياسر كمال و أحمد سليمان،دار الفلاح ـالفيوم،الطبعة الأولى١٤٣٧هـ.
- شرح الشفاء: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:الحاج أحمد طاهر القنوي، دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى١٣١٩هـ.
- شرح الشِّفاء: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت:عبد الله محمد الخليلي،دار الكتب العلمية ـبيروت.
- شرح صحيح البخارى لابن بطال: للإمام أبي الحسن علي بن خلف بن بطال البكري القرطبي(٤٤٩هـ)، ت:أبو تميم ياسر،مكتبة الرشد ـالرياض.
- شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة المدني ـالقاهرة.
- شرح الكرماني: للإمام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي بن سعيد الكِرْماني(٧١٧هـ/٧٨٦هـ) ت:محمد عثمان،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.

- شرح مذاهب أهل السنة: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عادل بن محمد،مؤسسة قرطبة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- شرح منتهي الإرادات: للعلامة أبي السعادات منصور بن يونس البهوتي(١٠٥١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٤هـ.
- شرح المولد النبوي: للعلامة جعفر البرزنجي،المطبعة الميمنية ـ مصر.
- شعب الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤٢١هـ.
- شُعَبُ الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- شفاء السقام في زيارة خير الأنام: للحافظ تقي الدين علي بن عبد الكافي بن علي بن تمام السبكي (٦٨٣هـ/٧٥٦هـ)،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- شمائل ترمذي مع اردو شرح خصائل نبوي: للحافظ محمد زكريا المهاجر المدني(١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)،دار الإشاعت ـ كراتشي،الطبعة ١٤١١هـ.
- شواهد النبوة: للعلامة عبد الرحمن بن أحمد الجامي(٨٩٨هـ)،مكتبة الحقيقة ـ إستنبول.
- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي(٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي(٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،ت:أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- صب الخمول: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد (٩٠٩هـ)،ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ لبنان،الطبعةالأولى ١٤٣٢هـ.
- صحيح ابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت: شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- صحيح ابن خزيمة: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري(٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت: محمد مصطفى الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.
- الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:محمد زهير بن ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،قديمي كتب خانه ـ كراتشي.
- الصحيح لمسلم: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت: محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- صفة الصفوة: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن علي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٠هـ.
- الصمت وآداب اللسان: للحافظ أبي بكرعبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨١هـ)،ت:أبو إسحاق الحويني، دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- الصواعق المحرقة: للعلامةأبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.
- الصواعق المحرقة: للعلامةأبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الله التركي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- الضعفاء الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤٠٦هـ.
- الضعفاءوأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبو زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:سعدي الهاشمي الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.
- الضعفاء والمتروكون: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:محمد إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي(٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- الضعفاء والمتروكين: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسي بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، ت:عبدالمعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي (٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي(٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:محمود محمد الطناحي،عبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية١٤١٣هـ.
- طبقات علماء الحديث: للحافظ أحمد بن عبد الهادي الدمشقي(٧٣٣هـ)،ت:أكرم البوشي وإبراهيم الزيبق،مؤسسة الرسالةـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٧هـ.
- الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.
- الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، دار صادر ـ بيروت .
- طبقات المحدثين بأصبهان: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت: عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- طرح التثريب في شرح التقريب: للحافظ ولي الدين أبي زرعة العراقي بن أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٦٢هـ/٨٢٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .
- طوق الحمامة: للإمام ابن حزم الأندلسي(٤٥٦هـ)،مؤسسة هنداوي ـ مصر،الطبعة الأولى ٢٠١٦ء .
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،ت: دسمان يحيي معالي،أضواء السلفـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،مخطوط .
- العجاب في بيان الأسباب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:عبد الحكيم محمد الأنيس،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- العجالة في أحاديث المسلسلة: للعلامة أبي الفيض محمد ياسين بن محمد عيسى الفاداني المكي (١٤١١هـ)،دار البصائر ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

- العرف الشذي: للعلامة أنور الشاه الكشميري(١٢٩٢هـ/١٣٥٢هـ)،ت:محمود شاكر،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- عصيدة الشهدة المعروف بشرح الخربوتي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوتي (١٢٩٩هـ)،مكتبة المدينة ـ كراتشي،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- علل الترمذي الكبير: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمي الترمذي الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:السيدصبيحي السامرائي وغيره،عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:خالد بن عبدالرحمن،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجُريسي،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٧هـ.
- العلل المتناهية: للعلامة الحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجَوزِي القُرَشِي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:خليل الميس،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- العلل المتناهية: للعلامة الحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.
- العِلَل الواردة في الأحاديث النبوية: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارَقُطْنِي الشافعي(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،دار طيبة ـ رياض،الطبعة ١٤٠٥هـ .
- العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)، ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- العلو للعلي الغفار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبةأضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق: للعلامة إبراهيم بن عامر العبيدي المالكي(١٠٩١هـ)، مطبعة جمعية المعارف .
- عمدة الرعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،مكتبة إمدادية ـ ملتان .

- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، ت:محمد أحمد الحلاق،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- عمدة القاري:للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،دار الفكر.
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: عبد الله محمود محمد عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- عمل اليوم والليلة: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)،ت:عبد الرحمن كوثر،شركة دار أرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- عيون الأخبار: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)،دار الكتاب العربي ـ بيروت.
- غاية النهاية في طبقات القراء: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/ ٨٣٣هـ)،ت:أبو إبراهيم عمرو بن عبد الله،دار اللؤلؤة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٨هـ.
- الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت:خسيري حسيني جميل،جميعة دار البر ـ دبئي.
- الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، مخطوط من الشاملة.
- الغنية فهرست شيوخ القاضي عياض: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي(٤٧٦هـ/٥٤٤هـ)،ت:ماهر زهير الجرار،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.
- الغنيةلطالبي طريق الحق عز وجل: للشيخ محيى الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني (٥٦١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- غنية المتملي: للعلانة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ هـ)،مخطوط.
- غنية المستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ هـ)،ت: نديم الواجدي، مكتبة نعمانية كانسي رود ـ كوئيته.
- الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: للعلامة محمد بن محمد بن شهاب الكردي البزازي(٨٢٧هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣١٠هـ.
- الفتاوى التاتارخانية: للعلامة فريد الدين عالم بن العلاء الدهلوي الهندي(٧٨٦هـ)،ت:شبير أحمد القاسمي،مكتبة زكريا ديوبند ـ هند،الطبعة ١٤٣١هـ.

- الفتاوى الحديثية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٠٧٤هـ)،دار المعرفة ـ بيروت .
- الفتاوى الفقهية الكبرى: للعلامة أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار الفكر ـ بيروت .
- الفتاوى الولوالجية: للعلامة أبي الفتح ظهير الدين عبد الرشيد بن أبي حنيفة الوَلْوَالِجِي (المتوفى بعد ٥٤٠هـ)،ت:مقداد بن موسى فريوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- فتح باب العناية: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:محمد نزار تميم وهيثم نزار تميم شركة دار الأرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية .
- فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،إشراف: الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٣٧٩هـ.
- الفتح السماوي: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:أحمد مجتبى السلفي،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- فتح القدير: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،دار الكلم الطيب ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- الفتح المبين: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:أحمد جاسم محمد المحمد،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.
- الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي (٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .
- الفتوحات المكية: للعلامة أبي بكر محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العربي(٥٦٠هـ/٦٣٨هـ)، ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الفردوس بمأثور الخطاب: للحافظ أبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي(٤٤٥هـ/٥٠٩هـ)،ت:السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- الفصول في سيرة الرسول: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:محمد العيد الخطراوي ومحيي الدين مستو،مؤسسة علوم القرآن ـ بيروت، الطبعة الثالثة١٤٠٣هـ.

- فضائل الأوقات: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي،مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- فضائل الخلفاء الأربعة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:صالح بن محمد العقيل،دار البخاري ـ المدينة المنورة.
- فضائل شهر رجب: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال (٣٥٢هـ/٤٣٩هـ)،،ت:أبو يوسف عبد الرحمن بن يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- فضائل الصحابة: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: وصي الله بن محمد عباس،إحياء التراث الإسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الفضل المبين في الصبر عند فقد البنات والبنين: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي (٩٤٢هـ)، مخطوط.
- الفوائد: للحافظ أبي القاسم تمام بن محمد الرازي البجلي (٣٣٠هـ/٤١٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- الفوائد: للحافظ عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني (٤٧٥هـ)،ت:خلاف محمود عبد السميع،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- فوائد ابن نصر: للعلامة أبي القاسم عبد الرحمن بن عمر بن نصر بن محمد الشيباني البزاز (٤١٠هـ)، ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري،دار النصيحة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- الفوائد الجليلة في مسلسلات ابن عقيلة: للعلامة محمد بن أحمد بن سعيد الحنفي المكي (١١٥٠هـ)، ت:محمد رضا القهوجي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- الفوائد البَهِيَّة في تراجم الحنفية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،المطبع المصطفائي.
- الفوائد المجموعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:رضوان جامع رضوان،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.
- الفوائد الموضوعة: للعلامة مرعي بن يوسف الكرمي المقدسي (١٠٣٣هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،دار الوراق ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ.

- الفهرست: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي (٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)، المكتبة المرتضوية ـ النجف.
- فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي (٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.
- فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي (٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت: أحمد نصر الله، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- قبول الأخبار ومعرفة الرجال: للحافظ أبي القاسم عبد الله بن أحمد البلخي (٣١٩هـ)، ت: أبي عمرو الحسيني بن عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- قوت القلوب في معاملة المحبوب: للعلامة أبي طالب محمد بن علي بن عطية المكي (٣٨٦هـ)، ت: محمود إبراهيم محمد الرضواني، مكتبة دار التراث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- قيمة الزمن عند العلماء: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدَّة (١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، دار عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.
- الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: محمد عوامه، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: عزت علي عيد عطية وموسي محمد علي الموشي، دار الكتب الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.
- الكافي الشاف: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني (٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني (٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)، ت: يحيي مختار غزاوي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني (٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)، ت: محمد أنس مصطفى الخن، دار الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- الكامل في اللغة والأدب: للعلامة أبي العباس محمد بن يزيد المعروف بالمبرد (٢٨٥هـ)، ت: محمد أبو الفضل إبراهيم، دار الفكر العربي ـ القاهرة، الطبعة الثالثة ١٤١٧هـ.

- - كتاب الأمالي: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،دار الثقافة ـ قم، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- - كتاب الأمالي: للعلامة يحيى بن الحسين بن إسماعيل الحسني الشجري(٤١٢هـ/٤٩٩هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- - كتاب تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري البصري(١٧٣هـ/٢٦٢هـ)، ت: فهيم محمد شلتوت .
- - كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي(٦٧١هـ)،ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،دار المنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- - كتاب الدعاء: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ..
- - كتاب الزهرة: للعلامة أبوبكر محمد بن داؤد الأصبهاني(٢٩٧هـ)،ت:إبراهيم السامرائي،مكتبة المنار ـ أردن،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.
- - كتاب الشريعة: للعلامة أبي بكر محمد الحسين الآجرِي(٣٦٠هـ)،ت:عبدالله بن عمربن سليمان الدميجي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- - كتاب الضعفاء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:فاروق حمادة، دارالثقافة ـ قاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- - كتاب العرش: للحافظ أبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة(٢٩٧هـ)،ت:محمد بن خليفة التميمي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- - كتاب المبسوط للسرخسي: للإمام شمس الأئمة أبو بكر محمد بن أحمد السرخسي(٤٨٨هـ)،دار المعرفة ـ بيروت .
- - الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي(١٥٩هـ/٢٣٥هـ)،ت:كمال يوسف الحوف،دار التاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- - كتاب الطب: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، مخطوط .
- - كتاب العدة للكرب والشدة: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي(٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:ياسر بن إبراهيم بن محمد دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - كتاب العظمة: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأصبهاني(٢٧٤هـ/٣٦٩هـ)،ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض .

● - كتاب العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:وصي الله بن محمدعباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

● - كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،دار الندوة الجديدة ـ بيروت .

● - كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة الفرقان،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - كتاب المسلسلات: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،مخطوط .

● - كتاب المعجم: للإمام أبي سعيد أحمد بن محمد ابن الأعرابي(٢٤٦هـ/٣٤٠هـ)،ت:عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - كتاب من عاش بعد الموت: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت:محمد حسام بيضون،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدنية المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

● - كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:نورالدين بن شكري بن علي بوياجيلار،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - كتاب المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البستي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

● - كرامات أولياء الله: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي (٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعد بن حمدان الغامدي دار طيبة ـ السعودية،الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.

● - الكشف الحثيث عمن رمي بوضعِ الحديث: للعلامةأبي الوفاء إبراهيم بن محمد بن خليل الطرابلسي(٧٥٣هـ/٨٤١هـ)،صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٧هـ.

● - كشف الخفاء ومزِيل الإلباس عما اشتهرمن الأحاديث علي ألسنة الناس: للعلامة أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت:عبد الحميد هـنداوي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٢٧هـ.

● - كشف الخفاء: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلونيالجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت: يوسف بن محمود،مكتبة العلم الحديث ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - كشف الخفاء: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥١هـ .

● - الكشف والبيان: للعلامة أبو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي النيسابوري (٤٢٧هـ)،ت: أبومحمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.

● - كفاية الأتقياء ومنهاج الأصفياء: للعلامة أبوبكر بن محمد شطا الدِمْيَاطِي البَكْرِي(١٣١٠هـ)،المطبعة الخيرية ـ مصر،الطبعة١٣٠٣هـ.

● - كنز العمال في سنن أقوال والأفعال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهِندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت:محمود عمر الدمياطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - كنزالعمال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت: بكر يحياني،صفوة السقا،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ.

● - كنوز الذهب في تاريخ حلب: للعلامة أحمد بن إبراهيم المعروف سبط ابن العجمي(٨٨٤هـ)، ت:شوقي شعث وفالح البكور،دار القلم العربي ـ حلب،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - الكنى والأسماء: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - الكنى والأسماء: للحافظ أبي بشر محمد بن أحمد بن حماد الدولابي(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - كوثر النَّبِيّ وزُلَالُ حَوْضِهِ الرَّوِيّ (فنّ معرفة الموضوعات): للعلامة أبي عبد الرحمن عبد العزيز بن أبي حفص أحمد بن حامد القرشي (١٢٠٦هـ/١٢٣٩هـ)المخطوط،كتبه العلامة عبد الله الوَلْهَاري(١٢٨٣هـ).

● - اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمدعبد المنعم رابح،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.

● - اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، ت:أبوعبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - لباب الآداب: لمؤيد الدولة أبي المظفر أسامة ابن منقذ الكناني (٥٧٤هـ)، ت:أحمد محمد شاكر، مكتبة السنة ـ القاهرة، الطبعة ١٤٠٧هـ.

● - لسان العرب: للعلامة أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن المنظور الإفريقي (٦٣٠هـ/٧١١هـ)، دار صادر ـ بيروت.

● - لسان الميزان: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد الفتاح أبوغدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - لطائف المعارف: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)، ت:ياسين محمد السواس، دار ابن كثير ـ دمشق، الطبعة الخامسة ١٤٢٠هـ.

● -لمحات الأنوار ونفحات الأزهار: للحافظ أبي القاسم محمد بن عبد الواحد الغافقي الملاحي (٥٤٩هـ)، ت:رفعت فوزي عبد المطلب، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو باصله موضوع: للعلامة أبي المحاسن محمد بن خليل بن إبراهيم القاؤقجي (١٢٢٤هـ/١٣٠٥هـ)، ت:فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

● - ماثبت بالسنة: للعلامة عبد الحق بن سيف الدين الدهلوي (٩٥٩هـ/١٠٥٢هـ)، مطبع مجتبائي ـ دهلي.

● - المتفق والمفترق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)، ت:محمد صادق آيدن الحامدي، دار القاري ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - مثنوي مولوي معنوي: للعارف بالله مولانا جلال الدين محمد رومي (٦٧٢هـ)، مترجم:قاضي سجاد حسين، حامد أيند كمبني ـ لاهور.

● - المجالسة وجواهر العلم: للعلامة أبي بكر أحمد بن مروان الدينوري (٣٣٣هـ)، ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - مجابوالدعوة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي، دار اطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - مجمع الأنهر: للعلامة عبد الرحمن بن محمد بن سلمان المعروف شيخي زاده (١٠٧٨هـ)، ت:خليل عمران المنصور، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، دار الكتاب العربي ـ بيروت .
- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:عبد الله الدرويش،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- مجموعة رسائل اللكنوي: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن ـ كراتشي،الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.
- مجموعة رسائل: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:إبراهيم أمين محمد،المكتبة التوفيقية ـ القاهرة .
- مجموعة رسائل: للحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي المقدسي(٧٤٤هـ)، ت:أبو عبد الله حسين بن عكاشة،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- مجموع فتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- مجموع الفتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عامر الجزائر و أنور الباز،دار الوفاء،الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ .
- مجموع فيه رسائل: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- المحاسن والأضداد: للعلامة عمرو بن بحر المعروف بالجاحظ(٢٥٥هـ)،ت:محمد سويد،دار إحياء العلوم ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.
- المحاسن والمساوي: للعلامة إبراهيم بن محمد البيهقي(٣٢٠هـ)،طبع بمطبعة السعادة ـ مصر، الطبعة ١٢٢٥هـ.
- المحبة لله سبحانه: للعلامة أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله الختلي(المتوفى نحو ٢٧٠هـ)،ت: عبد الله بدران،دار المكتبي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- المُحَلَّى بالآثار: للإمام أبي محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي(٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)، المنيرية ـ مصر،الطبعة ١٣٥٢هـ .
- مختصر المقاصد الحسنة: للعلامة أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني المصري المالكي (١٠٥٥هـ/١١٢٢هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.

- مختصر منهاج القاصدين: للعلامة نجم الدين أحمد بن عبد الرحمن ابن قدامة المقدسي، (٦٨٩هـ)،ت:محمد أحمد دهمان،مكتبة دار البيان ـ دمشق،الطبعة١٣٩٨هـ.
- المخلصيات: للحافظ أبي طاهر محمد بن عبد الرحمن بن العباس المُخَلِّص البغدادي(٣٠٥هـ/٣٩٣هـ)،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الثانية ١٤٣٢هـ.
- مدارج السالكين بين المنازل إياك نعبد وإياك نستعين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مدارج النبوة: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:مفتي غلام معين الدين نعيمي، ممتاز أكيدمي ـ لاهور.
- المداوي: للعلامة أبي الفيض أحمد بن محمد بن الصديق الغماري الحسني(١٣٨٠هـ)،دار الكتبي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.
- المدخل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- المدخل إلى السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت: محمد ضياء الرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت.
- المدخل إلى كتاب الإكليل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري،(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)، ت:فؤاد عبد المنعم أحمد،دار الدعوة ـ الإسكندرية.
- مراقي الفلاح: للعلامة حسن بن عمار بن علي الشُرُنْبُلالي الحنفي(١٠٦٩هـ)،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- مُرشد الحائر لبيان وضع حديث جابر: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)، مكتبة طبرية ـ الرياض،الطبعة١٤٠٨هـ.
- مرقاة المفاتيح: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت: جمال عتناني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- مسائل الإمام أحمد بن حنبل: للحافظ أبي الفضل صالح بن أحمد بن حنبل الشيباني(٢٠٣هـ/٢٦٦هـ)، ت:فضل الرحمن دين محمد،الدار العلمية ـ الهند،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهوية برواية المروزي: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن منصور المروزي(٢٥١هـ)،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- المستدرك علي الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- المستدرك علي الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة - بيروت.
- المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي (٨٥٢هـ)، دار مكتبة الحياة - بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.
- المستطرف في كل فن مستظرف:للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي (٨٥٢هـ)مكتبة الجمهورية العربية - مصر.
- المستغيثين بالله: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال (٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:مانويلا مارين،المجلس الأعلى للأبحاث العلمية.
- مسند أبي يعلى: للإمام أبي يعلى أحمد بن علي التيمي الموصلي (٢١٠هـ/٣٠٧هـ)،ت:حسين سليم أسد،دار المأمون للتراث - بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،دار الحديث - القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،عالم الكتب - بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط،مؤسسة الرسالة - بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- مسند الشاميين: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- مسند الشهاب: للقاضي أبي عبد الله محمد بن سلامة القُضَاعي (٤٥٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة - بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- المسند المستخرج على صحيح مسلم: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- مصباح الزجاجة: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري (١٣٨٠هـ)،مكتبة القاهرة - مصر،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

- المصنف لعبد الرزاق: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت: حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٣هـ.
- المصنف لعبد الرزاق: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت: حبيب الرحمن الأعظمي،المجلس العلمي ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٩٢هـ.
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبوغدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الثانية١٣٩٨هـ.
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غده،ايچ ـ ايم ـ سعيد كمپني ـ كراتشي (باكستان).
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:باسم بن طاهر خليل عناية،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٩هـ.
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد حَسَّه،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى٢٠٠٣ء.
- مطالع المسرات: للعلامة محمد مهدي بن أحمد بن علي فاسي(١٠٣٣هـ/١١٠٩هـ)،مطبعة وادي النيل ـ مصر،الطبعة١٢٨٩هـ.
- المعجم الأوسط: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ.
- معجم البلدان: للعلامة المؤرخ شهاب الدين أبي عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي (٦٢٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة١٣٩٧هـ.
- معجم الشيوخ: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:وفاء تقي الدين،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- المعجم الكبير: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهره،الطبعة١٤٠٤هـ.
- معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عماد الدين أحمد حيدر،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي.

- معرفة الرجال رواية ابن محرز: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت:محمد كامل القصار،مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ١٤٠٥هـ.
- معرفة السنن والآثار: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار قتيبة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
- معرفة الصحابة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق بن يحيى بن مندة الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥هـ)،ت:عامر حسن صبري،مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- معرفة الصحابة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن للنشر ـ الرياض.
- المعرفة والتاريخ: للحافظ أبي يوسف يعقوب بن سفيان الفارسي الفسوي(٢٧٧هـ)،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- المعين على تفهم الأربعين: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:دغش بن شبيب العجمي،مكتبة أهل الأثر ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- مغاني الأخيار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- المغني عن الحفظ والكتاب: للحافظ أبي حفص عمر بن بدر الدين الموصلي الحنفي(٦٦٣هـ)، جمعية نشر الكتب العربية ـ القاهرة،الطبعة ١٣٤٢هـ.
- المغني عن حمل الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- المغني عن حمل الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.
- المغني عن حملِ الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة دار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:نور الدين عتر،إحياء التراث الإسلامي بدولة ـ قطر،الطبعة ١٤٠٧هـ.

● - المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - المغيرعلي الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دارالعهد الجديد ـ بيروت.

● - المغيرعلي الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دار الرائد العربي ـ بيروت.

● - مفتاح الجنان: للعلامة يعقوب بن سيد علي البروسوي(٩٣١هـ)،المطبعة العثمانية،الطبعة ١٣١٧هـ.

● - مفاتيح الغيب المعروف بالتفسير الكبير: للعلامة فخر الدين أبي عبد الله محمد بن عمر الرازي (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

● - المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة علي الأَلْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١ هـ/٩٠٢هـ)،ت:عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

● - المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة علي الأَلْسِنَة: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - المقتنى في سرد الكنى: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.

● - مقدمةابن خلدون: للعلامة ولي الدين عبد الرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون الحضرمي الإشبيلي(٨٠٨هـ)،ت:خليل شحادة وسهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

● - مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:أيمن عبد الجبار البحيري،دارالآفاق العربية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:عبدالله بن بجاش الحميري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعةالأولى ١٤٢٧هـ.

● - مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: صلاح محمد عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

- مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:أحمد جاد دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- مكتوبات: للعلامة أحمد بن عبد الأحد الفاروقي السرهندي مجدد الألف الثاني (١٠٣٤هـ)، (مترجم)،زوار أكيدمي ـ كراتشي ٢٠١٤ء.
- المنار المنيف: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.
- مناهل الصفا: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:سمير القاضي،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- منبهات ابن حجر:در مطبع مصطفائي.
- المُنتَخب من العِلَل: للإمام أبي محمد موفق الدين عبد الله بن محمد بن قدامة المقدسي الحنبلي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)،ت:أبو معاذ طارق بن عوض الله،دار الرأية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المنتقى مِنْ منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال وهو مختصر منهاج السنة : للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: محب الدين الخطيب، الرئاسة العامة ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤١٣هـ.
- منحة السلوك في شرح تحفة الملوك: للإمام بدر الدين أبي محمدمحمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أحمد عبد الرزاق الكبيسي،إدارة الشؤون الإسلامية ـ قطر،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المنح المكية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٣٧هـ.
- من فضائل سورة الإخلاص: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(٤٣٩هـ)،ت: محمد بن رزق بن طرهوني،مكتبة لينة ـ القاهرة الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم،جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: الدكتور محمد رشاد سالم،مؤسسة قرطبة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- موافقة الخبر الخبر: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:حمدي السلفي وصبحي السيد جاسم،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.
- المواهب اللدنية: للعلامة أحمد بن محمد القسطلاني(٨٥١ هـ/٩٢٣هـ)،ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الاسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار إطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- الموضوعات للصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصاغاني(٥٧٧هـ/٦٥٠هـ)،ت:نجم عبد الرحمن خلف،دار نافع،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- الموضوعات للصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصاغاني (٥٧٧هـ/٦٥٠هـ)،دار المأمون للتراث ـ دمشق .
- موطا إمام مالك: للإمام أبي عبد الله مالك بن أنس(٩٣هـ/١٧٩هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.
- المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- المهذب في اختصار السنن الكبير: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبي تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت: علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:محمد رضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- النبراس: للعلامة محمد عبد العزيز الفرهاري(١٢٣٩هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئته .
- نتائج الأفكار: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي عبد المجيد السلفي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

- نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- النُخْبَة البَهِيَّة في الأحاديث المكذوبة علي خير البَرِيَّة: للعلامة محمد الأمير الكبير المالكي (١١٥٤هـ/١٢٣٢هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤هـ)،دار الفكر.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤ هـ)،المكتب الثقافي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤ هـ)،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة ١٤٣٨هـ.
- نزهة المجالس أردو: أيچ أيم سعيد كمبني ـ كراتشي.
- نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري (٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة.
- نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري (٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- نصاب الاحتساب: للعلامة ضياء الدين عمر بن محمد بن عوض السنامي (المتوفى قبل ٧٢٥هـ)، ت:مريزن سعيد مريزن عسيري،مكتبة الطالب الجامعي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- نصب الراية: للحافظ جمال الدين ابو محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي (٧٦٢هـ)،ت: محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده.
- نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر البِقَاعِي (٨٨٥هـ)،دار الكتاب الإسلامي ـ القاهرة.
- نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت: إسماعيل إبراهيم،مكتبة الإمام البخاري ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:توفيق محمود تكلة،دار النوادر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- نهاية الإقدام: للعلامة محمد بن عبد الكريم الشهرستاني (٥٤٨هـ)،أحمد فريد المزيدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادت المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،ت:طاهر أحمد الزاوي ومحمود محمد الطناحي، المكتبة الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٨٣هـ.
- النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادت المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار ابن الجوزي ـ الرياض،ت:علي بن حسن الحلبي، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- النهاية في الفتن والملاحم: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت:عصام الدين الصبابطي،دارالحديث.
- وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: للعلامة نور الدين أبي الحسن علي بن عبد الله بن أحمد الحسني السمهودي(٨٤٤هـ/٩١١هـ)،ت:خالد عبد الغني محفوظ،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- الهداية: للإمام برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل المرغيناني الحنفي(٥٩٣هـ)، ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- الهواتف: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا(٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- اليواقيت الغالية: للعلامة محمد يونس الجونفوري(١٣٥٥هـ/١٤٣٨هـ)،ترتيب:محمد أيوب سورتي، مجلس دعوة الحق لستر،الطبعة ١٤٢٩هـ.
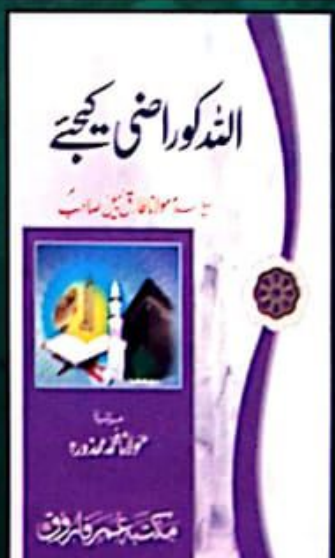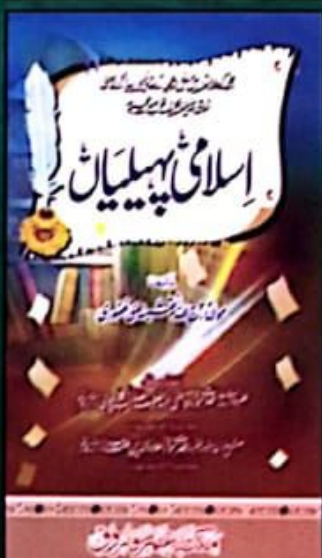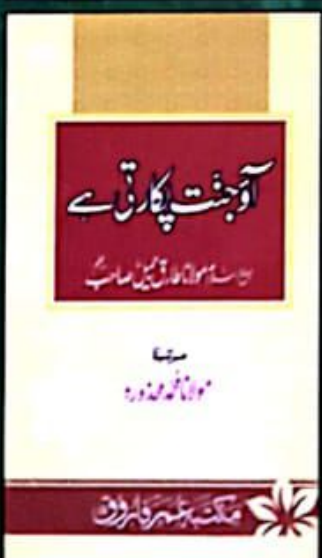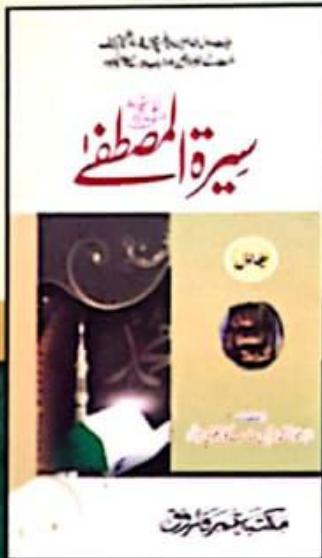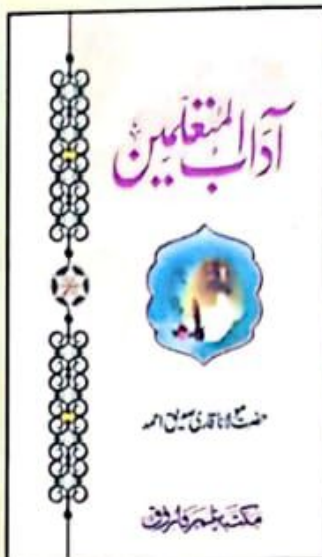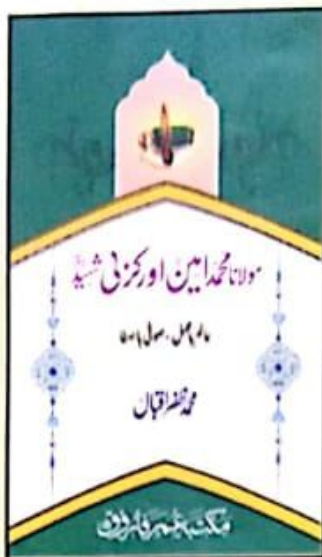
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345